رسالہ (نمبر2)

صحیح النقول وَاَدّلَۃِ المنقول والمعقول

صحیح سندوں اور دلائل منقول و معقول کی جامع

(مجلس تحفظ ختم نبوت کے اعتراضات کا قرآن و احادیث کی روشنی میں مدلل جواب)

مرتبہ

از: فقیر سید دلاور مخصوص الزمانی

(اہل اپل گوڑہ)

رسالہ (نمبر 2)

صحیح النقول وَاَدِلَّۃِ المنقول والمعقول

صحیح سندوں اور دلائل منقول ومعقول کی جامع

(مجلس تحفظ ختم نبوت کے اعتراضات کا قرآن واحادیث کی روشنی میں مدلل جواب)

مرتبہ

از: فقیر سید دلاور مخصوص الزمانی

(اہل اپل گوڑہ)

رمضان المبارک 1444ھ مطابق اپریل 2023

فہرست مضامین

سلسلہ	مضمون	صفحہ نمبر
1.	پیش لفظ	1
2.	امامنا مہدی علیہ السلام کی شان میں گستاخی کا جواب	4
3.	پیراگراف (1) شان رسالتمآبؐ میں کتب مہدویہ پر گستاخیوں کا جواب	6
4.	پیراگراف (2) ہم مہدویوں پر حلم و بردباری پر اعتراض	11
5.	پیراگراف (3) میں علم غیب رسولؐ و مہدیؑ کی مکمل بحث	13
6.	پیراگراف (4) حضور نبی کریم ﷺ کے فرامین کا مہدویوں کا تہہ دل سے ماننا اور اس پر اعتراض	33
7.	فرمان امامناؑ قرآن کریم سمجھنے کے لیے نور ایمان کافی پر اعتراض کا جواب	41
8.	پیراگراف (7) فرائض ولایت پر اعتراض کا جواب	45
9.	پیراگراف (8) تسویت خاتمینؑ یعنی رسول و مہدی کو ہمسر ماننے کی بحث	55
10.	پیراگراف (8) مہدویت اور نبوت میں نام کا فرق ہے کام اور مقصود دونوں کا ایک ہی ہے	65
11.	احادیث نبویؐ اور وجود مہدی موعود علیہ السلام	76
12.	مہدی کے زمانہ میں نزول و فیضان برکات	88
13.	حدیث ثوبان کی مکمل بحث	92
14.	دیوبندی عقائد پر تبصرہ اور اس کی فہرست	98
15.	مجلس ختم نبوت کا سہ ورقی مراسلہ بنام فقیر سید دلاور	104
16.	رسالہ جاء الحق جس میں زمانہ بعثت مہدیؑ پر مکمل بحث	109

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

فقیر سید دلاور اہل اپلگوڑہ تمام برادران قومی سے گزارش کرتا ہے کہ موجودہ زمانہ میں بعض شر پسندوں کی طرف سے قوم مہدویہ پر بیجا رکیک حملہ اور بعض مرتدین جو حق و صداقت سے انحراف کر کے غیر مہدوی علماء سوء سے ہمارے مذہب اور عقیدہ کے خلاف میں انٹرنٹ کے ذریعہ اور اشتہارات کے ذریعہ سے عناد و تعصب اور تمام مہدوی بھائیوں اور دیگر اہل اسلام میں مغالطہ دہی' حق پوشی اور علانیہ کذب و افتراء اور ہمارے بزرگان دین پر طعن و تشنیع اور سب سے بڑھ کر ہمارے امام مہدی موعود علیہ السلام کی ذات اقدس میں بے ادبی و توہین کی جسارت کی ہے جس سے ہم تمام مہدویوں کی دل آزاری ہوئی ہے جن کو ہم تمام مہدوی خلیفۃ اللہ داعی الی اللہ' معصوم عن الخطا' موعود رسول اللہ' مہدی موعود خاتم ولایت محمدیہؐ ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں اس لیے بعض احباب اور خاص طور پر ایل۔ایم۔ایم گروپ کے صدر جناب سید دلاور فرخ میاں صاحب کی خواہش پر فقیر نے ایک احتجاجاً تین ورقی لیٹر لکھا تھا جس کے جواب میں صدر تحفظ ختم نبوت کے ایک سہ ورقی مراسلہ لکھا تھا جس میں ہمارے اعتقادات پر بہت سارے اعتراضات کیے ہیں۔فقیر نے اس کا جواب

اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت سے بہ دلائل قاطعہ ہمارے عقیدے کے تحفظ میں تحریر کرنے کا ارادہ کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اپنی طاقت کے مطابق مکمل کیا ہے جو قدرے طویل ہو گیا ہے۔

قارئین کرام مہدویت کو روز اول سے جن فتنوں اور مصائب سے دوچار ہونا پڑا اگر کسی دوسرے فرقے کو ان سے واسطہ پڑتا تو وہ اسے پیس کر رکھ دیتے۔ اس کا شیرازہ بری طرح سے پراگندہ ہو جاتا جس طرح اسلام ایک خدائی مذہب ہے اسی طرح مہدویت بھی ایک خدائی مذہب ہے اسی لیے امامنا مہدی موعود علیہ السلام نے جب میر ذوالنون حاکم فراہ نے آپ کی تصدیق کرنے کے بعد کہا۔ میں مہدی کا مصدق ہوں انہیں کا نوکر ہوں ناصر اور غلام ہوں جہاں تلوار چلانے کی ضرورت ہوگی وہاں تلوار چلاؤں گا اور مخالفین مہدی کو قتل کروں گا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ اپنے نفس پر تلوار چلاؤ تا کہ تمہیں گمراہ نہ کرے۔ مہدی اور مہدی کے لوگوں کا ناصر خدا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت سے مذہب مہدویت ان تند و تیز طوفانوں میں روشنی کے بلند مینار کی طرح قائم رہا۔ اس کی دلفریب تجلیات تاریکیوں کا سینہ چیرتی رہی ہیں اور گرداب و تلاطم میں پھنسے ہوئے سفینوں کو سلامتی کے ساتھ ساحل تک پہنچاتی رہیں گی اور مہدویت کا یہ مینار تا قیامت یونہی ضیا پاش رہے گا کیونکہ امامنا علیہ السلام کا فرمان مبارک ہے کہ مہدی اور مہدویاں قیامت تک باقی رہیں گے۔

یہ فقیر حقیر کو ہمارے مہدوی بھائیوں کی خدمت میں ایک ایسی کتاب پیش کرتے ہوئے

قلبی مسرت ہورہی ہے جس سے مصدقان دیندار کی تقویت ایمانی اور طالبان حق وصداقت کی طلب صادق کی رہنمائی ہے۔ فقیر نے اس کتاب کا نام (صحیح النقول وادلة المنقول والمعقول) اس کے معنی (جو صحیح سندوں اور دلائل منقول ومعقول کی جامع ہے) رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل وکرم سے اس بندہ گنہگار کی اس مشقت کو قبول فرمائے۔ اس کتاب کے قارئین کرام کے لیے ان کی معلومات کی خاطر ایک مضمون جو فقیر نے چند سال پہلے لکھ دیا تھا اس کو بھی شامل کتاب کردیا ہے جس میں مہدی موعود علیہ السلام کا زمانہ بعثت قرآن واحادیث اور علمائے متقدمین اہل سنت کے اقوال کے تحت تحقیقی بہ دلائل قاطعہ ثابت کردیا ہے۔ اس مضمون کا جاء الحق نام رکھا گیا تھا تاکہ عیسیٰؑ اور مہدیؑ کے اجتماع کا جو باطل عقیدہ جو عوام الناس میں عام کردیا گیا ہے اس کا سدباب ہوجائے اور ہم مہدویوں کا موقف عالم اسلام پر ظاہر ہوجائے جس سے متلاشیان حق وصداقت کو فائدہ ہوجائے۔

فقط

فقیر سید دلاور اہل اپلگوڑہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم والمھدی الموعود العظیم

رب یسر ولا تعسر و تمم بالخیر و بک نستعیک یافتاح

کارکنان تحفظ ختم نبوت کے انتہا درجہ کی ہمارے امام حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی شان میں گستاخی اور سوءادبی کی جسارت کرکے تمام مہدیوں کی دل آزاری کی تھی۔ اس ضمن میں فقیر نے بعض احباب کی خواہش پر اپنا بھی احتجاج درج کروانے کی غرض سے افراد قوم کو تسلی دینے کے لیے اپنے کچھ الفاظ تحریر کیے تھے جو قوم کے برادران کیلئے تھے اس تحریر کے جواب میں تحفظ ختم نبوت کے صدر جناب جمال الرحمٰن صاحب نے ایک مرسلہ جو فقیر کو بذریعہ سید دلاور فرخ میاں صاحب' صدر یل۔ ایم۔ ایم گروپ سے دستیاب ہوا۔ کسی نے ہماری تحریر موصوف تک پہونچائی تو انہوں نے اس کا جواب مرتب کرکے بھیجا ہے۔ موصوف کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں کہ صدر مجلس پر مقتدائے مذہب کی شان میں گستاخی کا رونا رویا گیا ہے۔ اس مجلس کی جانب سے مختصراً جواب مرسل ہے۔

جناب آپ کے اس جملہ پر ہم زیادہ کیا کہہ سکتے ہیں کہ آپ اور آپ کے ہمنوا حضرت امامنا مہدی موعود علیہ السلام کی جناب میں جو بدگوئی اور عیب چینی کا ارادہ کرکے بدتمیزی کا ایک طوفان برپا کئے ہیں۔ وہ نئی بات نہیں ہے بلکہ قدیم سے ہوتی ہوئی روایت کا ایک حصہ ہے۔ آپ بزرگان پیشین کے حالات وواقعات پر ذرا بھی غور وتاًمل کریں تو واضح ہوجائے گا کہ اس دنیا میں جو ذوات مقدسہ گزرے ہیں وہ یہ بدگویوں اور عیب جویوں کی ناحق و ناروا عیب چینی سے محفوظ نہیں رہے ہیں۔ ہر زمانہ میں انبیاء مرسلین علیھم السلام اپنے اپنے زمانہ کے بدباطن جہلا ومعاندین کے

ہاتھوں ہمیشہ ستائے گئے ہیں اور ان کے طعن و تشنیع کے آماجگاہ رہے ہیں۔ مثلاً یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ناگفتنی طعن و تشنیع کیا۔ یہود و نصاریٰ نے حضرت پیغمبر اسلام ﷺ کی جناب میں بہت مطاعن کئے۔ فرقے معتزلہ نے انبیاء علیہم السلام کی معصومیت ہی کا انکار اس قدر مبالغہ سے کیا کہ ابتداء زمانہ آدم علیہ السلام سے خاتم الانبیاء علیہ السلام تک کسی نبی کو صغائر و کبائر کی نسبت کئے بغیر نہیں چھوڑا۔ انبیاء علیہم السلام کے علاوہ دوسرے قابل احترام بزرگوں کی جناب میں بھی یہی سلوک ان کے معاندین ومخالفین کی طرف سے جاری رہا ہے۔ چنانچہ خوارج نے امیر المومنین مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور اہل بیت رسول ﷺ پر ناسزا حملے کیے گئے۔ فرقہ شیعہ نے خلفائے راشدین اور بعض اصحاب المومنین کو مطعون کرنے سے دریغ نہیں کیا۔ بعض متعصب متکلمین نے حضرت صوفیائے کرام کی عیب چینی اور بدگوئی کی اور کرتے ہیں۔ بعض جہلائے زمانہ اولیائے کرام کی جانب میں بدگوئی کا طریقہ اختیار کر رکھا ہے۔

غرض بے جا عیب چینی و بدگوئی کی ایک عادت قدیم سے چلی آ رہی ہے یا فی الجملہ شیطان نے بدتمیز جو علمائے سوء ہیں اس زمانہ میں بھی ان کی راہ ماری ہے وہ امام معصوم علیہ السلام کی عیب جوئی کے در پے کرادیا ہے۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا .

چو خدا خواہد کہ پردہ کس درد

میلش اندر طعنۂ پاکان زند

جب خدائے تعالیٰ کسی سے ناراض ہوتا ہے اس کو اپنے سے دور کرنا چاہتا ہے تو اس کو بزرگان دین پاکان خدا کی شان میں طعنہ زنی اور بدگوئی میں مصروف کر دیتا ہے۔

حضرت امامنا مہدی موعود علیہ السلام کی تمام حیات طیبہ احیائے دین اور اتباع آیات قرآنی وسنت قولی و فعلی کی روشنی پھیلانے میں گزری ہے اور موجودہ علمائے سوء اور جناب صدر مجلس ختم نبوت صاحب اپنی خبث باطنی سے عناداً حضرت امامنا مہدی موعود علیہ السلام کی جناب اقدس

کی عیب جوئی کے درپے ہیں۔ہم جہاں تک بدزبانوں کی بدزبانی پائیں گے اصیل کی اصالت جتاتے جائیں گے۔اس بدزبانی کا بدلہ ہم نہیں دینا چاہتے بلکہ منتقم حقیقی پرسونپ دیتے ہیں وہی اس کا بدلہ دینے والا ہے۔سچ پوچھوتو امامنا علیہ السلام کواعداومعاندین کی بدگوئی میں بھی انبیاء ومرسلین اورحضرت خاتم المرسلین کی اتباع ومطابقت کا شرف حاصل ہے۔

پیراگراف(1) میں موصوف نے لکھا ہے۔ جناب کے مقتدائے مذہب۔امامکم۔کی شان میں جن گستاخیوں کی مضمون میں تذکرہ ہے وہ آپ کی کتب اورمتون مذہب میں موجود نبی کریمﷺ فداہ ارواحناو ارواح المسلمین کی شان عزت مآب میں کی گئی عامیانہ و جاہلانہ گستاخیوں، دل آزاریوں اوردل سوزیوں کی بناپرسامنے آئی ہیں جن کا ذکرآگے آرہاہے۔

قولنا۔انصاف کی بات یہی ہے کہ فحش وبدزبانی شرافت کے خلاف ہے۔ **اللھم ثبت اقدامنا علی اتباع . متبوعنا المعصوم و انصرنا علی الذین یجادلوننا بغیر الحق فی الامر المعلوم** ۔اے اللہ ہم کوہمارے معلوم متبوع کی پیروی میں ثابت قدم رکھاوران لوگوں پرہم کو فتح دے جوغیرحق پرایک معلوم بات میں ہم سے جھگڑتے ہیں۔یہ جوالزام ہمارے کتابوں پرلگایا جارہے ہیں بالکل بے بنیاد ہے اس کی کوئی اصل ہی نہیں۔اگرہیں تو پیش کیا جاناچاہیے تھا۔جناب جمال الرحمٰن صاحب صدرتحفظ ختم نبوت اگرایک لحاظ سے غورکیا جائے تو یہ بھی حضرت امامنا مھدی موعودعلیہ السلام کا بڑامعجزہ اورکرامت عظمیٰ ہے کہ زمان خان جیسا بڑاعالم بھی اس قدر بڑاسخت دشمن ہونے کے باوجودبھی آپ علیہ السلام کے اخلاق حسنہ اوراوصاف حمیدہ سے عمداًجان بوجھ کرانتہائی تلاش وجستجو کے باوجودحضرت امام علیہ السلام کی تیوئیس(23) سالہ مدت دعوت مہدیت میں صرف اکیس بدخلقیاں پیش کیا جس میں سے مکررات خارج کردیں تواکیس بھی نہیں رہتیں اورجوباقی رہیں گی وہ بھی ایسی ہیں کہ اصول اخلاق اورکتاب وسنت کی مطابقت کے معیارپرجانچی جائیں تو مولف ہدیہ مہدویہ کا ان کو بدخلقی کہنا خودانہی کی جہالت کا راز فاش کرتا

ہے۔اسی طرح اگر امامنا علیہ السلام کے باب میں کوئی حدیث نہ آتی اور آپ علیہ السلام سے معجزہ و کرامات و آیات الٰہی ظاہر ہونے کی کوئی روایت نہ ہوتی جب بھی آپ کے اخلاق حسنہ اور آپ کی تعلیم آپ کے مامور من اللہ ہونے کی دلیل ہوتی۔شیخ علی مولف کنزل العمال کے رسالہ البرہان فی علامات مھدی آخرالزمان کے مقدمہ میں حضرت مہدی علیہ السلام کے لیے الشریف العظیم (عظیم الشان شریف ہستی) کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔**الفضل ماشهدت به الاعداء** بزرگی تو وہی ہے جس کی دشمن بھی گواہی دے۔اس سے یہ معلوم ہوتاہیکہ معاندین مہدویہ بھی آپ کی بزرگی اور شرف کا اقرار کرنے پر مجبور تھے۔آپ کے اخلاق حسنہ کی حدتک بعض انصاف پسندوں کے لیے صرف شیخ علی مولف کنزل العمال کا ایک قول ہی کافی ہے لیکن ہم ذیل میں اس امر کی اور بھی توضیح کرنا مناسب سمجھتے ہیں تاکہ موجودہ دور کے معاندین کو معلوم ہوجائے کہ بے شمار انصاف پسند مورخوں نے جو غیر مہدوی ہونے کے باوجود آپ کی ولایت کو تسلیم کیا ہے۔

(1) چنانچہ ملاعبدالقادر بدایونی نے آپ علیہ السلام کے متعلق نجات الرشید میں یہ لکھا ہے:

''**در ولایت و جلال وبزرگی وکمال میر سخن نیست** (نجات الرشید قلمی 91 تصوف فارسی 1046 'اسٹیٹ سنٹرل لائبریری' حیدرآباد دکن) یعنی میر سید محمد جونپوری کی ولایت ان کی جلالت بزرگی اور کمال میں کلام نہیں ہے۔

اسی طرح ملاعبدالقادر بدایونی منتخب التواریخ میں لکھا ہے۔

میر سید محمد جونپوری قدس الله سره العزیز از اعاظم والیائے کبار دعوت مهدیت از سر برزده بود (منتخب التواریخ (طبع کلکتہ) جلد اول صفحہ 318) میر سید محمدؐ جونپوری قدس اللہ سرہ العزیز وجو عظیم اولیائے کبار سے ہیں ان سے مہدیت کا دعویٰ ظاہر ہوا تھا۔

ملاعبدالقادر بدایونی نے امامنا مہدی موعود علیہ السلام کے لیے قدس اللہ سرہ العزیز کے

الفاظ استعمال کئے ہیں۔محیط المحیط میں قدس کے ذیل میں یہ لکھا ہے۔

قدس الله تعالیٰ طهره و بارک علیه قدس الرجل نزهه و وصفه بکونه قدوسا ۔ خداوند تعالیٰ نے اس کو پاک کیا اوراس پر برکت نازل کی خداوند تعالیٰ نے اس کو پاک کیا اوراس کو قدس کی صفت سے موصوف کیا۔(محیط المحیط (طبع بیروت) حصہ دوم صفحہ 1273)

دوسرے یہ کہ ملا عبدالقادر بدایونی نے حضرتؑ کو عظیم اولیائے کبار سے تسلیم کیا ہے۔

ولی کے معنی کشاف اصطلاحات الفنون میں رسالہ قشیریہ کے حوالے سے اس طرح مرقوم ہیں کہ:

آن کسی است که حق تعالیٰ متولی امور او باشد

کمال قال تعالی وهو یتولی الصالحین

پس اووانگذارد حق تعالی به سوئے نفس اویك لحظه (کشاف اصطلاحات الفنون (طبع کلکتہ' جلد ثانی' صفحہ 528)

ولی وہ شخص ہے جس کے امور کا خدائے تعالیٰ متولی ہوتا ہے

جیسا کہ خود فرماتا ہے کہ وہ صالحین کا متولی ہوتا ہے پس خداوند تعالیٰ ولی کو ایک لحظہ کے لیے بھی اس کے نفس کی طرف نہیں چھوڑتا۔

جناب جمال الرحمٰن صاحب اس بات سے اندازہ لگائیے۔ایک عام ولی کی یہ کیفیت ہے تو عظیم اولیائے کبار کا کیا مقام ومرتبہ ہوگا اس سے اندازہ ہوسکتا ہے۔

نجات الرشید میں ملا عبدالقادر بدایونی نے علمائے ہرات کا قول جو حضرت امامنا مہدی علیہ السلام سے ان کی مہدیت سے متعلق دریافت کرنے گئے تھے۔اس طرح نقل کیا ہے۔

به شیخ الاسلام گفته فرستاد ندکه این مرد آیتی است از ایات خدا و علمے که ماسالها خوانده ایم اینجا هیچ قدرے و قیمت ندارد نجات الرشید قلمی صفحہ 85)

علماء نے شیخ الاسلام کو کہلا بھیجا کہ اللہ کی نشانیوں سے یہ ایک نشانی ہیں جو علم ہم نے سالہا سال سیکھا تھا یہاں کچھ قدر و قیمت نہیں رکھتا۔

میاں حاتم سنبھلی کے متعلق ابوالکلام آزاد نے بیان کیا ہے کہ بڑے مشہور بزرگ اور علم و عمل میں استاذ الاستاذہ تسلیم کئے جاتے تھے۔ یہ بھی حضرت مہدی علیہ السلام کے کمالات کے معترف تھے۔ میاں حاتم سنبھلی کے الفاظ یہ ہیں۔

در کمالات میر چھشك است

(یعنی میر سید محمد جونپوری کے کمالات میں کیا شک ہے۔

(تذکرہ ابوالکلام آزاد صفحہ 272)

علی شیر قانع صاحب تحفۃ الکرام نے آپ کے متعلق یہ لکھا ہے۔

سید اولیاء سید محمد المقلب به میران مهدی علیه السلام الی آخره۔

اس سے آپ کا سید الاولیاء ہونا ظاہر ہے۔ (تحفۃ الکرام جلد دوم صفحہ 22)

صاحب تحفۃ الکرام نے یہ بھی لکھا ہے۔

بسااهل الله به نسبت مریدش رسیدند بانچه رسیدند۔

یعنی بہت سے اہل اللہ نے آپ کی مریدی سے منسوب ہوکر وہ درجہ حاصل کیا جو انہیں حاصل کرنا تھا۔ جن کے مرید اہل اللہ ہوں ان کے مامور من اللہ ہونے میں کیا شک ہوسکتا ہے۔

مولوی خیرالدین محمد صاحب الہٰ آبادی نے جونپور نامہ کے باب پنجم میں خواجہ سید محمد کے عنوان کے ذیل میں لکھا ہے۔

آیتے بود از آیات الهیٰ و معجزے از معجزات رسالت پناهی

خواجہ سید محمد اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے اور حضرت رسالت پناہ کے معجزوں میں سے ایک معجزہ تھے۔

ابوالکلام آزاد نے تذکرالطالبین بتذکرۃ الصلحاء والواصلین کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ مولانا جمال الدین دہلوی نے بھی حضرت مہدی علیہ السلام کی ولایت کے اثبات میں ایک کتاب لکھی تھی ۔تذکرہ کی عبارت یہ ہے مولانا جمال الدین نے ایک کتاب تحریر کی اوراس میں دلائل وشواہد قاطعہ سے ثابت کیا کہ حضرت سید محمد جونپوری کی ولایت حق ہے اور مولانا جمال الدین بہ دوواسطہ حافظ عسقلانی کے شاگرد تھے۔(تذکرہ صفحہ 12-11)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی حضرت مہدی علیہ السلام کو واصل باللہ جانتے تھے۔ ابوالکلام آزاد نے تذکرہ میں یہ لکھا۔حضرت شاہ ولی اللہ کا قول شاہ عبدالعزیز صاحب نے ایک مکتوب میں نقل کیا ہے کہ سید محمد عالم حق اور واصل باللہ تھے۔(صفحہ 40)

پروفیسر محمود شیروانی نے امام مہدی علیہ السلام کے متعلق یہ لکھا ہے:

سید صاحب کی شان میں اس میں شک نہیں کہ نہایت اعلیٰ وارفع ہے۔خود ان کے مخالف ان کی بزرگی کو تسلیم کرتے ہیں۔تمام دسویں صدی میں ان کا نام مخالف وموافق حلقوں میں گونجتا رہا ہے۔وہ ایک زبردست عالم اور فاضل کامل تھے۔علوم ظاہری وباطنی میں ان کو کامل دستگاہ تھی۔ان کی زندگی میں ان کے معتقدین کی تعداد ہزاروں سے تجاوز کرگئی تھی نہ صرف عامی و جاہل ان کے حلقہ بگوش تھے بلکہ علماء وفضلاء، امراؤ وشرفا ان کے حلقۂ ارادت میں شامل تھے۔کمالات علمی کے ساتھ ساتھ خدانے ان کی زبان میں جادواور بیان میں تاثیر دی تھی۔ان کی آنکھ میں تسخیر کرنے کی بڑی طاقت تھی۔دشمن بھی ان کے سامنے آکر موم ہوجاتے تھے۔بحث ومباحثہ میں بے نظیر تھے۔ زبردست سے زبردست حریف کو بھی ان کے مقابلہ میں اپنی شکست تسلیم کرنی پڑتی تھی۔

کفار عرب کا رسول اللہ ﷺ کوامین کہنا آپ کی نبوت کی اثبات میں پیش کیا جاتا ہے تو

جولوگ حضرت مہدی علیہ السلام کی مہدیت کے معتقد نہیں تھے ان کا آپ کو اولیاءعظام سے تسلیم کرنا اور شیخ علی مؤلف کنز العمال کا آپ کو الشریف العظیم کہنا آپ کی مہدیت کے اثبات میں کیوں نہ پیش کیا جائے جبکہ شیخ علی بھی آپ علیہ السلام کے سخت ترین معاندین میں سے ہونے کے باوجود اس نے اس طرح کے تعظیمی الفاظ ادا کئے ہیں۔اس کے علاوہ سینکڑوں حوالہ جات ہم دے سکتے ہیں مگر طوالت کے پیش نظر احتیاط ملحوظ رکھ رہے ہیں۔ جناب جمال الرحمٰن صاحب نے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے ہمارے کتابوں میں گستاخیوں کا ذکر کیا یہ فقیر اللہ تعالیٰ کی عزت وشان کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ آپ اور آپ کے تمام علمائے ملکر بھی ہماری کتابوں سے ایک بھی گستاخی نہیں نکلا سکتے بلکہ ہم انشاءاللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے صریح گستاخیاں آپ کے ہی اکابرین کی کتابوں سے انشاءاللہ تعالیٰ بتائیں گے۔

آپ لوگوں نے جو گستاخیاں کئے ہیں یہ نا قابل معافی جرم ہے ۔ یہ ہماری حقانیت کا ثبوت رہے گا کہ انشاء اللہ ہم آپ کے کتب سے آخر میں آپ کے مقتداؤں نے جو گستاخیاں حقیقتاً کیے ہیں۔آپ کے ہی کتابوں کے حوالہ کے ساتھ لکھیں گے جو نا قابل تردید ہیں۔

<u>پیراگراف (2)</u> میں آپ نے لکھا ہے ہمارے مقابلے میں آپ مہدویوں کا حلم و بردباری متانت وسنجیدگی کا ہمیشہ کا جو معمول جتلایا گیا ہے اس کی قلعی اسی مضمون کے اندر موجود ہے۔کمال بے حیائی، بازاری وجاہل علم سے کوسوں دور زمان خان جو مہدویوں کا بڑا دشمن تھا۔قاسم نانوتوی جوان کا بڑا مقتدا ٔ ہے۔ جیسے الفاظ سے کھل گئی ہے۔اگر یہی سنجیدگی ومتانت ہے تو آپ ہی کو مبارک۔

قولنا۔ جناب صدر تحفظ ختم نبوت جمال الرحمٰن صاحب نمبر (2) پیراگراف میں آپ نے جو لکھا ہے۔اس کے بارے میں ہمارے چھ سو سالہ تاریخ پر نظر ڈالنا چاہیے ہم لوگ ہمارے اسلاف بزرگوں نے جو حلم وبردباری کا مظاہرہ کیا ہے تاریخ اسلام میں اس کی نظیر آپ کو کہیں نہیں ملے گا۔

یہاں سب سے پہلے قابل لحاظ یہ بات ہے کہ بدزبانی کی بنایا تخم کس نے بویا ہے اور فحش گوئی کی بناء کس نے ڈالی ہے۔اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ سب سے پہلے اولاً شیخ علی متقی مؤلف کنزالعمال نے ایک رسالہ مہدویوں کے خلاف لکھا جس کا نام ۔الرّد۔یعنی ردمہدویہ اس کا نام رکھا۔ اس کا جواب جوموسوم بہ سراج الابصار ہے۔حضرت میاں عبدالملک سجاوندی نے نہایت متانت وحلم انتہاہی سنجیدگی کے ساتھ بہ دلائل قاطعہ قرآن واحادیث علمائے متقدمین اہل سنت کے رایوں کے ساتھ تحریر فرمایا۔

اس کے زمانہ دراز بعد شیخ محمد اسعد مکی نے بزعم خود سراج الابصار کا رد لکھا کہ جس کا نام شہب محرقہ رکھا (جلانے والا شہاب ثاقب) اس کتاب میں اس کے مصنف نے بدگوئی اور بدزبانی کا ایسا طریقہ اختیار کیا ہے گویا کتاب دلائل شرعیہ کے عوض رذیل وقبیح الفاظ وکلمات سے ترتیب دی گئی ہے ۔غرض یہ کتاب اسی قسم کی بدگوئیوں سے مالا مال ہے تو اس کا جواب حضرت میاں سید شہاب الدین شہید سدوٹ نے کنزالدلائل کے نام سے شہب محرقہ کے جواب میں لکھا تو ان کو (تم بھی اس پر ایسا ہی ظلم کرو جیسا کہ اس نے تم پر کیا) کے حکم کے موافق ترکی بہ ترکی جواب لکھنے کا حق حاصل تھا۔لیکن انہوں نے اس سے حلم وبردباری کا مظاہرہ کیا اور علمی امور سے اس کا جواب دیا ہے اور اس کے علاوہ نجم الغنی خاں رامپوری اپنی کتاب مذاہب الاسلام میں کس بددیانتی اور بدزبانی کا مظاہرہ کیا ہے۔ایڈیٹر نگار نیاز فتحپوری، سید احمد بجنوری اور ایڈیٹر عامر عثمانی نے یہ تمام لوگوں نے ظلم و زیادتی کی بناء ڈالی تھی ہمارے اسلاف نے اس کو مطلق بیان نہیں کیا حالانکہ برائی کا بدلہ اسی کی جیسی برائی ہے کی طرح عمل کرنے کا حق رکھتے تھے لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ کی ذات پر چھوڑ دیا۔ ہماری تاریخ یہی اچھائیوں سے بھری پڑی ہے۔جس کی تفصیل بہت بڑی لمبی ہے۔

آپ نے جو فقیر کے بارے میں لکھا ہے جو الفاظ ہم نے استعمال کیے تھے اس سے ہماری قلعی کھل گئی ۔دیکھئے جناب آپ کے پوسٹر یا اشتہار میں آپ کے جو الفاظ تھے اس کو احتجاجاً

بتایا گیا ہے کہ آپ لوگ عادت سے مجبور ہیں۔

اب رہا زمان خان بڑا دشمن تھا اس بارے میں میں آپ کو بتاؤں کے ہم نے یہاں پر ان کو کوئی گالی یا کوئی برا لفظ نہیں کہا ہے یا صرف ان کے لیے کوئی احترامی الفاظ ادا نہیں کیے ہیں۔اس کی وجہ میں آپ کو بتادوں دیکھیے اسلام ایک ستھرا دین ہے وہ ہمیں ایسا فریب نہیں دے سکتا کہ ہمیں ایسی تعلیم نہیں دے سکتا کہ جس میں انسان مومن کے بجائے منافق بنے۔اسی لیے اسلام کا کلمہ پہلے یہی ہے **لا الــه الا الــلــه**۔نہیں کوئی معبود اللہ کے سوا۔دیکھئے صرف اثبات سے کوئی مومن نہیں بنتا۔اثبات سے پہلے نفی کی ضرورت ہوتی ہے۔تم خدا کو ہزار مانو مگر اگر معبودانِ باطل کا انکار نہ کرو تو تم کبھی مومن نہیں ہوسکتے۔تم خدا کی بارگاہ میں لاکھ سجدے کرو مگر اگر **لا الــــه** کا اقرار نہ کرو تو بھی مسلمان نہیں ہوسکتے۔اسلام آپ کو اس وقت ملے گا جب آپ پہلے **لا الــه** کہہ لیں پھر **الا الــلــه** کہیں پہلے نفی پھر اثبات پہلے انکار پھر تصدیق۔ایک خدا کو ماننے کے لیے ضروری ہے کہ جتنے دشمنان خدا ہیں ان سے اجتناب کیا جائے ان سے کنارہ کشی کی جائے ماننے کا طریقہ یہی ہوا کرتا ہے یہ کوئی ماننے کا طریقہ نہیں کہ ہم آپ کو بھی مانیں اور آپ کے دشمن کو بھی مانیں۔آپ کے دشمنوں سے بھی ساز باز رکھیں۔ باغباں بھی خوش رہے، راضی رہے صیاد بھی یہ ماننا نہیں ہے۔ یہ منافقت کی بدترین صورت ہے کہ ہم آپ کے بنے رہیں اور آپ کے دشمنوں کے بھی بنے رہیں۔آپ نے جن کے بارے میں کہا ہے۔ بڑا دشمن تھا میرے الفاظ غلط نہیں ہیں ان کے لیے صرف احترامی الفاظ سے اجتناب کیا گیا ہے۔ہم کسی کو بھی بُرا بھلا نہیں کہتے۔ ہمارے پاس اسلامی اخلاق ہیں۔

پیراگراف(3) میں جناب نے نبی کریم ﷺ کے اعلم الخلائق ہونے اور ازل سے ابد تک **ماکان و مایکون** کا علم شہادت وعلم غیب عطا ہونے پر اپنے ایمان کا ذکر فرمایا ہے۔ براکٹ میں (اگر چہ مذکورہ تفصیل کے ساتھ علم کا یہ مقام مقام الوہیت ہے لیکن ہم اس تفصیل میں پڑے بغیر) جناب سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ مہدویوں کے عقیدے کے مطابق امام کو بھی اولین و

آ خرین کا ایسا علم دیا گیا تھا بلکہ ان کے ایک خلیفہ کو بھی ایسا علم دیا گیا تھا۔حق تعالیٰ نے بندے کو تمام انبیاء اولیاء مومنین و مومنات اور جملہ موجودات کے احوال اس طرح معلوم کروا دیے ہیں جیسا کہ کوئی شخص کوئی چیز اپنے ہاتھ میں رکھتا ہو اور ہر طرف سے پھرا کر اس کو کما حقہ پہچانتا ہو (شواہد الولایت صفحہ 246) فرمایا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے میاں شاہ دلاورؓ (کے لیے) عرش سے تحت السریٰ تک ایسا روشن کیا ہے جیسے کوئی شخص اپنی ہتھیلی میں رائی کا دانہ رکھتا ہو۔فرمایا کہ میاں دلاورؓ دل کا حال بہتر جاننے والے ہیں (ایضاً 5)

قولنا۔ جناب صدر تحفظ ختم نبوت ہمارا اعتقاد جو حضور نبی کریم خاتم المرسلین ﷺ سے اعلم الخلائق ہونا اور ازل سے ابد تک ما کان و یکون کا علم شہادت وعلم غیب عطا ہونے پر آ پکو اصلاً انکار ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جناب وہابیت اور خارجیت میں ڈوب کر یہ بات کرر ہے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جناب عالی قر آن اور حدیث رسالت پناہی سے بالکل نابلد ہیں۔ یہ فقیر تمام برادران قومی اور جناب صدر تحفظ ختم نبوت اور ان کے تمام اراکین سے عرض کرنا چاہتا ہے کہ اس بحث کو تھوڑی تفصیل سے وضاحت کرنا ضروری ہے۔اس لیے تھوڑا تحمل اور غور سے پڑھنے کے لیے کہنا چاہتا ہوں۔ یہ بھی جناب مذکور کی ایک تہمت ہے کہ مہدوی اپنے امام مہدی موعود علیہ السلام کو خدائے تعالیٰ کی صفتِ علم میں شریک جانتے ہیں۔**اللھم احفظنا عن فھم السواء وعمن کان غبیاً و غویاً**۔اے اللہ تو ہم کو بری سمجھ اور ہر اس شخص سے محفوظ رکھ جو دیر فہم اور کج فہم ہے۔

دانایان مصنف مزاج اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کی ذات اقدس دافع شرک ہے اور آپ کی تعلیمات شرک خفی سے تک بچانے والی ہیں اور اس بات کے تمام منصف مزاج مؤرخین گواہ ہیں تو کس طرح یہ بات عقل میں آ سکتی ہے کہ ایسی ذات قامع الشرک والبدعات کے ماننے والے اس طرح کے شرک جلی میں مبتلا ہو سکتے ہیں جس سے ہر مومن کو احتراز کرنا ضروری ہے اصل یہ ہے کہ یہ سب کچھ جناب صدر مجلس ختم نبوت اور ان

کے ارا کین ایک مرتد جو ہماری قوم سے بھاگا ہوا ہے اس کی خوشنودی کی خاطر پھیلائی گئی غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔

انہوں نے خدائے تعالیٰ کی طرف سے کسی کو معلومات حاصل ہونے کو علم غیب میں خدائے تعالیٰ کے ساتھ شریک ہونا سمجھ لیا ہے جو عقلاً ونقلاً صریح غلط ہے۔ یہ مسئلہ مہدویہ کے مخصوص مسائل میں نہیں ہے بلکہ اس کی بنیاد اسی مسئلہ پر ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ اور دوسرے انبیاء علیہ السلام وغیرہم کو علم غیب ہوسکتا ہے یا نہیں۔ اور اگر ہوسکتا ہے تو کس حد تک اور کس صورت سے اس کی نسبت فرقہائے اسلامیہ میں جو اختلاف ہے اس کی کما حقہ بحث کا یہ موقع نہیں ہے لیکن اہل سنت کے قریباً تمام فرقے اس حد تک متفق ہیں کہ علم غیب اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفت ہے کسی بندہ کو اللہ تعالیٰ کے معلوم کئے بغیر مستقل طور پر بذاتہ اس کا علم نہیں ہوسکتا البتہ خدائے تعالیٰ کسی کو جب چاہے اور جس قدر چاہے علم عطا کرتا ہے۔

چنانچہ بعض آئمہ محدثین و متکلمین کے چند اقوال پیش کرنا چاہتا ہوں جس سے علم غیب کی وضاحت ہوسکے۔ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح بخاری میں لکھا ہے۔

العلم بالغیب صفة یختص باللہ تعالیٰ کما قال تعالیٰ قل لایعلم من فی السماوات والارض الا اللہ و سائر ماکان انبی صلعم یخبرہ عن الغیوب باعلام اللہ تعالیٰ ایاہ لانہ مستقل یعلم ذلک

علم غیب اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفت ہے جیسا کہ فرمایا ہے جو لوگ آسمان اور زمین میں ہیں ان میں سے کسی کو بھی سوائے اللہ کے غیب کا علم نہیں ہے اور رسول اللہ ﷺ جو غیب کی خبر دیتے تھے وہ سب اللہ تعالیٰ کے معلوم کرنے پر مبنی ہے اس کا یہ معنی نہیں کہ آپ مستقل طور پر اس کو جانتے ہیں۔

مناوی نے شرح جامع الصغیر میں لکھا ہے:

ثم اعلم ان المراد بقوله لا یعلمها احد بذاته الا هو لکن قدیعلم غیرہ باعلام اللہ تعالیٰ کما راینا جماعة علموامتی یموتون و علمواما فی الارحام حال حمل المراۃ بل و قبلہ.

اس قول سے بذاتہ (مغیبات) کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا' جاننا مراد ہے۔لیکن اللہ کے سوا کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی اطلاع دینے سے جان سکتا ہے جیسا کہ ہم نے ایک جماعت کو دیکھا ہے کہ وہ جانتے تھے کہ کب مریں گے اور حمل کے زمانے میں یا حمل سے پہلے بھی لڑکا یا لڑکی ہونے کا علم رکھتے تھے۔

شرح عقائد نسفی میں لکھا ہے:

العلم بالغیب امر تفرد بہ سبحانہ تعالیٰ لاسبیل الیہ للعباد الا باعلام منہ اوالھام بطریق المعجزۃ اوالکرامۃ اوالارشاد الی استدلال بالامرامرات قیما یمکن فیہ ذلک

علم غیب ایسا امر ہے جس میں اللہ تعالیٰ ہی اپنی ذات سے منفرد ہے بندوں کو اس کا علم ہونے کے لیے اسی کی اطلاع اور الہام کے بغیر کوئی اور صورت نہیں ہے جو معجزہ یا کرامت یا اسی کی مقرر کردہ علامات سے ممکنہ حد تک استدلال کے طور پر حاصل ہوسکتا ہے۔

مہدویہ کا اعتقاد بھی علم غیب کے متعلق ٹھیک یہی ہے جو ان اکابرین اہل سنت کے اقوال سے ثابت ہورہا ہے حصرت مہدی علیہ السلام کا علم کے بارے میں علم کی صفت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ہونا کہاں لازم آتا ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے مجھے معلوم کیا ہے یہ نہیں فرمایا ہے کہ مجھے مستقل طور پر خود بخود اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے بغیر معلوم ہوگیا ہے۔ان دونوں صورتوں میں جو فرق ہے وہ ظاہر ہے کیونکہ انبیاء واولیاء وغیرہم کے علم کو علم الٰہی سے جو نسبت ہے اس کا خلاصہ علمائے اہل

سنت کی تصریحات کے مطابق یہ ہے کہ:

اللہ تعالیٰ کا علم بذاتہ حاصل ہے کسی اور کے معلوم کرنے سے حاصل نہیں ہوا ہے وہ نہ صرف ضروری ہے اور نہ کسبی اور نہ حادث کیونکہ وہ علم اللہ تعالیٰ کی صفت کمال ہے بخلاف انبیاء و اولیائے کہ ان کا علم اللہ تعالیٰ کے معلوم کرنے سے حاصل ہوا ہے ان کی ذاتی صفت نہیں ہے اسی تعلیم الٰہی سے وہ غیب کی اطلاع پر قادر ہوئے ہیں مستقل طور پر بذاتہ انہیں اس کی قدرت نہیں ہے جب کہ اس علم میں ان کی شرکت ممتنع ہے تو ثابت ہوا کہ خدائے تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے۔حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم بذاتہ ہے اور انبیاء علیہم السلام وغیرہم کو اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے علم حاصل ہوا ہے اور عوام مومنین کو ان کے واسطہ سے معلوم ہوتا ہے تو اس سے نہ عوام مومنین کا انبیاء وغیرہم کے وحی والہام میں شریک ہونا لازم آئے گا اور نہ انبیاء وغیرہم خدائے تعالیٰ کے علم غیب میں شریک ہوں گے۔

ہم مہدویوں کا بھی یہی اعتقاد ہے کہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کو جو علم عطا ہوا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے ہوا ہے جیسا کہ خود روایت کے مضمون سے ظاہر ہے۔

پس اس سے صفتِ علم غیب میں شرکت لازم نہیں آتی جیسا کہ موصوف مذکور کا خیال فاسد ہے۔

اس مسئلہ کی تفصیل وتوضیح کے لیے آیات قرآنی واحادیث نبوی ﷺ وعلمائے اہل سنت کے اقوال ملاحظہ کے لیے پیش کیے جائیں گے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے خاص بندوں کو مختلف قسم کی معلومات اور انکشافات عطا کرنا معلوم ہوتا ہے۔

قرآن شریف سے حضرت آدم علیہ السلام کو کل اسماء کی تعلیم دینا ثابت ہے جیسے ارشاد ہوا ہے۔علم آدم الاسماء کلھا (سورۃ بقرۃ) اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو سب چیزوں کے نام معلوم کردیئے۔تفسیر معالم التنزیل میں اس کی یہ تفسیر کی ہے کہ جو کچھ ہو گیا ہے اور جو کچھ قیامت

تک ہونے والا ہے ان سب کے اسماء کی تعلیم مراد ہے۔

انبیاء علیہم السلام کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے معلومات حاصل ہوئی ہیں مثلاً یعقوب علیہ السلام کہتے ہیں۔

واعلم من الله مالا تعلمون (یوسف)

ترجمہ: خدا کی طرف سے مجھے وہ باتیں معلوم ہیں جو تم کو معلوم نہیں ہیں

حضرت یوسف علیہ السلام ایک خواب کی تعبیر کرتے ہوئے بعد میں ہونے والے واقعات کی اطلاع دے کر کہتے ہیں۔:

ذلک مما علمنی ربی (سورہ یوسف)

ترجمہ: یہ خواب کی تعبیر ان باتوں سے ہے جو مجھ کو میرے پروردگار نے معلوم فرمائی ہیں

حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق قرآن میں علم لدنی دیے جانے کی نسبت یہ صراحت کی گئی ہے۔

فوجدا عبدا من عبادنا اتیناه رحمة من عندنا و علمناه من لدنا علما (سورہ کهف)

ترجمہ: (موسیٰ اور ان کے رفیق نے) ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ (خضر) کو پایا جس کو ہم نے اپنی رحمت عطا کی اور علم لدنی سکھایا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ تصریح فرمائی ہے۔

کذلک نری ابراهیم ملکوت السماوات والارض (سورة انعام)

ترجمہ: اسی طرح ہم نے ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہی بتلائی۔

تفسیر کبیر میں لکھا ہے:

شق له السماوات حتی رای العرش والکرسی والی حیث ینتهی

الیہ فوقیۃ العالم الجسمانی و شق لہ الارض الی حیث ینتھی الی السطح الاخرمن العالم الجسمانی ورای من العجائب والبدائع.

ترجمہ: ابراہیم علیہ السلام کے لیے آسمان شق ہو گئے تا آنکہ عرش اور کرسی کو اس مقام تک دیکھا جہاں عالم جسمانی کی بلندی ختم ہوتی ہے اور زمین اس حد تک شق ہو گئی جہاں عالم جسمانی کی آخر سطح منتہٰی ہوتی ہے اور دوسرے عجائبات و نادرات بھی ابراہیمؑ نے دیکھے۔

خاص رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

وانزل اللہ علیک الکتاب والحکمۃ و علمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما (سورۃ نساء)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تم پر کتاب اور حکمت نازل کی اور تمہیں وہ باتیں معلوم کیں جو تم نہیں جانتے تھے اللہ کا فضل آپ پر بہت زیادہ ہے۔

تفسیر معالم التنزیل میں اس آیت کے تحت لکھا ہے:

من الاحکام و قیل من علم الغیب

یعنی اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو احکام معلوم کیے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ علم غیب عطا کیا۔

تفسیر حسینی میں بحر الحقائق کے حوالہ سے اس آیت کی یہ تفسیر کی ہے:

آن علم ماکان و مایکون ست کہ حق سبحانہ در شب اسریٰ بآن حضرت عطا فرمودہ چنانچہ در احادیث معراجیہ آمدہ است کہ در زیر عرش بودم قطرۂ در حلق من ریختہ فعلمت ماکان مایکون.

ترجمہ: وہ علم ماکان و مایکون کا ہے معراج کی رات میں حق سبحانہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو عطا فرمایا۔ چنانچہ احادیث معراج میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں عرش کے نیچے تھا ایک قطرہ (فیضان نور مطلق کا) میرے حلق میں ڈالا گیا پس میں نے جان لیا کہ ماکان و مایکون کو۔

خاص علم غیب کی باتوں کی اطلاع دہی کی نسبت صراحتاً اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ذلک من انباء الغیب نوحیه الیک الایة (سورۃ ال عمران) آیت 44

ترجمہ: یہ غیب کی باتیں ہیں جن کو ہم تم پر وحی کر رہے ہیں۔

وماکان الله لیطلعکم علی الغیب ولکن یجتبیٰ من رسله من یشاء

(ال عمران) آیت 179

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تم کو غیب پر مطلع نہیں کرتا ہے لیکن اللہ رسولوں میں سے جن کو چاہتا ہے اس کے لیے منتخب کر لیتا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں تفسیر لباب میں لکھا ہے:

یعنی ولکن الله یصطفی ویختار من رسله من یشاء فیطلعه علی مایشاء من غیبه

یعنی اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے منتخب کرتا ہے پس اس رسول کو جس قدر چاہتا ہے اپنے علوم غیب کی اطلاع دیتے ہیں۔

ان آیتوں میں جن انبیاء علیہم السلام کا ذکر ہے یا تو خود انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ ہم کو جو کچھ معلوم ہوا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے معلوم کرنے سے ہوا ہے یا خود اللہ تعالیٰ نے یہ معلومات و انکشافات یا امور غائبہ ان کو اللہ ہی کی تعلیم اور اسی کے بتانے سے حاصل ہونے کی صراحت فرمائی ہے۔ حضرت امامنا مہدی موعود علیہ السلام کے اس فرمان میں بھی جس کو صدر مجلس تحفظ ختم نبوت اور

ان کے اراکین نے بنائے اعتراض قرار دیا ہے اسی سنت انبیاء وخلفاء اللہ کے مطابق یہی صراحت ہے کہ یہ معلومات حق تعالیٰ نے مجھے معلوم کیے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے کوئی بات معلوم ہونے یا ایسی معلومات کو ظاہر کرنے سے علم غیب میں جو اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفت ہے شریک ہو جانا لازم آ جاتا ہے تو پھر یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ یہ سب انبیاء علیہم السلام اس صفت علم میں شریک باری تعالیٰ ہیں بلکہ خود اللہ تعالیٰ ان کو اپنی اس صفت علم خاص میں اپنے ساتھ شریک ہونے کو ظاہر اور ثابت فرمایا ہے حالانکہ کوئی بھی آج تک اس بات کا قائل نہیں ہے۔

اس مسئلہ کی مزید وضاحت کے لیے جس قدر احادیث وارد ہوئے ان کا بھی ایک قدر قلیل مثال کے طور پر ناظرین کرام کے لیے اس مسئلہ کی مزید وضاحت اور تفصیلات معلوم ہوسکتی ہیں چنانچہ وہ احادیث درج کرتے ہیں۔

قال علیه السلام فتجلی لی کل شئی و عرفت . الحدیث (رواه الامام احمد والترمذی والطبرنی مشکوٰۃ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے لیے ہر چیز منکشف ہوگئی اور میں نے جان لیا۔

فعلمت مافی السمٰوات والارض الحدیث

ترجمہ: جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے میں نے اس کو جان لیا۔

فعلمنی کل شئی . الحدیث (رواه الطبرانی)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر شئی معلوم کردی (الحدیث)

وان الله قدرفع لی الدنیا فانا انظر الیها والی ماهو کائن فیها الیٰ یوم القیامة کانما انظر الیٰ کفی هذه(رواه الطبرانی اور مشکوٰۃ)

اللہ تعالیٰ نے مجھ پر دنیا کو پیش کیا پس میں اس کو اور قیامت تک اس میں جو کچھ

ہونے والا ہے ان سب کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جس طرح اپنی ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھتا ہوں (طبرانی اور مشکوٰۃ)

وما من شئی کنت لم اره الاقد رایته فی مقامی هذا حتی الجنة والنار (رواه البخاری)

ترجمہ: کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کو میں نے اپنے مقام میں نہ دیکھا ہوتا آنکہ جنت اور دوزخ بھی۔

امام احمد اور ترمذی نے روایت کی ہے اور جس کی بخاری نے تصحیح کی ہے اس حدیث کا ایک حصہ پیش خدمت ہے۔

فرایة وضع کفه بین کتفی حتی وجدت برداانا مله بین ثدییا فتجلی کل شئی وعرفت .الحدیث

ترجمہ: میں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ میرے کندھوں کے درمیان اپنا ہاتھ رکھا یہاں تک کہ مجھے اپنے سینے میں اس کی انگلیوں کی سردی محسوس ہوئی پس مجھ پر ہر چیز متجلی ہوگئی اور میں نے جان لیا (کائنات کی ہر چیز کو)

ان احادیث کو دیکھوان میں کیا کیا رموز ونکات ہیں۔ان میں رسول اللہ ﷺ کو جو علم دیا جانے کا ذکر ہے وہ کس قدر وسیع اور لامحدود ہے کہ تمام دنیا ومافیہا اور جو کچھ ہو چکا ہے اور قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب حضرت کو معلوم ہے۔ہم نے اپنا ایمان اور عقیدہ ظاہر کیا ہے وہ قرآن اور احادیث رسالت پناہی اور متقدمین اہل سنت کے عقائد کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے آپ کے اس اعتراض پر ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ:

نام پر توحید کے انکار تعظیم رسول
کیا غضب ہے کفر کو کہتے ہیں جاہل احتیاط

ان احادیث کے مضامین کو پیش نظر رکھ کر حضرت امامنا علیہ السلام کی اس روایت کو دیکھو کہ اس میں کون سی نئی بات ہے خصوصاً طبرانی کی حدیث کا مضمون کا نما الی کفی ھذہ یعنی میں تمام دنیا کو اور دنیا میں قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے میں اپنی ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔

ہتھیلی میں رائی کے دانہ کے مضمون سے کس حد تک مطابق ہے غرض رسول اللہ ﷺ کے علم کی جو تفصیلات معلوم ہو رہی ہیں اور اس علم کا تمام اشیاء اور تمام امور کو حاوی ہونا ثابت ہو رہا ہے اس کا کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔ صرف وہی انکار کر سکتا ہے جو خارجی ہے۔

شیخ عبدالحق دہلوی نے شرح مشکٰوۃ میں حدیث دارامی کے تحت لکھا ہے کہ:

دانستم ہرچہ در آسمان و ہرچہ در زمین بود عبارت است از حصول تمام علوم جزوی و کلی و احاطۂ آن۔

ترجمہ: میں جانتا ہوں جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ تمام علوم جزوی وکلی میں حصول کرنا اور اس کا احاطہ ہے۔

طیبی نے شرح مشکوۃ میں لکھا ہے:

والمعنی انہ تعالیٰ کما اری ابراھیم ملکوت السماوات والارض وکشف ذلک کذلک فتح علی ابواب الغیوب حتی علمت مافیھا من الذوات والصفات والظواھر والمغیبات (انتھی)

اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہم السلام کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہت یا انتظام حالات دکھائے اور آپ پر منکشف فرمائے اسی طرح مجھ پر (محمد صلعم پر) غیب کے دروازے کھول دیئے تا آنکہ مجھے

ذوات وصفات اور ظواہر ومغیبات کا علم حاصل ہوگیا۔

قاضی عیاض نے شفا میں لکھا ہے:

ان صلی الله علیه و سلم کان لایکتب لکنه اوتی علم کل شئی ایضاً اطلع علیه من الغیوب وما سیکون والاحادیث فی هذا الباب بحر لایدرک قعره ولاینزف غمره وهذا المعجزة من جملة معجزات المعلومة علی القطع الواصل الینا خبر ها علی التواتر لکثرة رواتها علی الاطلاع علی الغیب.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھتے پڑھتے نہ تھے (امی تھے) لیکن آپ کو ہر چیز کا علم دیا گیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ غیب کی باتوں اور ان امور پر جو ہونے والی ہیں مطلع تھے اس باب میں جو احادیث وارد ہیں گویا وہ ایسا سمندر ہیں جس کی گہرائی نہیں ملتی اور جس کی تاہ نہیں پاسکتے یہ بھی حضرت کے معجزات سے ایک معجزہ ہے جس کی خبر ہم تک متواتر اور قطعی طور پر پہنچتی ہے کہ راویوں کی کثرت ہے اور غیب کی اطلاع ہونے پر سب احادیث معناً متفق ہیں۔

انصاف پسند ناظرین کرام کے لیے یہ مقام نہایت ہی قابل غور و انصاف ہے۔ جمال الرحمٰن صاحب نے یہ الزام ہم مہدویوں پر لگایا ہے کہ جیسا کہ انہوں نے حضور پرنور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں ہمارا جو ایمان وعقیدہ اور ہم مہدوی بھی اپنے امام ہمام مہدی علیہ السلام کو صفت الوہیت یعنی علم غیب میں شریک باریٰ تعالیٰ ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں لیکن وہ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں مہدویوں کا ایک قول بھی پیش نہیں کر سکے جس سے مہدویوں کا ایسا اعتقاد رکھنا ثابت ہوتا ہے اور جس روایت سے انہوں نے نتیجہ نکالا ہے نہ وہ صحیح ہے اور نہ اس سے مہدویہ کا ایسا

اعتقاد رکھنا ثابت ہوتا ہے۔اس کے مقابل متقدمین اہل سنت کے یہ اقوال موجود ہیں اوراسی قسم کے اور سینکڑوں اقوال ملتے ہیں جن سے صاف طور پر اہل سنت کا وہ تمام امور رسول اللہ ﷺ کے لیے اعتقاداً ماننا ثابت ہوتا ہے جس کو جمال الرحمٰن صاحب نے اپنی کم فہمی اور کج فہمی سے شرک خیال کرلیا ہے۔اس سے دو ہی نتیجے برآمد ہوتے ہیں یا تو ایسا کہنے سے اہل سنت کے نزدیک شرک لازم نہیں آتا یا خود اہل سنت کے ذمہ وہ تمام الزامات خود انہی کے اقوال سے ثابت ہیں جو مہدویوں پر لگائے ہیں۔کون باور کرے گا کہ اہل سنت جس امر کے قائل ہیں اسی امر کو وہی اہل سنت شرک بھی کہتے ہیں۔ بالضرور جناب صدر تحفظ ختم نبوت کی مراد اہل سنت سے نہیں ہے بلکہ کوئی اور ہی گروہ مراد ہے جس کا وجود 1852 عیسوی کے بعد عمل میں آیا ہوگا۔

ہمارے اہل سنت بھائیوں کے لیے موصوف صدر تحفظ ختم نبوت اوران کی جماعت میں غور وفکر کی ضرورت ہے جن کے عقائد باطلہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مذکورہ جماعت کے عقائد اور خیالات اہل سنت کے عقائد کے عین خلاف ہیں بلکہ وہ مہدویوں کی آڑ میں خاص کر اہل سنت اور خصوصاً صوفیائے کرام کو مورد لعن وطعن بنانے کے درپے ہیں اور رہتے ہیں چنانچہ جو مسائل مہدویوں اور اہل سنت یا صوفیائے کرام کے متفقہ ہیں اور ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے ایسے مسائل پر اعتراض کرنا خود ظاہر کرتا ہے کہ اس سے معترض کا مقصد ان مسائل کے تمام قائلین کو مورد الزام بنانا ہے۔

یہاں تک جو بحث ہوئی ہے وہ عام حضرات انبیاء علیہم السلام اور خصوصاً رسول اللہ ﷺ کی معلومات سے متعلق تھی اب ذرا اور آگے بڑھیں تو آقائے امت حضرت سرور کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کے علاوہ حضرت کے بعض اصحاب اور دوسرے افراد امت کو بھی اس قسم کی معلومات حاصل ہونے کی صراحتیں ملتی ہیں چنانچہ مدارج النبوۃ کے قول میں اس کی صاف تصریح کی گئی ہے کہ:

همہ احوال را از اول تا آخر معلوم کرد ویاران خود را نیز از بعضے ازانہا خبردارد

حضور اکرم ﷺ کو تمام احوال کو جو ازل سے ابد تک اول تا آخر معلوم کردیا گیا اور آپ کے اصحاب کرام کو بھی معلومات کرائے گئے نیز بعض اولیاء کرام کو بھی خبر دی گئی ہے۔

مواہب لدنیہ میں بضمن فصلِ سادس میں لکھا ہے:

وحذیفة بن الیمان من السابقین صحیح فی مسلم انه صلی الله علیه و سلم اعلمه بما کان ومایکون الی ان تقوم الساعة

ترجمہ: حذیفۃ بن الیمان سابقین مومنین سے ہیں مسلم میں یہ حدیث صحیح ہے کہ جو کچھ ہوا اور قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب رسول اللہ ﷺ نے حذیفۃ کو معلوم کردیا ہے۔

تفسیر عرائس البیان میں تحت آیت اللہ نور السماوات لکھا ہے:

المؤمن ینظر بنور ربه الیٰ جمیع ملکه فیریٰ فیما بدایع ویریٰ بنور المعرفة قدرة الله وسلطانه ، وامره ملکه فیفتح له ذلک النور علم مافی السماوات ومافی الارضیین علماً یقیناً فیخضع له الملک ومن فیه فیجیبه کل شئی علی مایجب ویهوی مثل ذلک النور کمشکوٰة فیها مصباح الخ

مومن خدائے تعالیٰ کے نور سے اس کے تمام ملک کو دیکھتا ہے پس اسی کے نور سے اس کی صنائع کے عجائب اور نور معرفت سے اللہ کی قدرت وحکومت اور اس کے ملک اور امور کا معائنہ کرتا ہے یہی نور آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے وہ

سب علم یقینی کے طور پر اس پر منکشف کر دیتا ہے تمام ملک اور جو کوئی اس میں ہے اس مومن کا محکوم اور اس کی پسند اور خواہش کا مطیع ہوتا ہے اس نور کی مثال ایسی ہے جیسے قندیل میں چراغ ہو۔

حضرت مولانا جامی رحمتہ اللہ علیہ نے نفحات الانس میں لکھا ہے کہ:

خواجه بها الدین نقشبندی قدس سره می فرمود که حضرت یزدان میگفتند که زمین در نظر ایں طائفه چوں ـسفره است و مامی گوئیم که چوں روئے ناخن ست هیچ چیز از نظر ایشاں غائب نیست۔

ترجمہ: حضرت خواجہ بہاالدین نقشبندی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ تمام روئے زمین ایک ایک سفرہ (یعنی دسترخوان) ہے بلکہ ایک ناخن کی طرح ان کے سامنے ہے اور کوئی چیز ان کی نظر سے غائب نہیں ہے۔

جناب شاہ ولی اللہ دہلوی الطاف القدس میں لکھتے ہیں:

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا دعویٰ ہے کہ

''**نضرت الی بلاد الله جمعاً. کخر دلة علی حکم اتصال**

میں نے اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں کو دیکھ لیا وہ تمام کے تمام میری نظر میں ایک رائی کے دانہ کے برابر ہیں۔

ان چند اقوال کو پیش کیا گیا مثال کے طور پر اسکے علاوہ سینکڑوں اقوال پیش کیے جا سکتے ہیں۔ ان باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ آقائے امت ﷺ کے علاوہ جناب حذیفۃ بن الیمانؓ اور اولیاء اللہ ایک ایک سالک کو بھی ما کان و ما یکون یعنی ظہور آدم علیہ السلام سے قیامت تک جو کچھ ہوا اور ہونے والا اس سب کا علم حاصل ہے اور بعلم حضوری تمام عالم کو اپنی ذات میں ایک ایک مومن

دیکھ سکتا ہے بقول جناب نقشبندی قدس سرہ روئے زمین ایک سفرہ ہے بلکہ ایک دسترخوان کی طرح ہے ان کے سامنے اور کوئی چیز ان کی نظر سے غائب نہیں ہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے دعویٰ میں لفظ بلاد مطلق واقع ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی اضافت اور پھر جمعاً اس کی تاکید لایا جانا کس قدر عمومیت کا فائدہ دے رہا ہے گویا کوئی حصہ جمیع بلاد اللہ کا نظر سے اوجھل نہیں ہے۔ تشبیہ وہی رائی کا دانہ ہے جس کو جمال الرحمٰن صاحب نے مہدویوں کے مقابلہ میں پہاڑ بنالیا ہے تو ہم جناب جمال الرحمٰن سے پوچھنا چاہتے ہیں آپ اور آپ کی جماعت ان سب حضرات اور ان کے کروڑوں متقدمین اہل سنت بھائیوں کی نسبت کیا فرماتے ہیں خصوصاً جب کہ حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کی روایت میں حق تعالیٰ کے معلوم کرنے کی صراحت موجود ہے۔ اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے دعویٰ میں اس کی صراحت نہیں ہے بلکہ خود بخود دیکھ لینا ظاہر ہو رہا ہے کیا نعوذ باللہ یہ سب بھی شرک حقیقی یعنی صفت علم میں خدائے تعالیٰ کے ساتھ شرکت کے دعویٰ دار ہیں یا نہیں۔

ہم جناب جمال الرحمٰن صاحب صدر مجلس تحفظ ختم نبوت سے پوچھتے ہیں کہ جو علم ما کان وما یکون حضرت رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہے حذیفۃ بن الیمان کو بھی حاصل ہونا ثابت ہے کئی ایک اولیائے کرام امت تمام عالم میں کوئی چیز ان کی نظر سے غائب ہونے اور قیامت تک ہونے والے واقعات وحالات کا علم رکھنے کے مدعی ہیں تو ایسی صورت میں بندگی میاں شاہ دلاورؓ کے اس واقعہ پر بھی کسی اعتراض کی کیا گنجائش باقی رہتی ہے۔

علم غیب کے بارے میں جو تحقیق پیش کی گئی ہے ہم اس کو کافی سمجھتے ہیں اور یہاں مختصراً وہ بحث بھی کردینا دینا مناسب سمجھتے ہیں کہ متکلمین و محققین دونوں کے اصول پر چند وجوہ جن سے اس مسئلہ کا تحقیقی پہلو واضح ہوجائے اور یہ ظاہر ہو کہ انبیاء اور اولیاء وغیرہم کو اس قسم کی جو معلومات و انکشافات حاصل ہوتے ہیں ان میں اور معلومات باری تعالیٰ میں کیا فرق ہے چنانچہ اس حقیقت کو

کئی طرح سمجھ سکتے ہیں۔

اولا یہ کہ اس سے پہلے لکھا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم بذاتہ حاصل ہے کسی کی تعلیم سے حاصل نہیں ہے اس کا علم اس کی ازلی صفت ہے جو قدیم ہے ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اس کے مقابل انبیاء واولیاء وغیرہم کو وحی الہام القاء رویا یعنی خواب وغیرہ کسی طرح سے بھی جو علم حاصل ہوتا ہے وہ بالذات نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی اطلاع دینے سے حاصل ہوتا ہے اور وہ بھی اسی قدر اور اسی وقت حاصل ہوتا ہے اور جس قدر اللہ تعالیٰ چاہتا ہے ان کو اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے بغیر یہ علم حاصل نہیں ہوسکتا ان کا علم ان کی ذاتی صفت نہیں ہے نہ ہمیشہ سے ہے اور نہ ہمیشہ رہ سکتا ہے چنانچہ آیات و احادیث سے اس کا کافی ثبوت ملتا ہے۔ ملائکۃ نے اعتراف کیا ہے۔

لا علم لنا الا ما علمتنا

ہمیں صرف وہی علم جتنا اور جو کچھ تو نے ہمیں معلوم کیا ہے۔

خود حضرت افضل الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت خاص طور پر ارشاد فرمایا گیا ہے۔

علمک مالم تکن تعلم و کان فضل الله علیک عظیما

جو تم نہیں جانتے تھے اللہ تعالیٰ نے تمہیں معلوم کیا اور تم پر اللہ کا بڑا فضل ہے

خود حضرت رسول اللہ ﷺ نے اپنی معلومات کی نسبت اعتراف فرمایا ہے کہ:

واللہ انی لا اعلم الا ما علمنی ربی

اللہ کی قسم میں صرف وہی جانتا ہوں جو میرے پروردگار نے مجھے معلوم کیا ہے۔

ان تمام وجوہات سے علم باری تعالیٰ اور اس کی کسی مخلوق کے علم میں جو فرق ہے۔ اظہر من الشمس ہے اس کے مدنظر کسی کا بھی علم کی صفت میں شریک باری تعالیٰ ہونا لازم نہیں آتا۔

جو علم خدائے تعالیٰ کی طرف سے کسی کو دیا جاتا ہے وہ ہر وقت ہر آن نہیں حاصل ہوتا جو خاصۃ اللہ تعالیٰ کا ہے بلکہ جس وقت اور جس حد تک مشیت ایزدی کا اقتضا ہوتا ہے عالم الغیب اپنے

فضل وکرم سے اس کا انکشاف فرماتا ہے اور جب نہیں چاہتا اس کا علم وانکشاف بھی نہیں ہوتا چنانچہ اسی حالت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ابرار کا مشاہدہ تجلی اور استتار کے بین بین ہوتا ہے۔

اس کے بھی شواہد بہت سے ملتے ہیں۔خود رسول اللہ ﷺ پر کئی کئی روز وحی نازل نہیں ہوتی تھی اور کوئی علم وانکشاف نہیں ہوتا تھا پھر خدائے تعالیٰ جب چاہتا حضرت پر سب کچھ منکشف ہوجاتا ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کے واقعہ کو حضرت سعدی شیرازی علیہ الرحمہ نے نظم اس طرح کیا ہے۔اس سے تجلی واستتار کی حقیقت اچھی طرح واضح ہوتی ہے۔

یکے پرسید ازاں گم کردہ فرزند

کہ اے روشن گھر پیر خردمند

زمصرش بوئے پیراھن شمیدی

چرا در چاہ کنعانش نہ دیدی

بگفت احوال ما برق جھان است

دمے پیداودیگر دم نھاں است

گھے برطارم اعلی نشینم

گھے بر پشست پائے خود نہ بینم

اس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ کسی نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے پوچھا کہ مصر سے جب قاصد یوسف علیہ السلام کی قمیص لے کر چلا تو آپ نے کنعان میں اس کی بوسنگھ لی اور انی اجد ریح یوسف ۔فرمادیا لیکن جب یوسف کنعان ہی کے کنوئیں میں پڑے ہوئے تھے یہیں ان کو کیوں نہیں دیکھ لیا۔یعقوب علیہ السلام نے فرمایا ہماری حالت بجلی کی جیسی ہے کبھی وہ ظاہر رہتی ہے کبھی پوشیدہ ہوجاتی ہے۔کبھی ہم آسمان پر رہتے ہیں اور کبھی ہمارے پیر خود ہمیں نظر نہیں آتے۔

بندہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور اس پر مداومت کرتا ہے تو اس کی روحانیت میں جلاء پیدا ہوتی ہے روحانیت کے اصول پر اس قسم کی معلومات اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب آدمی اس دنیاوی ظلمت کدہ کے تعلقات کی تاریکیوں سے دور ہوتا ہے اور عالم قدس کے ضیا پاشیوں سے اس کی روح منور ہوجاتی ہے۔ اسی قسم کے تصرفات وانکشافات کو ظہور انوار رحمانی سے ہی حاصل ہوتے ہیں۔ صرف دماغی وجسمانی قوت سے نہیں ہوتا۔ چنانچہ تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی نے اصحاف کہف کے قصہ کے ضمن میں لکھا ہے۔ یہاں صرف اس کا ترجمہ پیش کیا جارہا ہے:

حضرت علی کرم اللہ وجہہؓ نے فرمایا کہ میں نے خیبر کے دورازوں کو جسمانی قوت سے نہیں بلکہ ربانی قوت سے اکھاڑ پھینکا تھا یہ اس طرح کہ علی کرم اللہ وجہہ کی نظر اس وقت عالم اجساد سے منقطع ہوگئی اور عالم کبریا کے انوار سے ملائک نے اس کو منور کردیا پس آپ کی روح اورارواح ملکی سے مشابہہ ہوگئی اور اس میں عالم قدس کی ضیا چمک گئی۔

پس بالضرور آپ کو وہ قدرت حاصل ہوئی جس پر دوسرا قادر نہیں ہوسکتا ایسا ہی بندہ جب طاعت وبندگی پر مداومت کرتا ہے تو اس مقام پر پہنچا جاتا ہے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس کی سماعت وبصارت بن جاتا ہوں جب جلال الٰہیٰ کا نور اس کی سماعت ہوجائے تو وہ نزدیک ودور سن سکتا ہے اور جب وہ نور اس کی بصارت بن جائے تو وہ قریب وبعید دیکھ لیتا ہے اور جب وہ نور کا ہاتھ بن جاتا ہے تو وہ سہل ودشوار اور قریب وبعید میں تصرف کرنے پر قادر ہوتا ہے۔

اس اعتبار سے بھی علم غیب میں شرکت لازم نہیں آسکتی اس لیے کہ جو کچھ واقع ہوتا ہے وہ انوار رحمانی ہی سے حاصل ہوتا ہے نہ کہ بالذات۔

یہ بات قابل توجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کی عین ثابتہ کو منکشف کر دیتا ہے وہ شخص ازل سے ابد تک اس عین ثابتہ کے انتقالات و احوالات ملاحظہ کرتا ہے اور دوسرے اعیان ثابتہ جو اس کے ماتحت ہیں ان پر بھی قادر ہوتا ہے ۔یعنی ان کے تمام امور کلیہ و جزئیہ و خیریہ و شریہ پر اس کو اطلاع حاصل ہوتی ہے اور یہ بالیقین معلوم رہے کہ جمیع موجودات کے اعیان ثابتہ حضرت خاتم الانبیاء وحضرت خاتم الاولیاء علیہما السلام کے اعیان ثابتہ کے ماتحت ہیں خاتم الاولیاء کا منصب مہدی موعود علیہ السلام کا ہے جو احادیث اور اقوال محققین صوفیاء کرام اور علمائے متقدمین سے ثابت ہے۔

ایسی صورت میں اگر رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ:

فتجلی لی کل شئی فعرفت

ترجمہ: میرے لیے ہر چیز متجلی ہوگئی ہے اور میں نے ہر چیز کو جان لیا

یا فرماتے ہیں کہ:

انظر الی ماھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہ

ترجمہ: اس دنیا میں قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے میں ان سب کو اس طرح دیکھ رہا ہوں گویا میں اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں

تو کچھ عجب نہیں بلکہ اس اصول کے عین مطابق ہے ۔تفسیر تاویلات میں آیت **علمک مالم تکن تعلیم** کے تحت لکھا ہے کہ:

لانہ علم اللہ لا یعلمہ الا ھو فلما کشف لک عن ذاتہ بفنائک فیہ ثم البقاک بالوجود الحقانی فصار قلبک وحجبک بحجاب ذلک القلب علمک علمہ اذا الصفۃ تابعۃ للذات

ترجمہ: اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا علم جس کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا جب کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنے میں فنا کر کے وجود حقانی سے باقی (فنا فی اللہ و باقی باللہ) بنا

دیا تو تمہارا علم اللہ تعالیٰ کا علم ہو گیا کیوں نکہ صفت ذات کی تابع ہے۔

پس اسی طرح اگر حضرت خاتم الاولیاء مہدی علیہ السلام کے لیے جملہ موجودات ایسی منکشف ہو جائیں جس طرح ہاتھ میں رائی کا دانہ رکھا ہو تو کوئی عجب نہیں بلکہ اس اصول کے عین مطابق ہے۔

پیراگراف(4): قولہ جناب کا کہنا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے مہدی موعود علیہ السلام کے بارے میں جو تفصیل بیان فرمائی ہے اس کو تہہ دل سے مانتے ہیں اس کے بارے میں ہم کہتے ہیں کہ جو تفصیل نبی کریم ﷺ نے بیان کی ہے۔ اس کو آپ لوگ ہی نہیں عہد رسالت سے آج تک دنیا کے تمام مسلمان تہہ دل سے مانتے ہیں لیکن جو تفصیل نبی کریم ﷺ نے نہیں بتائی کہ۔ امامکم۔ اوران کے خلفائے نے بتائی ہے جو نبی کریم ﷺ کے ایک ہزار برس بعد وضع کی گئی ہے جو حدیثوں سے کھینچ تان کر یا غیر معتبر روایات کا سہارا لے کر یا مغلوب الحال صوفیاء کی عبارات کو دلیل بنا کر جمع کی گئی ہے اس تفصیل پر سوائے آپ لوگوں کے دنیا میں کون ایمان لایا ہے ہاں ان میں بعض چیزیں روافض کے ہاں مل سکتی ہیں۔ اگر کسی اہل سنت کا ایک آدھ تفرد بھی آپ کی حمایت کرتا ہے تو اس کا بھی کوئی فائدہ نہیں اس لیے کہ عقائد کا ثبوت نصوص قطعیہ احادیث صحیحہ متواترہ سے ہوتی ہے نہ کہ احاد و تفردات و شطحیات سے۔

قولنا تلک حدود الله ومن يطيع الله و رسوله يد خله جنٰت تجری من تحتها الآنهار خلدين فيها و ذلک الفوز العظيم (سورة النساء)

یہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں جو حکم مانے اللہ اور اس کے رسول کا اللہ اسے باغات میں لے جائے گا جس کے نیچے نہریں ہیں اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

جناب صدر مجلس تحفظ ختم نبوت۔ یہ دنیا دار العمل ہے اور ہمارا عقیدہ ہے کہ قیامت کے

روز تمام مخلوقات کو پھر زندہ کیا جائے گا اور ان کے اعمال نیک و بد کا محاسبہ ہوگا۔ اطاعت کیش اور پاکباز جنت اور اللہ تعالیٰ کے دیدار کی ابدی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے اور سرکشوں اور متکبروں کو دوزخ کا ایندھن بنایا جائے گا اس جہاں میں ہمارا مقصدِ زیست۔ شوکت وسطوت جاہ و منصب اور عیش ونشاط کا حصول نہیں ہے۔ ہمارا عقاب ہمت اس عالم آب وگل کے کہستانوں میں آشیانہ نہیں بناتا۔ اس کا نشیمن تو فردوس اعلیٰ کی سب سے اونچی چوٹی جو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے یہی ہماری منزل ہے اور یہی ہمارے امام مہدی موعود علیہ السلام کی تعلیمات ہیں ہماری حقیقی کامیابی یہی ہے کہ ہم قیامت کے روز بارگاہ الٰہی میں سرخرو ہوں اور اس کا طریقہ اللہ تعالیٰ نے یہی بتایا ہے کہ اس کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور یہی سب سے بڑی کامرانی ہے گویا اللہ تعالیٰ کے سرمدی انعامات کے مستحق وہی خوش نصیب ہیں جنہوں نے فرمان مصطفوی کو دل و جان سے تسلیم کیا لیکن آپ لوگوں نے احادیث مہدی علیہ السلام کو یکسر نظر کر دیا حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے اتنی اہمیت کے ساتھ مہدی کے بارے میں اخبار دی ہیں کہ کوئی بھی مسئلہ اتنی کثرت کے ساتھ احادیث میں موجود نہیں ہیں۔ آپ نے جو کہا ہے ایک ہزار سال کے بعد احادیث کو وضع کیا گیا ہے ہم کہتے ہیں کہ ایک بھی حدیث جو وضع کی گئی بتادیں یہ ہم مہدویوں پر سراسر بہتان عظیم اور ہم پر ایک بھی کھینچ تان کر لانے کا دعویٰ بالکل غلط ہے یہ سب بے دلیل باتیں ہیں جن کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ ہم جو احادیث پیش کرتے وہ احادیث صحیحہ اور بہت بڑے بڑے محدثین کی کتابوں سے پیش کرتے ہیں اور الحمد للہ ہم مہدوی جو بات کرتے ہیں جن پر عقائد کی بنیاد ہے نصوص قطعیہ احادیث صریحہ متواترہ سے کرتے ہیں اس کے سوا کچھ نہیں۔

آپ نے جو لکھا ہے کہ جو باتیں نقلیات کے نام سے آپ نے اپنی کتب میں جمع کر رکھی ہیں اور انہیں ایمانیات میں شمار کر رکھا ہے وہ باتیں کیا آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں۔ بیشک ہمارے کتابوں میں جو نقلیات ہیں تمام کے تمام قرآن اور احادیث نبویہ کا لب لباب

ہے چنانچہ آپ علیہ السلام یعنی مہدی موعود علیہ السلام کی تمام عمر اتباع شریعت میں گزری یہاں چند مثالیں پیش ہیں۔ جونپور سے ہجرت کرنے سے پہلے کئی سال آپ کو جذبہ حق رہا اس زمانے میں بھی فرائض آپ سے ترک نہیں ہوئے چنانچہ ہماری پرانی سیرت کی کتاب مولد میاں عبدالرحمٰن میں یہ روایت ہے کہ:

درآں وقت آنحضرت راہ چناں حال غالب آمد کہ ازیں عالم ہیچ آگاہی نماند چنانچہ تامدت ہفت سال ہمیں حال بود مگر نماز و روزہ فرض ادا کردے۔

اس وقت آنحضرت پر ایسا حال غالب آیا کہ اس عالم کی کچھ خبر نہ رہی چنانچہ سات سال تک یہی حال تھا بایں ہمہ نماز اور روزے جو فرض ہوتے ادا کرتے تھے۔

مطلع الولایت کی فصل سوم میں یہ روایت آئی ہے کہ:

گاہی آنچہ فرائض حق تعالیٰ است فوت شدہ ویک ذرہ خلاف شرع صدور نیافتہ

کبھی فرائض الہیٰ آپ سے فوت نہیں ہوئے اور ذرہ برابر آپ سے شرع کا خلاف نہیں ہوا۔

ہزاروں میل کا آپ نے سفر کیا کام صرف تبلیغ دین تھا انسانی تاریخ میں کسی بھی مامور من اللہ کے اتنی بڑی مسافت صرف تبلیغ دین کے لیے نہیں کی سخت سے سخت مواقع پیش آئے لیکن کبھی تین دن سے زیادہ ضیافت قبول نہیں فرمائی میاں عبدالرحمٰن نے فراہ (اس وقت افغانستان کا ایک صوبہ ہے) کے واقعات میں لکھا ہے کہ سرور خان حاکم فوج نے آپ کی مہمانی کی لیکن آپ نے تین دن سے زیادہ قبول نہیں فرمایا۔ میاں عبدالرحمٰن کے الفاظ یہ ہیں:

بسیار مہمانی فرستاد بعد از ثلث ایام قبول نفرمودند ۔حضرت مہدی موعود علیہ

السلام کا یہ عمل والضیافۃ ثلثۃ ایام (اشعۃ اللمعات جلد سوم) کا احیا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ ضیافت صرف تین دن کے لیے ہے

آپ علیہ السلام نے رعایت شرع محمدیؐ کے لیے جو تاکید فرمائی اس کی توضیح کے لیے ذیل میں ایک واقعہ درج کیا جاتا ہے جو حاشیہ شریف میں مروی ہے:

نقل ہے کہ ایک برادر بعد کو آئے ایک دو رکعت نماز ہو گئی تھی وہ بھائی نماز میں شریک ہو گئے امام نے سیدھی جانب سلام پھیرا وہ برادر کھڑے ہو گئے بائیں جانب کے سلام کا انتظار نہ کیا بھائیوں نے میرانؑ سے عرض کی میرانؑ نے انہیں بلا کر پوچھا تم نے یہ عمل کس لیے کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں کشف سے معلوم ہوا کہ امام کے لیے سجدہ سہو نہیں ہے اس سبب سے اٹھ کھڑا ہوا۔ میرانؑ نے فرمایا اگر یہ کشف نہ ہوتا تو بہتر ہوتا شریعت رسول کا خلاف نہ کرتے۔

حضرت امام علیہ السلام کی جب عام تعلیم یہ تھی تو کون کہہ سکتا ہے کہ آپ کا کوئی قول و فعل شرح محمدیؐ کے خلاف ہو سکتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق حسنہ سے متعلق کوئی روایت کتب حدیث اور کتب سیر میں درج نہ ہوتی جب بھی صرف ابوجہل کا آپ کو صادق و آمین ماننا آپ کے اخلاق حسنہ کے اثبات کے لیے کافی تھا۔ صاحب مدارج النبوۃ نے یہ روایت کی ہے۔ جس کا ترجمہ پیش ہے۔

> روایت کی گئی ہے کہ اخنس بن شریق نے بدر کے دن ابوجہل سے ملاقات کی اور کہا اے ابوالحکم یہاں میرے اور تیرے سوا کوئی نہیں ہے جو ہماری بات سنے ہمیں خبر دے کہ محمدؐ صادق ہیں یا کاذب ہیں اس ملعون نے کہا قسم ہے سچائی اور راستی کی کہ محمدؐ صادق ہیں اور انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں کہا (مدارج النبوۃ جلد اول، صفحہ 55)

حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے اخلاق کے باب میں یہاں جو کچھ ہم نے لکھا ہے

نہایت اختصار سے لکھا ہے اس کے لیے تو ایک مستقل کتاب درکار ہے اگر یہ سب کچھ نہ ہوتا تو صرف شیخ علی کا قول لا یظن بھذا یعنی ان کے ساتھ یہ بدگمانی نہیں ہوسکتی (سراج الابصار صفحہ 236) آپؑ کے اخلاق حسینہ کے اثبات کے لیے کافی تھا۔

اس سے قطع نظر ملا عبدالقادر بدیوانی اپنے زمانے کے مہدویوں یعنی تابعین اور اصحاب مہدیؑ اور تبع تابعین کے باب میں جو کچھ لکھا ہے وہی حصرت مہدی علیہ السلام کے اخلاق حسنہ کے اثبات کے لیے کافی ہے۔ نجات الرشید میں مہدویوں کے باب میں یہ مذکور ہے۔

جمع را ازیں سلسله ملازمت کرده ام و اخلاق رضیه و اوصاف مرضیه ایشان را در فقر و فنا به مرتبه عالی دیده و بیان قرآن و اشارات و دقائق ۔ حقائق و لطائف معارف بے کسب علوم رسمی چناں شنیده ام که اگر خواهند مجملے از آنها در قید کتابت آرند ۔ تذکره اولیائے دیگر (باید نوشت) (نجات الرشید قلمی ' اسٹیٹ سنٹرل لائبریری' تصوف فارسی نمبر **564**)

اس سلسلہ (یعنی سلسلہ مہدویہ) کے بہت سے لوگوں کے ساتھ رہا ہوں ان کے پسندیدہ اخلاق اور ان کے پسندیدہ اوصاف کو فقر و فنا میں مرتبۂ عال پر پایا اگرچہ انہوں نے علم رسمی حاصل نہیں کیا تھا لیکن قرآن کے بیان اور اشارات حقائق کی باریک باتیں اور معرفت کے لطیف نکات میں نے اس قدر سنے ہیں کہ اگر ان میں سے کچھ مجملی طور پر قید کتابت میں لانا چاہیں تو اور ایک تذکرہ الاولیاء لکھنا چاہیے۔

اصحاب مہدیؑ کے تابعین اور تبع تابعین کا تذکرہ تذکرہ الاولیاء ہوسکتا ہے تو ذکر مہدیؑ ذکر رسول اللہ کیوں نہ ہو۔ حضرت مہدی علیہ السلام یشبه فی الخلق (مشابہ ہوگا اخلاق میں

رسول اللہ کے) کا مصداق اتم ہیں ۔(اشعتہ اللمعات جلد چہارم صفحہ 321)

رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کا اللہ تعالیٰ اس طرح ذکر کیا ہے ۔(**وانک لعلی خلق عظیم**)اور بے شک آپ خلق عظیم پر ہیں۔ پس اس حدیث اور آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ امام مہدی بھی خلق عظیم سے موصوف ہوں گے ۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد خلقہ خلقی (مہدی کا خلق میرا خلق ہوگا) بھی اس کی تائید کرتا ہے(کنز العمال، جلد ہفتم، صفحہ 188)

رسول اللہ ﷺ کا مہدی کے بارے میں یہ فرمانا کہ **یقفو اثری ولایخطی** (یعنی مہدی میرے نقش قدم پر چلیں گے اور خطا نہیں کریں گے ۔ صاف بتلا رہا ہے کہ امام مہدیؑ کے زمانہ میں عصر اول کا اسلام دنیا کا سامنے پیش ہوگا اور رسول اللہ ﷺ کی طرح امام مہدیؑ بھی اپنے سے پہلے کی ناسزاباتوں کی بنیادوں کو ڈھادیں گے جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے۔ **یھدم ماقبلہ کما صنع رسول اللہ علی اللہ علیہ و سلم** (سراج الابصار صفحہ 14)اس سے پہلے وضاحت کی گئی ہے امام مہدی علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے اخلاق سے موصوف تھے۔ آپ نے شریعت مصطفوی کا احیا فرمایا۔ رسول اللہ کے دین کو رسوم وعادات اور بدعات سے پاک کر دیا۔ چنانچہ صاحب انصاف نامہ کے باب اول میں روایت کی ہے جس کا ترجمہ پیش ہے:

> حضرت میرانؑ نے فرمایا کہ مہدی کو خدائے تعالیٰ نے اس وقت بھیجا جب کہ دین کے معنی دنیا سے جاتے رہے تھے اور دین کے معنی تین چیزوں سے جاتے رہتے ہیں رسم عادت اور بدعت جب مہدیؑ کا ظہور ہوتا ہے تو رسم عادت اور بدعت کو دور کرتے ہیں اور دین محمدیؐ کی مدد کرتے ہیں۔

اسی طرح حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص رسم وعادت اور بدعت کا مرتکب ہو تو اس کو یہاں سے بہرہ نہیں ملے گا۔

تاریخ اسلام شاہد ہے کہ نویں صدی ہجری کے اوائل تک عالم اسلامی میں کوئی ملک ایسا

نہیں تھا جہاں رسوم عادات اور بدعات جز و دین نہ سمجھے جاتے ہوں مہدیت کی تبلیغ نے عصر اول کے اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کیا اور عجمیت کے تخیل نے تعلیم اسلام پر جو پردہ ڈال دیا تھا اس کو اٹھا دیا۔نویں صدی ہجری میں ہندوستان میں اسلام کی کیا حالت تھی اس کی تاریخی گرہ کشائی شاید آپ کے لیے آسان نہ ہو۔ابوالکلام آزاد ہی سے سنیئے کہ سرسری اندازہ کے لیے یہی کافی ہے۔ابوالکلام آزاد کی تحریر یہ ہے کہ:

نویں صدی کا وہ زمانہ جو اکبر سے پہلے گزرا ہندوستان میں سخت بدامنی وطوائف الملو کی کا زمانہ تھا اور روز روز بادشاہتیں بنتی اور بگڑتی تھیں اور کوئی مرکزی حکومت باقی نہیں رہی تھی جو احکام شرع کے اجرا و قیام کی ذمہ دار ہوتی علمائے حقانی بہت کم تھے اور علمائے دنیا ہر طرف پھیلے ہوئے تھے دنیا طلبی اور مکر وزور کی گرم بازاری تھی اور سب سے زیادہ یہ کہ جاہل صوفیوں کی بدعات و منکرات نے ایک عالم کو گمراہ کر رکھا تھا (تذکرہ صفحہ 27)

مہدیت کی تعلیم نے جو کام کیا وہ ابوالکلام آزاد کی عبارت سے اندازہ کر سکتے ہیں۔

> یہ حال دیکھ کر سید موصوف نے احیائے شریعت اور قیام امر بالمعروف کا غلغلہ بلند کیا اور لوگوں سے کہا کہ اب نہ کسی مجاہدہ کی ضرورت ہے اور نہ ذکر و شغل کی سب سے بڑا مجاہدہ یہی ہے کہ خلق اللہ کو سیدھی راہ پر لگاؤ اور احکام شرعیہ کے قیام کی راہ میں اپنی جانیں تک لڑا دو عشق کی صداقت اور قلب کی پاکی نے ان کی دعوت و تذکیر میں ایسی تاثیر بخشی تھی کہ تھوڑی ہی عرصہ میں ہزاروں آدمی حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے اور متعدد سلاطین وقت نے ان سے بیعت کی ان لوگوں کے طور طریق کچھ عجیب عاشقانہ و والہانہ تھے اور ایسے تھے کہ صحابہ کرام کے خصائص ایمانی کی یاد تازہ کرتے تھے۔عشق الہیٰ کی ایک جاں سپار جماعت تھی جس نے اپنے خون کے رشتوں اور وطن وزمین کی فانی الفتوں کو ایمان ومحبت کے

رشتہ پر قربان کر دیا تھا اور سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر راہ حق میں ایک دوسرے کے رفیق وغمگسار بن گئے تھے اور بجز خلق اللہ کی ہدایت وخدمت اور احکام شرع کے اجراء وقیام کے اور کسی کام سے واسطہ نہ رکھتے تھے (تذکرہ صفحہ 27-28)

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ذریعہ کتاب وسنت کی جو اشاعت ہوئی ہے اس کا اعتراف اکبر شاہ خان نجیب آبادی نے ان الفاظ میں اعتراف کیا ہے۔

آخر اس زمانہ کے طوفان جہالت اور شرک وبدعت کی ظلمت ظلالت کو دیکھ کر جونپور سے حضرت سید محمد صاحب جو مہدی جونپوری کے نام سے مشہور ہیں محض کتاب وسنت کی اشاعت پر کمر بستہ ہوئے۔ اس بات کی متفقہ شہادتیں ان کے مخالفین سے بھی بالتصریح منقول ہیں کہ وہ خود بھی قرآن وحدیث کے بے حد پابند اور ان کی جماعت کے تمام آدمی کتاب وسنت کے سوا کسی دوسری چیز کی طرف متوجہ نہ تھے انہوں نے جونپور سے لے کر راجپوتانہ سند' گجرات اور دکن تک کتاب وسنت کی تبلیغ واشاعت کا کام کیا اور بڑے بڑے سرداروں' فرمانراؤں اور سپہ سالاروں کو بھی کتاب وسنت کا پابند بنا دیا۔

امامنا علیہ السلام کے بعد جو تبلیغ دین ہوئی ہے اس کا ذکر اکبر شاہ خاں نے اس طرح کیا ہے:

ان کے شاگردوں اور عقیدت مندوں میں شیخ خضر ناگوری سید محمود ابن سید محمد مذکور شیخ عبداللہ نیازی نے اس سلسلہ اشاعت کتاب وسنت کو جاری رکھا اور شیخ علائی بیانوی نے اس خدمت کو سب سے زیادہ جوش وخروش کے ساتھ انجام دے کر اس کام میں اپنی زندگی کو تمام کر دیا شیخ علائی کے متعلق جب اس زمانہ کے مولویوں اور ملاؤں سے سلیم شاہ ابن شیر شاہ نے فتوے طلب کیے تو جس قدر بدعتی مراسم پرست اور دنیا طلب مولوی تھے سب نے شیخ علائی کے کفر اور قتل کا فتوی دیا لیکن جو ذی علم اور باخدا اور سمجھ دار حضرات تھے انہوں نے شیخ کے اسلام

کی تصدیق کی اور شیخ کے کام کی تائیدوتوثیق فرمائی چونکہ اس زمانے میں مولوی نما جاہلوں بدعتی ملاں اور زر پرست جبہ پوشوں کی کثرت اور علمائے ربانی کا قحط تھا۔فتوی گروں کی کثرت تعداد اور کتاب وسنت سے عناد رکھنے والے مراسم پرستوں کی کوشش نے شیخ علائی کی جان لے کر دم لیا(قول حق،طبع لکھنوصفحہ 117)

مندرجہ بالا عبارت سے ظاہر ہے کہ مہدوی کتاب وسنت کے کتنے سخت پابند تھے اور علمائے سوء نے ان پر کتنے ظلم کئے اس سے عیاں ہوجاتا ہے اور کتاب وسنت کی اشاعت دائرہ مہدویہ کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔اس کے علاوہ سینکڑوں حوالہ جات دے سکتے مگر طوالت کا خوف ہے۔

جناب صدر مجلس تحفظ ختم نبوت وہم نوا۔**پیراگراف(5)** میں احادیث کی تفصیلات کو صفحہ نمبر(76) پر پیش کیا گیا ہے۔آپ نے کہا ہے کہ قرآن سمجھنے کے لیے نور ایمان بس ہے یہ نقل مبارک پیش کر کے کہا ہے کہ پھر مفسرین کے روشن وتابناک ستاروں کی کیا ضرورت ہے۔اگر ہے تو الحمد للہ آیئے دیکھ لیں گے کہ جمہور مفکرین ومحدثین کے اجماعی عقائد پر کون قائم ہے کون منحرف (باحیاجواب سوال نمبر5)

قولنا۔بے شک ہم آپ کے چیلنج کو قبول کرتے ہیں دیکھ لیں گے کہ حقیقتاً کون اجماعی عقائد پر قائم ہے اور کون نہیں ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس سے ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ ہماری قوم کے بعض لوگ آپ جیسے گمراہ کرنے والوں کے دام فریب میں آ گئے تھے ان کی اصلاح بھی ہوجائے گی اور جو مہدوی راسخ العقیدہ ہیں مگر معلومات میں کم ہیں تو ان کو بھی معلومات سے آ گاہی ہوجائے گی کہ حقیقت کیا ہے۔

انصاف نامہ میں یہ روایت آئی ہے کہ:

منقول ہے میاں لاڑ شاہ سے کہ حضرت میرانؑ نے یہ بھی فرمایا کہ ''علم لابدی چاہیئے تا کہ نماز روزہ اور اس کے جیسے افعال رسول اللہ کے دین میں درست ہوں

نیز حضرت میراں نے فرمایا کہ قرآن کے معانی سمجھنے کے لیے جب کہ وہ بیان کیے جائیں نور ایمان بس ہے۔

دوسری روایت میاں عبدالرشید کی نقلیات میں مروی ہے:

حضرت میرانؑ نے فرمایا کہ علم لابدی چاہیے تا کہ نماز روزہ اور اس کے جیسے اعمال دینی درست ہوں نیز فرمایا کہ قرآن کے معنی سمجھنے کے لیے نور ایمان بس ہے۔

اس میں دو امور کی صراحت ہے ایک تو علم لابدی کی تاکید ہے دوسرے معانی قرآن سمجھنے کے لیے نور ایمان کا کافی ہونا بیان کیا گیا۔ انصاف نامہ کی روایت میں (وقتے کی بیان کردہ شود) جب کہ وہ بیان کیے جائیں) کے الفاظ آئے ہیں۔ اس سے ثابت ہے مبین (بیان کرنے والا) معنی بیان کرے اور سامع کے دل میں نور ایمان ہو تو معنی قرآن سمجھنے کے لیے وہ کافی ہے۔ اس میں کون سا امر قابل اعتراض ہے۔

میاں عبدالرشید کی روایت میں (جب کہ بیان کیا جائے) کے الفاظ نہیں ہیں اس لیے اس روایت کے مطابق فہم معانی قرآن کا تعلق سامع سے نہیں ہے اس لیے اس کے معنی یہ ہوں گے کہ جس شخص کو علم لابدی حاصل ہو اور اس کے دل میں نور ایمان بھی ہو تو وہ آسانی سے قرآن کے معانی سمجھ سکتا ہے ایسی صورت میں بھی کوئی بات قابل اعتراض نہیں۔ جو لوگ نور ایمان سے منور ہیں۔ ان لوگوں کی کیفیت ایک غیر مہدوی سے سنیئے۔

ملا عبدالقادر بدایونی نے شیخ برہان الدین سے کالپی میں ملاقات کی تھی ان کے متعلق یہ لکھا ہے۔

اوقات بپاس انفاس بطریقه مهدویه میگذرانید وباآنکه علوم عربیه هیچ نخوانده بود تفسیر قرآن به وجه بلیغ می گفت (منتخب

التواریخ (طبع کلکتہ) جلد سوم صفحہ 756)

(شیخ برہان الدین کالپی) مہدویوں کے طریقہ پر پاس وانفاس میں اوقات بسر کرتے تھے باوجودیکہ علوم عربیہ کچھ بھی نہیں پڑھے تھے لیکن کلام اللہ کی تفسیر بلیغ طریقہ پر بیان کرتے تھے۔

علوم عربیہ نہ پڑھنے کے باوجود کلام اللہ کی بلیغ تفسیر کرنا نور ایمان کی دلیل نہیں تو پھر کیا ہے۔ حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو صرف اس لیے کتابوں کے مطالعہ سے روکا کہ وہ یاد الہیٰ کے مقابلہ میں رکاوٹ نہ بنیں بلکہ آپؑ نے علم لابدی پڑھنے کے لیے تاکید فرمائی بشرطیکہ وہ ذکر اللہ میں خلل نہ ڈالے۔ چنانچہ انصاف نامہ میں نقل ہے کہ:

میاں لاڑ شاہؓ سے روایت کی گئی ہے کہ حضرت میرانؑ نے یہ بھی فرمایا کہ علم لابدی چاہیے تاکہ نماز روزہ اور ایسے افعال دین رسول اللہ میں درست ہو۔

اس نقل سے واضح ہے کہ نماز روزہ اسی قبیل کے اعمال کے لیے علم لابدی سیکھنے کی تاکید کی گئی ہے۔ پس یاد الہیٰ کے مقابلہ میں جس علم کی ممانعت کی گئی ہے وہ غیر از علم لابدی ہے۔ ایسی صورت میں یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ مہدویوں کے پاس تحصیل علم ممنوع ہے۔

مہدویہ تعلیمات میں ذکر اللہ کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی جس کے نتیجہ میں مہدوی بزرگوں کی کیا کیفیت تھی ایک غیر مہدوی کی زبان سے آپ نے سنا وہ تابعین و تبع تابعین کی بات تھی۔ اصحاب مہدی کی شان اس سے ارفع واعلیٰ ہے اور امام مہدی علیہ السلام کی تعلیم کا قیاس حیطۂ امکان سے باہر ہے۔ ملا عبدالقادر بدیوانی نے شیخ برہان الدین سے کالپی میں ملاقات کی تھی ان سے متعلق بدایونی نے جو لکھا ہے اس سے قبل نقل کیا جاچکا ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ شیخ برہان الدین کالپی مہدویوں کے طریقہ پر پاس انفاس میں اوقات بسر کرتے تھے باوجودیکہ علوم عربیہ کچھ بھی

نہیں پڑھے تھے لیکن کلام اللہ کی تفسیر بلیغ طریقہ پر بیان کرتے تھے ۔ یہ اس شخص کا بیان ہے جو اکبری دور میں ایران' توران اور ہندوستان کے بڑے بڑے علماء کی صحبت میں رہا ہے مخالفین مہدویہ مذکورہ بالا روایتوں کے ظاہری معنی پر حکم لگاتے ہیں کہ مہدویوں کے ہاں علم پڑھنا منع ہے مگر انہیں روحانیت کے کون سا مقام حاصل کیا تھا نہیں جانتے علم کا انحصار علم کسبی پر ہی نہیں علم وہبی اس سے بھی بڑی چیز ہے۔

میاں عالم باللہ عبدالملک سجاوندی نے اپنی تصنیف منہاج التقویم میں میاں شیخ مبارک ناگوری کے پانچویں سوال کے جواب میں لکھا ہے جس کا ترجمہ پیش ہے:

پس جان اے بھائی کہ اصحاب مہدی تین قسم کے تھے جو لغات اور شان نزول سے واقف تھے تفاسیر کے مطالعہ پر قدرت رکھتے تھے قرآن کی "تفسیر اول سے لے کر آخر تک قوت ظاہری اور قوت باطنی سے کرتے تھے بعض ان میں سے امی تھے انہیں مطالعہ پر قدرت نہیں تھی انہیں حضرت مہدی علیہ السلام کی صحبت اور فیض کے مطالعہ سے بیان کی قوت حاصل ہوئی ہیں انہوں نے شریعت کے مطابق بیان کیا بعض ان میں سے امی تھے جو ہمارے زمانہ تک ہیں۔

ان ہی امیوں کے متعلق میاں عالم باللہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے ان کو نہ لغات کے خلاف تفسیر کرتے ہوئے دیکھا اور نہ حرام کو حلال قرار دیتے ہوئے اس کے بعد یہ کہتے ہیں:

بلکہ میں نے بعض اصحاب مہدی سے جو امی تھے برسوں کے مشکل مسئلوں کا جواب سنا اگر چہ کہ وہ حروف تہجی بھی نہیں جانتے تھے پھر میں نے بعینہٖ کشاف میں پایا اور یہ الہام حق کا نتیجہ ہے۔

شیخ علی مؤلف کنزالعمال کے جواب میں خودسراج الابصار نے یہ لکھا ہے۔

ہمارے اخوان (یعنی بھائی) کسی کو علم سیکھنے سے نہیں روکتے اس لیے کہ ہمارے اخوان دین میں جو معتمد علیہ مفسرین ہیں وہ تفسیریں پڑھتے ہیں اور عربی قاعدے کے مطابق بیان کرتے ہیں ہمارے اخوان دین اپنی رائے سے تفسیر نہیں کرتے بلکہ کتب تفسیر کا مطالعہ کرتے ہیں اوران میں سے وہی صورت لے لیتے ہیں جو بہترین ہوتی ہے۔

جب امام مہدی علیہ السلام نے علم لا بدی حاصل کرنے کی تاکید فرمائی ہے تو معترض کا مطلق یہ بیان کردینا کہ مہدوی صرف قرآن کو سمجھنے کے لیے نور ایمان کافی ہے اور کوئی تحصیل علم کو منع فرماتے ہیں محض افتراء ہے۔

سوال نمبر (6) کا جواب مکررات سے بچنے کی خاطر **صفحہ (76)** پر دیکھ سکتے ہیں۔

<u>پیراگراف(7)</u>: میں قولہ اوراس کا جواب

ہم نے کوئی شرارت نفس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا آپ ہی کی کتابوں سے سمجھا ہے۔ہم آپ سے سوال کررہے ہیں کہ جب آپ نبی کریم ﷺ کو خاتم النبیین مانتے ہیں اور جو احکام اللہ رسول کے ہیں اس کو ہی مانتے ہیں تو پھر احکام ولایت محمدی کیا ہوتے ہیں پانچ ارکان زمانہ نبوت کے ہم سر چھ ارکان زمانہ ولایت کیسے وجود میں آ گئے ہیں۔

قولنا جناب صدر مجلس تحفظ ختم نبوت آپ احکام ولایت جو فرض کئے گئے اس سے متعلق جاننا چاہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ان الذی فرض علیک القرآن لرآدک ال معاد

(القصص آیت نمبر85)

جس خدا نے آپ پر قرآن کو فرض کیا ہے وہ آپ کو اصلی وطن میں پھر پہنچائے گا۔

اس سے ظاہر ہے کہ قرآن کریم رسول اللہ ﷺ پر فرض تھا اسی طرح آپ کی امت پر بھی فرض ہوگا اور جو احکام قرآن کریم سے ثابت ہوں گے وہ بھی فرض ہوں گے۔

امام فخر رازی نے۔ **فرض علیک القرآن** ۔کی تفسیر میں یہ روایت کی ہے۔جس کا ترجمہ پیش ہے۔

ابو علی نے کہا کہ جس نے فرض کیا تجھ پر اس کے احکام اور اس کے فرائض کو

(تفسیر کبیر طبع الثانبول الجزالسادس صفحہ 633)

مثلاً خداوند تعالیٰ نے مسلمانوں کو کسی امر سے منع فرمایا تو اس امر کا ترک کردینا مسلمانوں پر فرض ہوجاتا ہے۔اس کی چند مثالیں درج کی جاتی ہیں۔

(1) **فلا تجعلوا الله انداد وانتم تعلمون (البقرة) آیت 22**

پس مت مقرر کرو واسطے اللہ کے شریک اور تم جانتے ہو۔

(2) **لاتلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون (البقره)**

حق کو باطل کے ساتھ مت ملاؤ اور حق کو مت چھپاؤ اور تم جانتے ہو۔

(3) **ثم اتموا الصیام الی اللیل ولا تباشرهن (البقره)**

پھر رات تک روزہ کو پورا کرو اور ان (عورتوں) سے مباشرت مت کرو۔

(4) **ولا تنکحوا المشرکت حتی یؤمن (البقره)**

اور نکاح نہ کرو مشرک عورتوں سے جب تک کہ وہ ایمان نہ لاویں۔

(5) **ولاتکتموا الشهادة (البقره)**

اور مت چھپاؤ شہادت کو۔

(6) **يا ايها الذين آمنوا لا تاكلوا الربوا ضعا فامظعفة (آل عمران)**

اے ایمان والو سود مت کھاؤ دونا دگنا کئے ہوئے۔

(7) **يا ايها الذين آمنوه لا تقربوا الصلوٰة وانتم سكارىٰ۔**

اے ایمان والو نماز کے نزدیک مت جاؤ ایسی حالت میں کہ تم حالت نشہ میں ہو۔

(8) **ولا تقتلوا اولادكم من املاق (الانعام)۔**

اور مت مارڈالو اپنی اولاد کو افلاس کے ڈر سے۔

(9) **ولاتكونن من المشركين (ہود)**

اور مت ہو مشرکین سے

(10) **ولاتقربوا الزنىٰ انه كان فاحشه (بنی اسرائیل)**

اور زنا کے نزدیک مت جاؤ تحقیق کہ وہ بے حیائی ہے۔

ان مثالوں سے واضح ہوگیا کہ خداوند تعالیٰ نے جس امر سے منع فرمایا ہے اس کا ترک کر دینا فرض ہے اور جس امر کی سزا خداوند تعالیٰ نے جہنم قرار دی ہو ظاہر ہے کہ اس کا ترک بدرجہ اولیٰ فرض ہوگا۔

اسی لیے ہم مہدویوں کے لیے حضرت امامنا مہدی موعود علیہ السلام نے جو امور قرآن سے تاکیداً اور وعیداً صادر ہوئے اس کو فرض قرار دیا ہے۔

یہاں تک وہ اس طرح ہیں: ہجرت، ترک دنیا، طلب دیدار خدا، صحبت صادقین، ذکر دوام، عزلت عن الخلق۔

یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ کلام اللہ میں کوئی امر یعنی حکم ہے تو اس کے مطابق عمل کرنا ایک راسخ العقیدہ مومن مسلمان پر فرض ہوجاتا ہے اور اگر کلام اللہ میں کوئی نہی (یعنی نہ کرنے کا حکم) ہے تو اس کے مطابق عمل کرنا فرض ہے۔ کلام اللہ میں بہ صیغۂ امر جو احکام دیے گئے ہیں تو

دیوبندیت میں فرض علیک القرآن۔ کے مطابق اگر پورا قرآن فرض ہوتا تو ترک دنیا، ہجرت وغیرہ سے متعلق اعتراض کر کے اپنی نامسلمانی کا ثبوت نہ دیتے۔

ان احکام ولایت پر ہم سرسری طور پر چند باتیں لکھیں گے اگر تفصیل چاہتے ہو تو ہماری کتب کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔

1. **ہجرت** :

تارکین ہجرت کے لیے اللہ تعالیٰ نے وعید نازل کی ہے۔

قالوا الم تکن ارض اللہ واسعۃ فتھا جروا فیھا فاولئک ماؤاھم جھنم (انساء)

فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ تعالیٰ کی زمین وسیع نہ تھی تم کو ترک وطن کر کے اس میں چلا جانا چاہیے تھا سو ان لوگوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔

اس آیت سے ظاہر ہے کہ ترک ہجرت کی سزا دوزخ ہے ایسی صورت میں ترک ہجرت کو ترک کرنی یعنی ہجرت کرنا فرض ہو جاتا ہے اگر ہجرت کے بارے میں تفصیلاً معلومات حاصل کرنا ہے تو ہمارے کتب کا مطالعہ کیجیے۔

2. **ترک دنیا**:

اللہ تعالیٰ نے مرید حیات دنیاں کی سزا دوزخ قرار دی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

من کان یریدالحیوۃ الدنیا وزینتھا نوف الیھم اعمالھم فیھا وھم فیھا لایبخسون اولئک الذین لیس لھم فی الارۃ الاالنار (ھود)

جو کوئی حیات دنیا وزینت دنیا کا ارادہ کرتا ہے ہم ان لوگوں کے اعمال دنیا ہی میں پورے کر دیتے ہیں اور ان کے لیے دنیا میں کچھ کمی نہیں ہوتی یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے لیے آخرت میں بجز دوزخ کے اور کچھ نہیں۔

اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

اُترکو الدنیا لاھلھا (اشعة اللمعات کنزل العمال)

دنیا کو اہل دنیا کے لیے چھوڑ دو۔

ترک دنیا کو آپ جیسے دیوبندی اور وہابی اس کو رہبانیت قرار دیتے ہیں آپ لوگوں کو یہ تک نہیں معلوم کہ دین رسول اللہ میں رہبانیت کس کو کہتے ہیں۔ حدیث نبوی میں لفظ رہبانیت جو آیا ہے آخر اس کا مفہوم کیا ہے دیکھیے صاحب مدارج النبوۃ نے یہ لکھا ہے۔

لارھبانیت فی الاسلام و مراد به رھبانیت ترك نکاح است

اسلام میں رہبانیت نہیں ہے اور رہبانیت سے مراد ترک نکاح ہے۔

اور ہم مہدویوں کے پاس ترک دنیا سے مراد زہد فی الدنیا ہے ترک نکاح نہیں ہے۔

3. طلب دیدار خدا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فمن کان یرجوا لقاء ربه فلیعمل عملا صالحا ولایشرک بعبادۃ ربه احدا (الکھف)

پس جو شخص اپنے پروردگار کے دیدار کا آرزومند ہے اس کو چاہیے عمل صالح کرنا چاہیے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے۔

انسان تو عبادت ہی کے لیے پیدا کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد اس پر دلالت کرتا ہے۔

وما خلقت الجن والانس الالیعبدون(ذاریات)

نہیں پیدا کیا میں نے جن وانس کو مگر عبادت کرنے کے لیے

اور عبادت کس طرح ہونی چاہیے رسول اللہ ﷺ نے اس کی صراحت فرمادی ہے۔

ان تعبدلله کانک تراہ (مشکوٰۃ شریف)

اللہ کی اس طرح عبادت کر گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے

تو معلوم ہوا کہ انسان دیدارحق ہی کے لیے پیدا ہوا ہے ایسی صورت میں طلب دیدارحق کس طرح فرض نہ ہو۔ اسی لیے حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر مرد و زن پر خدا کے دیدار کی طلب فرض ہے۔

4. صحبت صادقین:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

یا ایها الذین آمنوا تقوا الله و کونو مع الصادقین (سورۃ توبہ)

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور صادقین کے ساتھ رہو۔

آیت کونو امع الصادقین کی تفسیر میں صاحب کشاف نے لکھا ہے:

یہی وہی لوگ ہیں جو صادق ہیں دین میں نیت میں قول میں عمل میں

ایسے لوگ جو نیت قول اور عمل میں صادق ہوں قیامت تک ہو سکتے ہیں نیز کلام اللہ کے احکام ہمیشہ کے لیے ہیں کسی خاص زمانہ کے لیے مختص نہیں ہیں۔

5. ذکر دوام :

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فاذکر الله قیاما وقعود اوعلی جنوبکم (النساء)

پس اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو کھڑے بھی بیٹھے بھی اور لیٹے بھی۔

اس آیت کے ذیل میں محمد ابن جریر طبری نے تفسیر جامع القرآن میں یہ روایت کی ہے۔ حدیث بیان کی مجھ سے مثنی نے انہوں نے کہا کہ ابوصالح نے بیان کیا کہا کہ معاویہ نے علی بن طلحہ سے بیان کیا اور انہوں نے ابن عباس سے اللہ تعالیٰ کا قول فاذکر واللہ قیاما الی آخرہ ۔اس

کے بارے میں ابن عباسؓ کہتے ہیں ۔اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کوئی فرض فرض نہیں کرتا مگر یہ کہ اس کے لیے کوئی جز ومعین کیا پھر اسکے عذر کرنے والے کا عذر قبول کیا سوائے ذکر کے اور کسی کو معذور نہیں رکھا ذکر میں بجز ایسے شخص کے جو فاتر العقل ہو گیا ہو اللہ نے فرمایا ذکر و اللہ کا اٹھنے' بیٹھنے میں بھی لیٹنے میں بھی رات کو بھی' دن کو بھی خشکی میں بھی' تری میں بھی سفر میں بھی' حضر میں بھی دولتمندی میں بھی' فقر میں بھی' بیماری میں بھی تندرستی میں بھی' پوشیدگی میں بھی علانیہ میں بھی ہر حال میں ۔

اس روایت سے ظاہر ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک ذکر الٰہی ہر جگہ ہر وقت اور ہر حالت میں فرض ہے۔

محمد ابن جریر طبری نے آیۃً اذکر اللہ ذکراً کثیرا کی تفسیر میں یہ لکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ کہتا ہے اے وہ لوگو کہ اللہ اور اس کے رسول کی تصدیق کی ہے اپنے دلوں سے زبانوں سے اور بقیہ اعضاء سے اللہ کا بہت ذکر کرو تمھارا جسم کسی حالت میں بھی اس کے ذکر سے خالی نہ رہے ۔(جامع البیان فی تفسیر القرآن الجزاء الاول صفحہ 93)

6. عزلت از حلق :

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

واذکر اسم ربک و تبتل الیه تبتیلا (مزمل)

اپنے پرورد گار کا نام یاد کرا اور اس کی طرف منقطع ہو جا جیسا کہ منقطع ہونا چاہیے

اس آیت میں رسول اللہ ﷺ سے خطاب ہے لیکن باعتبار مفہوم یہ حکم عام ہے ۔امام جصاص نے آیہ **فاعرض عنهم حتی یخوضوا فی حدیث غیره** کے ذیل میں لکھا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا اتباع ان تمام امور میں ہم پر فرض ہے جن کا اللہ نے حضرت کو حکم دیا ہے ۔احکام القرآن (طبع قسطنطنیہ) الجز الثالثہ صاحب معالم التنزیل نے تبتل الیہ کی تفسیر میں یہ

بیان کیا ہے۔

ابن زید نے کہا کہ تبتل کے معنی دنیا و مافیھا کے ترک کرنے اور اللہ کے پاس جو ہے اس کو طلب کرنے کے ہیں (معالم التنزیل (طبع بمبئی) المجلد الرابع، صفحہ 94)

امام فخر الدین رازی نے تبتل الیہ تبتیلا کے ذیل میں یہ روایتیں درج کی ہیں۔

فراء نے کہا ہے کہ عابد کے لیے تبتل کا لفظ کہا جاتا ہے جب کہ وہ ہر چیز کو ترک کر دے اور عبادت کی طرف متوجہ ہو جائے یعنی ہر چیز سے منقطع ہو کر اللہ کے حکم اور اطاعت کی طرف متوجہ ہو گیا۔ زید بن اسلم نے کہا کہ تبتل کے معنی ہیں دنیا و مافیہا کو ترک کر دینا اور جو اللہ کے پاس ہے اس کا طلب کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وذرالذین اتخذوادینھم لعباد لھوا وغرتھم الحیواۃ الدنیا (الانعام)

ایسے لوگوں سے بالکل کنارہ کش رہ جنہوں نے اپنے دین کو لہو لعب بنا رکھا ہے اور حیات دنیوی نے انہیں دھوکہ میں ڈال رکھا ہے۔

اس آیت سے ظاہر ہے کہ ان لوگوں سے انقطاع کیا جائے جنہوں نے اپنے دین کو کھیل اور تماشا بنا رکھا ہے۔ امام مہدی موعود علیہ السلام نے بھی وجود حیات دنیا کو کفر کہا ہے۔ ایسی صورت میں ان لوگوں سے کس طرح عزلت اختیار نہ کی جائے جنہیں حیات دنیا نے دھوکہ میں رکھا ہے۔

حضرت سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ **قال علیک بالعزلۃ فانھا عبادۃ** (کنز العمال جلد دوم صفحہ 170) کہا کہ تجھ پر عزلت لازم ہے اس لیے کہ وہ عبادت ہے صاحب العقد الفرید نے یہ روایت کی ہے۔ **قال لاتدعوا حظکم من العزلۃ فان العزلۃ لکم عبادۃ** (لعقد الفرید جزو اول صفحہ 392) یعنی رسول اللہ صلعم نے فرمایا تم اپنا بہرہ عزلت نہ چھوڑو اس لیے

کہ عزلت تمہارے لیے عبادت ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ مذہب مہدویہ میں عزلت سے مراد اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق غیر صادقین سے کنارہ کش ہوجانا ہے۔

7. **توکل** :

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فتو کل علی الله ان الله یحب المتو کلین (آل عمران)

پس اللہ پر توکل کرو تحقیق کہ اللہ تعالیٰ متوکلین کو دوست رکھتا ہے۔

محمدان جریر طبری نے **وعلی الله فلیتکل المومنون** کی تفسیر میں یہ لکھا ہے۔

لیکن اے مومنو اپنے رب پر بھروسہ کرو اس کے سوا جتنی مخلوق ہے سب کو چھوڑ کر۔

صاحب معالم التنزیل نے **وعلی الله فلیتوکل المومنون** کے ذیل میں یہ بیان کیا ہے کہا گیا ہے کہ توکل یہ ہے کہ تو اللہ سے سرکشی نہ کرے رزق کے لیے کہا گیا ہے کہ نہ طلب کرے تو اپنے نفس کے لیے مددگار سوائے اللہ کے اور نہ اپنے رزق کے لیے کوئی خازن سوائے اللہ کے اور نہ اپنے عمل کے لیے کوئی شاہد سوائے اللہ کے۔

تفسیر بیضاوی میں **وعلی الله فلیتوکل المومنون** کے ذیل میں یہ مذکور ہے۔

پس چاہیے کہ خاص اس پر توکل کریں جب ان کو معلوم ہو چکا کہ اس کے سوا ان کا کوئی ناصر نہیں ہے اور اس پر ایمان لائے۔

امام فخر الدین رازی نے **وعلی الله فلیتوکل المومنون** کی تفسیر یہ لکھا ہے کہ:

واجب ہے کہ مومن توکل نہ کرے مگر اللہ پر اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد۔ اللہ پر مومنین توکل کرتے ہیں مفید حصر ہے یعنی مومنین اللہ ہی پر توکل کریں کسی غیر پر نہیں۔ **وعلی الله فلیتوکل المومنین** کی صفت میں بیان کیا گیا ہے جو ایمان کی صفت ہے اور جس پر حصول ایمان موقوف ہو

اس کا حاصل کرنا فرض ہے۔لیکن ان کے مدارج مختلف ہیں۔حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے حضرت بلالؓ کے پاس کھجوروں کی تھیلی دیکھ کر فرمایا اے بلال کیا تمہیں اس کا ڈر نہیں کہ قیامت کے دن دوزخ کی آگ میں اس کا دھواں دیکھیں خرچ کرو اور تنگدستی کا خوف نہ کرو۔اس حدیث کے ذیل میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے یہ لکھا ہے۔

یہ ارشاد ہے جو مقام توکل اور اعتماد علی الحق سے متعلق ہے رسول اللہﷺ کی عادت شریف تھی کہ آنے والے دن کے لیے کچھ جمع نہیں کرتے تھے۔ترمذی نے یہ روایت کی ہے کہ:

کان النبی صلی اللہ علیہ و سلم لایذخر شیاً لغداً (اشعۃ اللمعات)

یعنی رسول اللہﷺ آنے والے دن کے لیے کچھ ذخیرہ نہ فرماتے تھے۔

حضرت امامنا مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا۔مومن ذخیرہ نہ کند۔مومن ذخیرہ نہیں کرتا اس حدیث کی توضیح ہے۔

دائرہ مہدویہ میں بھی یہی عمل تھا جیسا کہ ملا عبدالقادر بدایونی نے منتخب التواریخ میں بیان کیا ہے کہ اس کے الفاظ یہ ہیں۔

ترجمہ: خداوندے تعالیٰ کی رزاقی پر انتہا درجہ اعتماد ہونے کی وجہ سے اسباب معیشت میں سے کوئی چیز اپنے ساتھ نہیں رکھتے تھے ان کا دستورالعمل یہ تھا روز نو کے ساتھ روزی نو۔

مذکورہ فرائض ولایت جس پر جناب صدر مجلس تحفظ ختم نبوت کو اعتراض ہے۔دو قسم کی آیتوں پر مبنی ہے بعض میں کسی امر کے کرنے کی سزا آتش دوزخ ہے۔لہذا اس امر کا ترک کرنا فرض ہوا بعض آیتوں میں مسلمانوں کو بہ صیغۂ امر حکم دیا گیا ہے اور کوئی قرینہ صارفہ نہیں ہے۔لہذا ان احکام پر بھی عمل کرنا فرض ہو جاتا ہے اس کو مستحب کہنا ایسا ہی ہے جیسا کہ حرام کو مکروہ قرار دینا ہے۔مثلاً خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ولا تقتلوا انفسکم اور تم ایک دوسرے کو قتل نہ کرو۔ایک

دوسرے کو قتل کرنا حرام ہے کیا کوئی اس کو مکروہ قرار دے سکتا ہے۔

صفحہ 3 پر صدر مجلس ختم نبوت کی طرف سے جو اعتراض کئے گئے ہیں وہ اس طرح ہیں:

(1) ایسا ہم سر رسول جو بال برابر بھی کم نہ ہو کیسے مانتے ہیں۔(2) ان پر حکم خدا بلاواسطہ آنے کا عقیدہ کس بنا پر رکھتے ہیں۔ (3) جب وہ نیا دین نہیں لائے تو ان معصوم عن الخطاء ہونے کی کیا ضرورت ہے۔اس کی تو صرف نبیوں کے لیے ضرورت ہے۔ (4) ان کے قول فعل اور اقدامات کا بہ حکم خدا ہونا کیوں مانتے ہیں۔

قولنا اس بارے میں یعنی عقیدہ تسویت یعنی رسول و مہدی کو ہم سر ماننے کے بارے میں مخالفین مہدویہ کو یہ شبہ ہے کہ مہدویوں کا عقیدہ امام مہدی موعود علیہ السلام کے مراتب میں کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ ﷺ سے ہٹا ہوا ہے یہ معاندین مہدویہ کا ہم مہدویوں پر افتراء و بہتان عظیم ہے۔ہم یہاں اس مسئلہ میں نہایت مختصر بحث قرآن و حدیث سے کرنا چاہتے ہیں طوالت کا خوف ہے کیونکہ اس مختصر مضمون میں ضرورتاً جو باتیں ضروری ہیں ان کو ہی پیش کریں گے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

لیس کمثله شئی وهو السمیع البصیر (شورع)

کوئی چیز اس کی مثل نہیں ہے اور وہی سننے والا دیکھنے والا ہے۔

اس آیت سے ثابت ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات بے مثل ہے اور صرف اللہ ہی کی مثل ممکن نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے۔

لم یکن له کفوا احد (الاخلاص)

اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے

اس کے ذیل صاحب تفسیر التیسیر نے یہ لکھا ہے۔

ای نظیر او شبھا

یعنی نظیر اور مانند

اس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نظیر نہیں ہوسکتی لیکن احادیث سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ ہر نبی کی نظیر ممکن ہے۔

ابن عباس کی روایت سے ظاہر ہے کہ ہر نبی کی ایک نظیر ہوتی ہے جلال الدین سیوطی صاحب الدررالمنثور نے **الله الذی خلق سبع سموات** کے ذیل میں یہ روایت کی ہے جس کا ترجمہ پیش کیا جارہا ہے تاکہ طوالت سے مضمون کو محفوظ رکھ سکیں اگر ضرورت محسوس ہوتو انشاءاللہ متن بھی پیش کیا جائے گا۔

تخریج کی ہے ابن جریر اور ابی ابن حاتم اور حاکم نے اور حاکم نے اس حدیث کو صحیح مانا ہے ان کے علاوہ بیہقی نے شعب الایمان میں اور کتاب الاسماء والصفات میں اس کی تخریج کی ہے کہ ابوالضحی نے ابن عباسؓ سے آیۃً **من الارض مثلھن** کے ذیل میں یہ روایت کی ہے کہ ابن عباسؓ نے کہا سات زمین ہیں ہر زمین میں تمہارے نبی کے جیسا نبی ہے آدم کے جیسا آدم اور نوح جیسے نوح اور ابراہیم جیسے ابراہیم اور عیسیٰ کے جیسے عیسیٰ۔ بیہقی نے کہا کہ اس کی سند صحیح ہے لیکن یہ شاذ ہے مجھے اس کا علم نہیں کہ اس روایت میں ابوالضحی کا اور بھی کوئی متابع ہے۔

شہاب الدین قسطلانی نے بھی ارشادالساری میں یہی حدیث حاکم اور بیہقی کے حوالے سے روایت کی ہے اور اسی آیت کے تحت میں تفسیر ابن کثیر نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔

مولوی عبدالحی فرنگی محلی نے اس حدیث کے اثبات میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے موسوم بہ **زجر الناس علی انکار حدیث ابن عباس** یہ رسالہ بڑی تقطیع کے اکتیس سطری بارہ صفحوں پر مشتمل ہے اس میں یہ لکھا ہے۔

اس کا ترجمہ یہ ہے:

پس ان اکابر کے کلام کو دیکھ تجھ پر ظاہر ہوجائے گا کہ اس روایت میں قوت ہے۔اس لیے کہ یہ مختصر بھی روایت کی گئی ہے اور مطول بھی ایک دوسرے کی مثبت اور مؤید ہے روایت مختصر کے باب میں حاکم نے یہ کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور ذہبی نے بھی اس باب میں حاکم کی موافقت کی ہے اور ابن حجر عسقلانی نے یہ فیصلہ کردیا کہ اس کی سند صحیح ہے۔

اس کے بعد مولوی عبدالحئ فرنگی محلی نے اس امر سے بحث کی ہے کہ بیہقی کا اس روایت کو شاذ کہنا اس کی صحت کی منافی نہیں ہے اس سلسلہ میں تفصیلاً بحث کرکے یہ ثابت کردیا ہے کہ یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔

مولوی عبدالحئ فرنگی محلی نے اپنی دوسری کتاب **دافع الوسواس عن اثر ابن عباس** میں یہ لکھا ہے جاننا چاہیے کہ اثر ابن عباس صحیح السند ہے۔ روایت اس کی معتمد ہے وقف اس کا صوری ہے حقیقت میں وہ مرفوع حکمی ہے شذوذ واختلاط واجمال وغیرہ اس کی صحت میں قادح نہیں ہے۔مضمون اس کا مخالف قرآن و حدیث و اجماع نہیں (دافع الوسوس طبع مطبوع علوی لکھنوصفحہ 22)

حاصل یہ کہ ابن عباس کی روایت صحیح ہے اس کے علاوہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام **یشبه فی الخلق** (اشعۃ للمعات جلد چہارم صفحہ 321) یعنی مشابہ ہوگا اخلاق میں رسول اللہ ﷺ کے) کا مصداق اتم ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کا اللہ تعالیٰ نے اس طرح ذکر کیا ہے۔ **وانک لعلی خلق عظیم** (اور بیشک آپ خلق عظیم پر ہیں) پس حدیث اور آیت میں تطبیق کرنے سے ثابت ہوا کہ امام مہدی خلق عظیم سے موصوف ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد **خلقه خلقی** (کنزل العمال جلد ہفتم 188) مہدی کا خلق میرا خلق ہوگا۔

اس سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ امام مہدی صورت اور سیرت میں رسول اللہ ﷺ کے

پورے مشابہ ہوں گے۔اس حدیث اور روایت زیر بحث سے یہ ثابت ہے کہ امام مہدی موعود علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کی نظیر ہیں۔

اب رہا یہ کہنا رسول اللہ ﷺ کی نظیر عقلاً ممکن نہیں ہے تو یہ بحث ہندوستان میں سب سے پہلے مولوی فضل حق خیر آبادی المتوفی 1378ھ) نے شاہ اسماعیل المتوفی 1246ھ نبیرہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی) کے مقابلہ میں اٹھائی تھی فضل حق خیر آبادی نے 1241ھ میں اس بات میں تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغوی لکھا اس کا جواب مولوی حیدر علی رامپوری متوطن ٹونک (المتوفی 1273ھ) نے دیا مولوی فضل حق خیر آبادی نے یہ بطور جواب الجواب کتاب امتناع النظیر لکھی۔

فضل حق خیر آبادی نے اپنی کتاب کا نام ہی امتناع النظیر رکھا حالانکہ ابن عباس کی روایت سے جس کے اثبات میں مولوی عبدالحی فرنگی محلی نے دو رسالہ لکھے ہیں ہر نبی کی نظیر ہونا ممکن ہے۔

مولوی عبدالحق فرنگی محلی نے اپنے رسالہ کا نام زجر الناس علی انکار حدیث ابن عباس رکھا ہے۔

یہاں الناس سے مراد غالباً مولوی فضل حق اور ان کی جماعت ہے کیونکہ انہی لوگوں کو اس حدیث کے مفہوم سے شدید انکار تھا۔

مصنف امتناع النظیر نے ابن عباس کی روایت فی کل ارض نبی کنبیکم کا نہ تو ذکر کیا اور نہ اس سے تعرض کیا کوئی ایسی کتاب جس کا موضوع امکان نظیر ہو یا امتناع نظیر اس میں حدیث ابن عباس سے بحث نہ کی جائے تو وہ محدثین اور متکلمین کے نزدیک قالب بے جان ہی متصور ہوگی۔

جب یہ مسئلہ امتنا النظیر کا مولانا مولوی عبدالصمد قندھاری سے جو حیدرآباد کے جید علماء میں سے تھے۔مولوی عبدالحق خیر آبادی کے جو آبائی شبہات تھے مولوی محمود نے فاضل قندھاری

سے بیان کیے۔خصم کے استدلال کی بنیاد رسول اللہؐ کا ختمیت سے متصف ہونا تھا فاضل قندھاری نے جواب دیا کہ اس کے باوجود رسول اللہﷺ کا وجود تین حال سے خالی نہیں واجب ہوگا یا ممتنع لذاتہ ہوگا یا ممکن واجب تو ہو ہی نہیں سکتا اس لیے کہ رسول اللہﷺ کا وجود واجب تسلیم کرلیا جائے تو تعدد باری لازم آئے گا۔ممتنع لذاتہ بھی نہیں ہوسکتا کیونکہ ممتنع لذاتہ اس کو کہتے ہیں جو معدوم محض ہو حالانکہ رسول اللہﷺ کا وجود ظہور میں آچکا اب صرف تیسری صورت رہ جاتی ہے یعنی رسول اللہ ﷺ کا وجود ممکن ہے جب ایک شئی ممکن ہو تو اس کی نظیر کس طرح غیر ممکن ہوگی حاصل یہ کہ نظیر ممکن ممکن ہے۔اس وقت فاضل قندھاری نے دلیل نقلی کے طور پر حدیث فی کل ارض نبی کنبیکم پیش کی ۔مولوی عبدالصمد قندھاری نے وہ تقریر جس کا خلاصہ یہاں پر درج کیا گیا ہے مولوی عبدالحق خیرآبادی کی موجودگی میں کی لیکن فاضل خیرآبادی نے اس استدلال سے کوئی تعرض نہیں کیا۔

مولوی حیدرعلی رامپوری نے یہ بحث کی ہے کہ خاتم الانبیاء کے ہم مرتبہ ہونے کے لیے خاتم الانبیاء ہونا ضروری نہیں ہے اس کے ذیل میں یہ لکھا ہے۔

> مراد تسویت اور برابری ہے شرف عزت میں گو اس کے وجوہ اور اسباب دو متساوی میں مختلف ہوں جیسا کہ زید مہتمم ملک ہے اور عمر مہتمم لشکر ہے اور بادشاہ کے نزدیک دونوں شرف اور عزت میں برابر رکھتے ہیں پس کہہ سکتے ہیں کہ دونوں بادشاہ کے نزدیک مستاوی یعنی برابر ہیں۔

اس کے علاوہ جناب صدر تحفظ ختم نبوت کے مقتداء جناب محمد اسمعیل صاحب دہلوی نے اپنی کتاب ایکروزی کے صفحہ 144 مطبوعہ فاروقی پر لکھا ہے کہ حضور علیہ الصلواۃ والسلام کا مثل ونظیر ممکن ہے۔اپنے اکابر کا خود یہی اعتقاد رکھنے کے باوجود مہدویوں پر اعتراض کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔

حاصل یہ کہ رسول اللہ ﷺ کی نظیر کا ممکن ہونا عقلاً اور نقلاً درست ہے اور وہ امام مہدی موعودؑ صاحب بینہ کے سوا اور کوئی نہیں ہوسکتا خصوصاً جب کہ امام مہدی موعود علیہ السلام کا شیطان بھی رسول اللہ ﷺ کے شیطان کی طرح مسلمان ہو چکا ہو اور امام مہدی علیہ السلام کا ایمان رسول اللہ ﷺ کے ایمان کی طرح کامل ہو۔ یہاں یہ بات سمجھنا ضروری ہے رسول للہ ﷺ کے افضل الانبیاء ہونے سے متعلق مولف ہدیہ مہدویہ زمان خاں نے یہ بیان کیا ہے کہ احادیث صحیحہ نص صریح ہیں فضلیت خاتم المرسلین میں (ہدیہ مہدویہ صفحہ 20)

رسول اللہ نے اپنے مراتب سے متعلق مامور من اللہ کی حیثیت سے خبر دی ہے موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام نے آپ کی بعثت سے متعلق جو خبر دی ہے صرف یہی مدار و مراتب نہیں ہوسکتا۔

اسی طرح امامنا علیہ السلام کو مہدی آخر الزمان مان لینے کے بعد آپ کے ارشادات کے مطابق آپ کے ارشادات سے آپ کا جو مرتبہ ثابت ہو جائے اس سے کوئی مہدوی انکار نہیں کرسکتا جس طرح رسول اللہ ﷺ کے ارشادات سے رسول اللہ ﷺ کا جو مرتبہ ثابت ہو جائے کوئی مسلمان کسی طرح انکار نہیں کرسکتا۔ یوں بھی ہر وہ امر دینی جو امامؑ کے ارشاد سے ثابت ہو جائے وہ بھی شریعت ہے البتہ آپ کے منکرین کے اعتراض دفع کرنے کے لیے آپؑ کے ارشاد کی وضاحت قرآن وحدیث سے ہم کرتے آئے ہیں انشاءاللہ تعالیٰ ضرور کریں گے۔ مولوی حیدر علی رامپوری نے جو بحث کی ہے کہ خاتم الانبیاء کا ہم مرتبہ ہونے کے لیے خاتم الانبیاء ہونا ضروری نہیں ہے۔ احادیث سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ مہدی خلیفۃ اللہ بھی ہیں ختمیت سے متصف بھی ہیں یعنی خاتم دین ہیں یہاں ہم مختصر دلیل دیں گے کیونکہ مضمون بہت طویل ہوتا جارہا ہے۔ انشاءاللہ اگر ضرورت پڑی تو اس کے لیے بھی ہم تیار ہیں۔

صاحب عقدالدرر نے الباب السابع میں یہ روایت کی ہے۔

عن علی ابن ابی طالب رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه و سلم المهدی منا یختم الله به الدین کما فتحه بنا اخرجه الحافظ ابوبکر البیهقی (عقدالدرالباب الثانی)

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مہدی ہمیں میں سے ہے ختم فرمائے گا اللہ تعالیٰ اس پر دین کو جس طرح کہ شروع کیا ہے اس کو ہم سے تخریج کی اس کی حافظ ابوبکر بیہقی نے۔

میاں عبدالملک سجاوندی نے مہدی کے معصوم ہونے کے باب میں یہ لکھا ہے۔

یفهم من الاحادیث الاثار والاقوال انه معصوم

(منهاج التقویم صفحه 108)

احادیث آثار اور اقوال سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ مہدی معصوم ہیں۔

ابن ماجہ نے ثوبان کی روایت سے جو حدیث باب المہدی میں درج کی ہے اس کے آخر میں یہ الفاظ ہیں۔

فبایعوه ولوحبوا علی الثلج فانه خلیفة الله المهدی

پس اس سے بیعت کرو اگرچہ تمہیں برف پر سے رینگتے جانا پڑے پس وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے۔

خلیفۃ اللہ بھی نبی کی طرح معصوم ہوتا ہے جیسا کہ ذیل کی حدیث سے ظاہر ہے۔

حضرت ابی سعیدؓ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ نہیں بھیجا اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی اور نہ بنایا کسی کو اپنا خلیفہ مگر یہ کہ اس کے لیے دو اندرونی دوست ہوتے ہیں ایک اس کو حکم دیتا ہے معروف کا اور اس کو اسی پر آمادہ کرتا ہے اور دوسرا اس کو حکم دیتا ہے شر کا اور اس کو اسی پر برانگیختہ کرتا ہے اور معصوم وہی ہے جس کو اللہ

بچائے (گناہ سے) روایت کی ہے اس کی بخاری نے ۔ (اشعۃ اللمعات جلد ثالث 309)

اس سے ظاہر ہے کہ خلیفہ بھی اسی معنی میں معصوم ہے جس معنی میں کہ نبی معصوم ہوتا ہے پس مذکورہ حدیث میں خلیفہ سے مراد وہ خلیفہ ہے جس کو خلافت حق حاصل ہے یعنی خلیفۃ اللہ سے وہ خلفاء مراد نہیں ہو سکتے جنہیں صرف ریاست خلق حاصل تھی ۔

کلام اللہ میں نبی کے لیے بھی لفظ خلیفۃ آیا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد یہ ہے ۔

یاداؤد انا جعلناک خلیفة فی الارض (سورۃ ص آیت نمبر 26)

اے داؤد تحقیق ہم نے تجھ کو زمین پر خلیفہ بنایا ہے

یہ اس لیے کہ خلیفہ اللہ بھی نبی کی طرح معصوم ہوتا ہے ۔

یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی مہدی خلیفۃ اللہ کو انبیاء کی طرح دافع ہلاکت امت قرار دیا ہے جیسا کہ رزین کی مندرجہ ذیل روایت سے ظاہر ہے ۔

کیف تھلک امة انا اولھا والمھدی وسطھا والمسیح آخرھا

(اشعة اللمعات جلد ثالث صفحه 309)

کیونکر ہلاک ہوگی وہ امت جس کے اول میں میں ہوں اور مہدیؑ اس کے درمیان میں ہیں اور عیسیٰ ابن مریم مسیح اس کے آخر میں ہوگا ۔

اس حدیث کے ذیل میں میاں عبدالملک سجاوندی نے یہ لکھا ہے ۔

نبی علیہ السلام نے مہدی کا ذکر دو نبیوں کے درمیان میں کیا ہے اور عذاب استیصال (بیخ کنی) سے امت کی نجات کا سبب آپؑ کو بنایا جیسا کہ اپنی ذات کو اور عیسیٰ کو امت کی نجات کا سبب بنایا پس ان تینوں کے وجود سے ہلاکت کی نفی کی گئی پس اگر مہدی معصوم نہ ہوتو افراد امت میں سے ایک فرد ہوتے پس کس

طرح امت کی نجات کا سبب ہوتے۔

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح مہدی کا دافع ہلاکت امت اور امت کی نجات کا سبب ہونا ہی مہدیؑ کے معصوم ہونے کی دلیل ہے۔

سنن ابن ماجہ میں مہدی کے باب میں یہ بھی آیا ہے۔

يصلحه الله في ليلة

اللہ تعالیٰ مہدی میں ایک ہی رات میں صلاحیت پیدا کر دے گا۔

مذکورہ حدیث سے ثابت ہے کہ مہدی کو اللہ تعالیٰ سے بلاواسطہ فیض حاصل ہوگا اور جس کو اللہ تعالیٰ سے بلاواسطہ فیضان مل جائے وہی امت کی نجات کا سبب ہے۔ وہی دافع ہلاکت امت ہے اور وہی معصوم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مہدی سے متعلق فرمایا کہ **خلقه خلقي** (عقد الدرر الباب الثانی) یعنی مہدی کا خلق میرا خلق ہوگا) بھی فرمایا ہے۔

اگر مہدی رسول اللہ کی طرح معصوم نہ ہوں تو آپ کا خلق رسول اللہ کا خلق کس طرح ہو جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے مہدیؑ سے متعلق خبر دی ہے۔

يختم الله به الدين كما فتحه بنا (عقدالدر الباب الاول)

اللہ تعالیٰ اس پر دین کو ختم فرمائے گا جس طرح کہ اس کو ہم سے شروع کیا ہے۔

جب دین کا آغاز نبی معصوم سے ہوا ہے تو اس کی ختمیت ایک غیر معصوم پر کس طرح قرار پائے گی یہ حدیث بھی اس بات کی دلیل ہے کہ مہدی معصوم ہوگا رسول اللہ ﷺ نے مہدی سے متعلق یہ بھی فرمایا ہے۔

يقوم بالدين في آخر الزمان كما قمت به في اول الزمان (عقد الدر الباب اسابع)

وہ آخر زمانہ میں دین کو اس طرح قائم کردے گا جس طرح کہ اول زمانہ میں
میں نے اس کو قائم کیا ہے۔

ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی طرح جو معصوم نہ وہ رسول اللہ ﷺ کی طرح قائم بالدین نہیں ہوسکتا۔ یہ حدیث بھی مہدی کے معصوم ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

چنانچہ حضرت ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ حدیث میں بھی اس بات کی صراحت ہے کہ (تسویت) یعنی مہدیؑ کا مقام مرتبہ کے متعلق لوگوں نے سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا۔ جس کا ترجمہ پیش ہے۔

حدیث بیان کی ہم سے یحیٰی نے السری بن یحیٰی سے اور انہوں نے ابن سیرین سے ان سے کہا کہ مہدی بہتر ہیں یا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کہا کہ وہ دونوں سے بہتر ہیں اور نبی علیہ السلام کے برابر ہیں (کتاب الفتن (حدیث عربی قلمی نمبر 1374) اسٹیٹ سنٹرل لائبریری' حیدرآباد)

حدیث بیان کی ہم سے خمرۃ نے ابن شوذب سے اور اس نے محمدؐ ابن سیرین سے کہ انہوں نے ذکر کیا فتنہ کا جو ہوگا اور کہا کہ اس وقت تم اپنے گھروں میں بیٹھے رہو یہاں تک کہ تم لوگوں سے سن لو ایک ایسے شخص سے متعلق جو ابوبکر اور عمر سے بہتر ہوگا کہا گیا کیا ابوبکر وعمر سے بہتر ہوگا کہا کہ بعض انبیاء پر بھی اس کو فضیلت دی جاتی تھی۔

مذکورہ روایتوں کی تخریج نعیم بن حماد نے کتاب الفتن میں کی ہے یہ روایتیں صاحب عقد الدرر نے بھی الباب السابع میں درج کی ہیں ان روایتوں سے ثابت ہے کہ مہدی بعض انبیاء سے افضل اور ہمارے نبیؐ کے برابر ہوں گے۔

ابن سیرین کی ولادت 21 ھ میں اور جن کی رحلت 110 ھ میں ہوئی یہ کبار تابعین سے

ہیں اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ 178 (جامع التواریخ (طبع نولکشور صفحہ 160) محدثین کی اصطلاح میں حدیث کا اطلاق کس کس پر ہوتا ہے اس کی تفصیل مولوی عبدالحی لکھنوی نے اس طرح کی ہے۔

حدیث اصطلاح محدثین میں عام ہے قول رسول وقول صحابی وقول تابعی ہے جیسا کہ سیوطی نے تدریب الرادی شرح تقریب النوادی میں لکھتے ہیں۔

طیبی نے کہا کہ حدیث عام ہے قول رسول ﷺ یا قول صحابی یا قول تابعی اوران کے فعل اوران کی تقریر ہے اس کے علاوہ ہم کئی اولیا اللہ کے عقائد اس سلسلہ میں لا سکتے تھے لیکن یہ موقع اس کا متقضی نہیں ہے یہ مسئلہ حقائق ومعارف سے متعلق ہے اور ہم مہدویوں کا مسلک اس مسئلہ میں عین مذاہب اہل حقائق یعنی محققین صوفیائے کرام کا ہے یہ بڑا معرکتہ الآرا مسئلہ ہے جس کی تفصیل کی اس مختصر میں گنجائش کہاں۔لہذا اختصار کے ساتھ اس کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے۔

پیراگراف (8) سوال قولہ

(الف) مہدیت اور نبوت میں نام کا فرق ہے کام اور مقصود دونوں کا ایک ہی ہے (شواہد)

(ب) حضرت مہدیؑ کے وہ دعویٰ کیا ہے جو سوائے پیغمبروں کے (کسی کے لیے) سزاوار نہیں (شواہد)

(ج) معلوم ہوا کہ یہاں متبوع کا تابع (مہدی موعود) مفروض الدعوت مفترض الطاعہ اور جمیع حالات میں اپنے متبوع (نبی کریمؐ) کے برابر ہے (مژدہ آیات)

قولنا اس میں جناب جمال الرحمٰن صاحب اوران کی جماعت کا مقصد یہی معلوم ہوتا ہے کہ کسی ڈھب سے بھی مہدویہ کی بدنمائی ظاہر کردی جائے شاید وہ خدائے تعالیٰ کے اس فرمان سے غافل ہیں کہ لایحیق المکر السئی الا باھلہ (بری تدبیر خود بری تدبیر کرنے والوں پر الٹ

پڑتی ہے۔

جناب جمال الرحمٰن صاحب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ ابھی نبیؐ کی خصوصیات سے بالکل ناواقف ہیں آپ کو اسلامی تعلیمات کا گہرائی سے مطالعہ کرنے کی سخت ضرورت ہے آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ لوازمات نبوت میں دعویٰ نبوت کو آپ نے یکسر نظر انداز کر دیا ہے جو کسی کے نبی ہونے کے لیے سب سے زیادہ ضروری شرط ہے کہ اگر کسی شخص میں نبوت کے لوازمات پائے جائیں مگر وہ اپنے نبی ہونے کا دعویٰ نہ کرے تو صرف ان امور کے پائے جانے سے وہ شخص نبی نہیں کہلاتا چنانچہ حضرت محمدؐ کی نبوت ثابت کرنے کے لیے علم کلام کی کتابوں میں لوازمات نبوت کی جو بحث کی جاتی ہے اس میں حضرت کے دعویٰ نبوت کرنے کو خاص اہمیت کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے جیسا کہ شرح مقاصد میں بطور حصر لکھا ہے کہ محمد ﷺ کے نبی ہونے کی دلیل یہی ہے کہ حضرت نے دعویٰ نبوت کیا ہے اور معجزہ ظاہر فرمایا ہے اور جو شخص ایسا ہو (یعنی دعویٰ نبوت کرے اور اس سے معجزہ ظاہر ہو) وہ نبی ہے چنانچہ اس کی اصل عبارت یہ ہے۔

والمبحث الاول محمد رسول الله حجتنا انه عليه السلام ادعى النبوة واظهر المعجزة وكل من كان كذلك فهو نبى لما بينا اما دعوى النبوة فبالتواتر حتى جرت مجرى الشمس فى الوضوح والاشراف

پہلا مبحث اس بیان میں محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں ہماری دلیل یہ ہے کہ محمد صلعم نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور معجزہ ظاہر فرمایا ہے اور ہر وہ شخص جو ایسا ہو نبی ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے حضرت کا دعویٰ کرنا ایسا متواتر طور پر ثابت ہے جو آفتاب کی طرح واضح اور روشن ہے۔

شرح مواقف میں حضرت کی نبوت ثابت کرنے کے لیے حضرت کے اخلاق اور

انبیائے سابقین کی بشارات وغیرہ مسلک اختیار کئے گئے ہیں اوران سب میں حضرت کے دعویٰ نبوت کرنے اور معجزات ظاہر ہونے کو بہترین ثبوت قرار دیا گیا ہے چنانچہ لکھا ہے۔

المقصد الاول فی اثبات نبوۃ محمد صلعم و فیه مسالک الاول وھو العھدۃ انه ادعی النبوۃ و ظھرت المعجزۃ علی یدیه اماالاول فمتواتر لواتراً الحقه بالعیان والمشاھدۃ فلا مجال لانکار فیھا واما الثانیة معجزۃ القرآن وغیرہ.

مقصد اول محمد ﷺ کی نبوت کے اثبات میں ہے اوراس بحث کے کئی مسلک ہیں جن میں بہترین مسلک یہی ہے کہ آپ نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور آپ کے ہاتھ پر معجزہ ظاہر ہوئے ہیں امراول یعنی آپ کا دعویٰ کرنا ایسا متواتر ہے جومعائنہ ومشاہدہ کے قریب ہے جس سے انکار کی گنجائش نہیں ہے امر دوم یعنی معجزات ہیں پس قرآن وغیرہ ہیں۔

امام ابوالحسن ماوردی نے اعلام النبوۃ میں اثبات نبوت کے لیے دعویٰ نبوت ضروری ہونا اس سے زیادہ صاف طور پر واضح کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں: ترجمہ پیش ہے۔

تیسری شرط یہ ہے کہ معجزۂ نبوت سے مقترن ہو اگر معجزہ کے ساتھ دعویٰ نبوت نہ ہوتو معجزہ ظاہر ہونے پر بھی وہ نبی نہ ہوگا۔ اس لیے کہ معجزہ دعوی کے سچے ہونے پر دلالت کرتا ہے گویا معجزہ دعویٰ کی صفت ہے اور موصوف کے وجود کے بغیر صفت کا ثابت کرنا درست نہیں اگر معجزہ کا ظہور دعویٰ نبوت سے مقدم ہوتو یہ نبوت کی بنیاد سمجھا جائے گا اور دعویٰ نبوت نیا معجزہ ظاہر کرنے کا محتاج رہے گا جو دعویٰ سے مقترن ہوتا کہ یہ معجزہ مدعی نبوت کے صادق ہونے پر دلالت کرے۔

پس یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ دعویٰ نبوت کے بغیر نبوت ثابت نہیں ہوتی معترض نے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں مہدوی مؤلفین ومصنفین کی کتابوں کے اقوال نقل کیے ہیں ان میں کہیں یہ

پیش نہیں کر سکے ہیں کہ حضرت امامنا مہدی موعود علیہ السلام نے اپنے نبی ورسول ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔معترض جناب جمال الرحمٰن کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مہدویوں کی کتابوں کا بہت مطالعہ رہا ہے جیسا کہ انہوں نے ہماری کتب کا حوالہ دیا ہے ہم جناب معترض صاحب سے پوچھتے ہیں کہ حضرت امامنا مہدی موعود علیہ السلام کا حضرت نبینا محمد ﷺ کی طرح اپنے نبی ورسول کا دعویٰ کرنا آپ نے کسی کتاب میں کہیں دیکھا ہے تو پیش کریں بلکہ ہم یہ کہتے ہیں خود زمان خان جیسا شخص بھی یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہے۔

اس نے ہدیہ کے صفحہ (80) پر یہ لکھا ہے کہ وہ بزرگ اغلب کہ دعویٔ نبوت نہ کئے ہوں گے۔

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت امامنا علیہ السلام کا دعویٰ نبوت کرنا آپ نے ثابت نہیں کیا ہے یا آپ کے نزدیک ثابت نہیں ہے تو بغیر دعویٔ نبوت کے نبوت ثابت نہیں ہوسکتی اگر بقول آپ لوگوں کے پروپگنڈہ اور افترا پردازیوں کے بالفرض مہدوی ایسا اعتقاد رکھتے بھی ہیں تو یہ اعتراض اہل مذہب سے متعلق ہوگا اصل مذہب اور بانیٔ مذہب پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑسکتا کیونکہ حضرت کا دعویٰ نبوت ورسالت کرنا کہیں ثابت نہیں ہے۔

جس قدر اقوال آپ نے کتب مہدویہ سے نقل کیے ہیں ان سے بھی مہدویہ کا اپنے امام علیہ السلام کو نبی ورسول کہنا ثابت نہیں ہوتا چنانچہ آنے والی مباحث سے اس کی تفصیلات ناظرین کرام پر ظاہر ہوں گی۔

جناب جمال الرحمٰن کا جس قدر اقوال مہدوی مولفین ومصنفین کے اپنے اس غلط دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیے پیش کئے ہیں ان سے حضرت امامنا علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بلا واسطہ حکم ہونا حضرت کا معصوم ہونا وغیرہ امور ضرور ثابت ہیں جس کا بھی قرآن واحادیث اوراقوال متقدمین اہل سنت کے عقائد کی روشنی میں ثابت کردیا گیا ہے لیکن ان میں کہیں نبی ورسول کہنے کا مطلق ذکر نہیں ہے۔اس بات کا خود جمال الرحمٰن صاحب کو بھی اعتراف ہے کہ مہدویت اور نبوت میں نام کا فرق

ہے کام اور مقصود دونوں کا ایک ہے اس سے ثابت ہو رہا ہے کہ مہدویہ ان امور مذکورہ کا ضرور اعتقاد رکھتے ہیں۔ آپ لوگوں کا مہدویوں کے عناد میں اس صریح دعوی کے باوجود نام سے کام نہ رکھ کر امور کے پائے جانے سے نبوت کا نتیجہ خود ساختہ طور پر نکال لیا ہے اور یہی تمام غلطیوں کی بناء ہے۔

اہل سنت کے نزدیک دعویٔ نبوت کرنے کے بعد یہ امور نبی کے دعویٰ کے موید ہوتے ہیں مثبت نبوت نہیں ہیں کیونکہ **ملزوم مقدم بالماهيته على اللازم** ہوتا ہے جیسے روشنی آفتاب کا لازمہ ہے تو اس کا یہ معنی ہے کہ روشنی پر آفتاب بالماہیتہ مقدم ہے البتہ روشنی آفتاب کے لیے اس کے آفتاب ہونے کی موید اور دلیل ہوسکتی ہے لیکن جہاں کہیں روشنی کا وجود پایا جائے وہاں آفتاب کا وجود ثابت نہیں ہو جائے گا۔ جیسے بجلی اور آگ میں بھی روشنی پائی جاتی ہے مگر اس کے پائے جانے سے بجلی اور آگ کا آفتاب ہونا لازم نہیں آئے گا۔

لوازم نبوت یا صفات نبوت کی بھی یہی صورت ہے مثلاً رویائے صادقہ نبوت کے اوصاف میں شمار کئے گئے ہیں جس کا یہ معنی ہے کہ نبی کا خواب سچا ہوتا ہے مگر جس کسی کا خواب سچا ہو وہ نبی نہیں ہو جائے گا پس ان تمام امور کی بھی یہی حالت ہے جن کو معاندین مہدویہ نے نبی کی تعریف میں ذکر کیا ہے اور جن کے پائے جانے سے نبوت و رسالت کا نتیجہ نکال لیا ہے۔ چنانچہ مذکورہ امور میں پہلا امر نبوت کے وہبی ہونے کے مسئلہ سے متعلق ہے۔ یعنی علمائے اہل سنت کے نزدیک مرتبۂ نبوت و رسالت وہبی ہے خدائے تعالیٰ جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے کسی کی محنت و کوشش سے حاصل نہیں ہوسکتا اسی طرح محققین کے پاس ختمیت ولایت محمدیہ اور قریباً تمام علمائے اہل سنت کے نزدیک مہدیت وخلافت الٰہیہ کا اعلیٰ مرتبہ وہبی ہے۔ خدائے تعالیٰ اپنے فضل سے جس کو چاہے یہ مرتبہ عطا فرماتا ہے کوئی اپنی محنت و کوشش سے حاصل نہیں کرسکتا۔ مہدویہ کا بھی ٹھیک یہی اعتقاد ہے اگر مہدویہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت امامنا مہدی موعود علیہ السلام **بمحض لطف الهی الله** کی طرف سے مرتبۂ مہدیت وخلافتہ الٰہیہ کے برگزیدہ ہوکر خدمت ارشادو

ہدایت پر مامور ہوئے ہیں اس سے حضرت کو نبی کہنا لازم نہیں آتا۔ اگر کسی کمال وفضیلت کے صرف وہبی ہونے سے اس فضیلت والے کا نبی ہوجانا لازم قرار دیا جائے تو بڑی دقّت یہ لاحق ہوگی کہ وہ معمولی معمولی فضائل وکمالات اور اخلاق حسنہ جو وہبی ہیں جیسے کسی کا عالی نسب ہونا یا خوبصورت ہونا وغیرہ جو کسی کے اختیاری نہیں بلکہ محض لطف الٰہیہ پر موقوف ہیں اس قسم کے تمام وہبی فضائل والوں کو نبی ماننا پڑے گا جو صریح بے اصل بات ہے اسی طرح یہ کہ ہر نبی کو خدا کا حکم ہوتا ہے لیکن اس کا یہ معنیٰ نہیں کہ جس کسی کو بھی خدائے تعالیٰ کا حکم ہو وہ نبی ہوجاتا ہے کیونکہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہونا ثابت ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ بلکہ شہد کی مکھی وغیرہ کو وحی ہونے کا قرآن سے ثبوت ملتا ہے۔ لیکن ان کو خدائے تعالیٰ کا حکم یا وحی ہونے کے باوجود ان کا نبی ہونا لازم نہیں آتا اور نہ یہ کہنا صحیح ہوگا کہ مسلمان والدۂ موسیٰ یا شہد کی مکھی کو نبی مانتے ہیں کیونکہ ان کو خدائے تعالیٰ کی وحی ہونے کے قائل ہیں۔

ان صورتوں کے قطع نظر اولیاء اللہ کو خدا کا حکم ہونا قریباً تمام اہل سنت بھائیوں کا مسلمہ مسئلہ ہے لیکن ان کو خدائے تعالیٰ کے حکم ہونے کے قائل ہونے سے ان کے نبی ہونے کا اعتقاد بھی رکھنا لازم نہیں آئے گا اور نہ کوئی یہ کہہ سکے گا کہ اہل سنت اولیاء اللہ کے نبی ہونے کے معتقد ہیں کیونکہ وہ ان کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہونے کے قائل ہیں۔

پس مہدوی بھی حضرت مہدی موعود علیہ السلام کو بلا واسطہ تعلیم یا خدائے تعالیٰ کے احکام ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں تو اس سے یہ نتیجہ نکالنا درست نہیں کہ مہدوی حضرت کے نبی ہونے کے قائل ہیں۔

ایسا ہی نبی معصوم ہوتے ہیں لیکن جو بھی معصوم ہو وہ نبی نہیں یعنی کسی کو معصوم عن الخطا جاننے سے اس کا نبی ہونا لازم نہیں آتا جیسے فرشتے معصوم ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شان میں فرمایا ہے۔

لا یعصون اللہ ما امرھم (سورۃ تحریم آیت6)

خدائے تعالیٰ انہیں جو حکم دے اس کی وہ نافرمانی نہیں کرتے۔

خدائے تعالیٰ انہیں جو حکم دے اس کی وہ نافرمانی نہیں کرتے لیکن تمام فرشتے نبی نہیں کہلاتے۔ اہل تشیع ائمہ اثنائے عشرؑ کو معصوم مانتے ہیں لیکن ان کی عصمت کے قائل ہونے سے یہ نہیں کہا جائے گا کہ ان کے نزدیک ائمہ اثناعشر نبی بھی ہیں۔

پس مہدوی بھی حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کو معصوم عن الخطا ضرور مانتے ہیں اور اسی معصومیت کی وجہ سے حضرت کے الہام اور احکام کو قطعی ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں لیکن عصمت کے اعتقاد سے حضرت کو نبی بھی ماننا لازم نہیں آتا۔

نبی کی نبوت کا انکار بھی ضرور کفر ہے لیکن جس کا انکار کفر ہو اس کا نبی ہونا ضروری نہیں ہے جیسے وجود ملائکہ کا انکار کفر ہے مگر ان کا انکار کفر ہونے کی وجہ سے وہ نبی نہیں کہلاتے بعض فقہاء کے نزدیک صحابہ رسول اللہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صحابیت کا انکار کرنا کفر ہے۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جاسکتا کہ یہ فقہائے اہل سنت حضرت ابوبکر صدیقؓ وغیرہ صحابہ کے نبی ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں۔

پس امامنا مہدی موعود علیہ السلام کی مہدیت کا انکار کفر ہونے سے مہدی علیہ السلام کے نبی ہونے کا اعتقاد رکھنا لازم نہیں آتا خصوصاً جب کہ مہدوی علی الاعلان حضرت محمد ﷺ کے خاتم النبیین والمرسلین ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں۔

اگر بقول معترض صاحب ان امور مذکورہ کے قائل ہونے سے مہدی علیہ السلام کی نبوت ورسالت کا اعتقاد لازم آجاتا ہے تو پھر تمام اکابرین سلف نے مرتبۂ مہدیت وخلافت الٰہی کو وہبی کہا ہے اور مہدی موعود علیہ السلام کے معصوم عن الخطاء اور ملھم من اللہ اور حضرت مہدی علیہ السلام کا انکار کفر ہونے کے قائل ہیں جس کے شواہد برموقع پیش کئے گئے ہیں۔ پس بقول معترض اور

معاندین مہدویہ یہ سب امام مہدی علیہ السلام کے نبی ورسول ہونے کے معتقد ثابت ہوتے ہیں پھرتو یہ اعتراض مہدویہ سے مخصوص نہیں رہتا بلکہ اس کی زد میں خود اسلاف وعلماء ومحققین اہل سنت بلکہ وہ تمام فرقہائے اسلامیہ آجاتے ہیں جو وجود مہدی علیہ السلام کے حق ہونے اوران فضائل و کمالات کوحضرت مہدی موعودعلیہ السلام کے لیے ثابت ماننے میں مہدویہ کے بالکل ہم نوا ہیں۔

ان علمائے متقدمین میں اہل سنت کے قطع نظر جوحضرت امام مہدی علیہ السلام کی شان میں امور متذکرۂ صدر ثابت ومتحقق ہونے کے قائل ہیں خود جناب جمال الرحمٰن صاحب سے ہم پوچھتے ہیں کہ آپ جس مہدی کے معتقد ومنتظر ہیں ان کی نسبت آپ کیا خیال رکھتے ہیں کیا وہ بمحض لطف الٰہی سائرالناس سے برگزیدہ ہوکر خدمت ارشاد وہدایت پر مامور ہوں گے یا بغیر لطف الٰہی کے ذاتی بل بوتے پرخود مہدی وخلیفۃ اللہ بن جائیں گے اور جیسا کہ وہ معصوم عن الخطا ہوں گے یا عام لوگوں کی طرح غیر معصوم۔ان کو خدا کی طرف سے بطور قطعیت کے احکام ملیں گے یا ان کے احکام غیر قطعی اور متحمل الخطا ہوں گے ان کے مقام واحکام کا انکار کفر ہوگا یا نہیں۔

امام مہدی علیہ السلام کی نسبت ان تمام فضائل وخصوصیات کوتسلیم کرنا محض اعتقادی بات نہیں ہے جیسا کہ دوسرے اولیاء اللہ کے معتقدین اپنے اپنے معتقد علیہ بزرگوں کی نسبت اعتقاد رکھتے ہیں بلکہ اکابرین سلف اور مہدوی جن امور مذکورہ کوحضرت امام مہدی علیہ السلام کے حق میں ثابت مانتے ہیں وہ امور حضرت مخبرصادق ﷺ کے فرامین یعنی احادیث رسول اللہ ﷺ سے ثابت ومستنبط ہیں جیسے مہدیت کے منصب اعلیٰ کا وہبی ہونا اور کسبی نہ ہونا **یصلحه الله فی لیلة** (اللہ تعالیٰ مہدی کوایک رات میں (اس خدمات) صلاحیت عطا کردے گا) وغیرہ احادیث سے مستفاد ہے جومہدی علیہ السلام کی شان میں وارد ہیں۔حضرت مہدی موعودعلیہ السلام کا معصوم عن الخطا اور خلیفۃ اللہ ہونا حدیث **یقفو اثری و لا یخطی** (مہدی مرے نقش قدم پرچلیں گے اور خطا نہیں کریں گے) اورحدیث **فبایعوه و لو حبوا علی الثلج فانه خلیفة الله المهدی** (پس اس

سے بیعت کرو اگر چہ کہ تم کو برف پر سے رینگتے ہوئے جانا پڑے کیونکہ وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے) سے ثابت ہے اور مہدی علیہ السلام کے احکام و معلومات والہامات قطعی ہونے کا مسئلہ اسی عصمت و خلافت الٰہی کی اعلیٰ حیثیت و مرتبت پر مبنی ہے۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کا انکار کفر ہونا احادیث و روایات اور مسلمہ اصول شرعی سے متحقق ہے چنانچہ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے۔

ترجمہ حدیث : جس نے دجال کے وجود کو جھٹلایا پس وہ کافر ہوا اور جس نے مہدی کے وجود کو جھٹلایا پس وہ کافر ہوا اس حدیث کی تشریح ابوبکر الاسکاف نے فوائدالاخبار میں کی ہے۔

ابوالقاسم سہیلی نے شرح ایسر میں اور شیخ امام نورالدین احمد بن محمود نجاری صابونی نے بھی بدایۃ الکلام میں باسنادہ روایت کی ہے کہ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے مہدی علیہ السلام کے ظہور کا انکار کیا اس نے گویا محمد پر جو کچھ نازل ہوا ہے اس سے انکار کیا جس نے عیسیٰ کے نازل ہونے کا انکار کیا پس وہ کافر ہوا۔

ان اصول سے بھی ان احادیث کے مضمون کی تائید ہوتی ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کی ذات داعی الی اللہ اور بالاتفاق خلیفۃ اللہ ہے اور خلیفۃ اللہ کا انکار کفر ہے۔ امام مہدی موعود علیہ السلام کی ذات آثار و علامات قیامت سے ہے اور علامات قیامت کا انکار کفر ہے۔ امام مہدی علیہ السلام کا وجود احادیث متواتر المعنی سے ثابت ہے اور احادیث متواترہ کا انکار کفر ہے۔ ان تمام مباحث کی تفصیلات ہماری کتب میں مکمل مباحث کے ساتھ موجود ہیں اور ہم نے بھی یہاں اجمالاً بیان کیا ہے اگر کوئی اس کا مطالعہ کرنا چاہے تو کر سکتے ہیں۔ ہمارے جو عقائد ہیں احادیث رسول اللہ صلعم سے ثابت ہیں تو یہ عقائد احادیث کے عین مطابق ہونا ثابت ہو رہا ہے اور اس سے مہدویہ کے عقائد کی صحت و حقانیت پر مہر صداقت ثبت ہو رہی ہے۔ پس ان امور کو قابل اعتراض جاننا

صریحاً غلط ہے بلکہ ہر مسلمان پر ایمان رکھنا ضروری۔

اس اصولی بحث کے بعد وہ قول پر ایک نظر ڈالی جاتی ہے جن کو جناب جمال الرحمٰن صاحب نے مہدوی کتاب کی نشاندہی کے ساتھ نقل کیا ہے اور اس سے نبوت ورسالت کا نتیجہ نکالا ہے جناب جمال الرحمٰن صاحب نے شواہد الولایت کے حوالہ سے ایک قول نقل کیا ہے کہ مہدیت اور نبوت میں نام کا فرق ہے اور کام اور مقصود ایک ہے۔ ہماری سمجھ میں نہیں آیا کہ اس قول میں کون سی بات موجب تامل ہے جس سے اپنے دعویٰ باطل پر استدلال کیا ہے کیونکہ اس قول میں خود مہدیت و نبوت میں امتیاز اور نام کا فرق ہونے کی صراحت موجود ہے اور ظاہر ہے کہ نام کا فرق تسلیم کرنا خود اس بات کی دلیل ہے کہ ایک کا دوسرے پر اطلاق درست نہیں کیونکہ اسمائے مترادفہ کے سوا ہر اسم اپنے مسمی پر دلالت کرتا ہے پس ثابت ہوا کہ مہدیت اور نبوت بھی اپنے اپنے معنی مصطلحہ پر دلالت کریں گے اور ایک دوسرے پر اطلاق درست نہ ہوگا۔ اب رہا یہ کہ اس قول میں دونوں کا مقصد ایک ہونا بتایا گیا ہے اس سے معترض صاحب کے اس اعتراض کی تائید نہیں ہوتی کیونکہ کئی اشخاص اور کئی افعال کا مقصد ایک ہوتا ہے لیکن مقصد ایک ہونے سے ان کی عینیت لازم نہیں آتی اسی طرح مہدیت اور نبوت دونوں کا مقصد اور کام جو ہدایت دعوت الی اللہ ہے متحد ہونے سے مہدیت اور نبوت کا ایک ہو جانا لازم نہیں ہوسکتا خصوصاً جب کہ ان دونوں میں یہ فرق ہے کہ بزمان ختم نبوت احکام شریعت کی تبلیغ بہ تعلیم وحی جبرئیلؑ تھی اور انا رسول اللہ کا دعویٰ تھا اور زمانۂ ختم ولایت میں الہام بلا واسطہ ہے اور دعویٰ انی عبداللہ تابع محمد رسول اللہ ﷺ ہے غرض نبوت ختم ہوگئی ہے لیکن اوصاف نبوت اور مقصد نبوت ہمیشہ باقی ہے جو ولایت کے ذریعہ پورا ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔ شرح مقاصد کے مقصد سادس میں لکھا ہے۔

النبوہ فانہا مختومة بمحمد صلی اللہ علیہ و سلم من حیث ظاھر ھا الذی ھو الانباء و انکانت دائمة من حیث باطنہا الذی

هو الولایۃ

باعتبار ظاہر محمد صلعم پر نبوت ختم ہوگئی ہے اگر چہ اس کے باطن کے لحاظ سے جو ولایت ہے ہمیشہ باقی ہے۔

یواقیت کے باب (35) میں اس سے بھی زیادہ واضح طور پر لکھا ہے کہ:

ترجمہ: شیخ الرئیس نے 73 باب کے پچیسویں جواب میں کہا ہے کہ مطلق نبوت مرتفع نہیں ہوئی صرف نبوت تشریعی مرتفع ہوگئی ہے پس رسول اللہ صلعم کا قول کہ میرے بعد کوئی نبی و رسول نہیں ہے اس کا معنی یہ ہے کہ میرے بعد کوئی خاص شریعت لانے والا نبی رسول نہیں ہے یہ قول ایسا ہے جیسا آپ نے فرمایا ہے کہ جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو پھر اس کے بعد کسریٰ نہ ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہو جائے گا اس کے بعد قیصر نہ ہوگا حالانکہ کسریٰ اور قیصر فارس اور روم کے بادشاہ تھے اور روم سے حکومت زائل نہیں ہوگئی بلکہ صرف یہ نام نہیں رہا اور ان کا بادشاہ دوسرے نام سے موسوم ہوگا۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کہتے ہیں کہ انبیاء کو نبوت کا نام دیا گیا ہے اور ہم کو لقب یعنی نبی کا نام ممنوع کر دیا گیا ہے حالانکہ حق تعالیٰ اپنے اور اپنے رسول کے کلام کی معانی سے ہم کو بھی اسرار کے طور پر خبر دیتا رہتا ہے۔ (یواقیت)

لیجیے جناب جمال الرحمٰن صاحب شواہد الولایت کے قول سے کہیں زیادہ صاف طور پر اس کا اعتراف کیا جا رہا ہے کہ نبوت و ولایت حیثیت ظاہر و حیثیت باطن کے نام ہیں اور یہ کہ فقط نبوت کا نام اٹھ گیا ہے اور نبوت کی حقیقت اور اس کا مقصد اور کام باقی ہے۔ تو ان قائلین کو معتقد نبوت ماننا چاہیے اگر ایسا کہنے سے نبوت لازم نہیں آتی تو پھر صاحب شواہد الولایت نے بھی مہدیت و نبوت کا مقصد ایک ہونا اگر لکھا ہے تو کیا قصور کیا ہے اور یہ قول بھی اثبات نبوت کی دلیل کس طرح ہو سکتی ہے اس سے مہدویوں کا اپنے امام علیہ السلام کو نبی و رسول کہنا کہاں ثابت ہوتا ہے۔

احادیث نبوی ﷺ اور وجود مہدی موعود علیہ السلام

احادیث نبوی اور وجود مہدی موعود علیہ السلام کے عنوان سے ہم یہاں احادیث مہدیؑ کے باب میں جس قدر وارد ہوئے ہیں پورے تو نہیں مگر ضرورتاً یہاں بیان کریں گے ان سب میں معتبر وہی ہیں جن کی ائمہ حدیث نے تصحیح کی ہے اب ہم صحاح کی ان حدیثوں کو امامنا مہدی موعود علیہ السلام کے حسب حال بیان کرتے ہیں جن میں لفظ مہدی مذکور ہے۔

(1) عن ام سلمة قالت سمعت رسول الله صلی الله و علیه و سلم یقول المهدی من عترتی من ولد فاطمة (ابو داؤد)

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا ہے کہتے تھے کہ مہدی میری عترت سے اولاد فاطمہؓ سے ہے۔

یہ حدیث امامنا حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے حسب حال ہے کیوں کہ آپ اولاد فاطمہؓ سے ہیں جونپور نامہ اور تحفۃ الکرام نے لکھا ہے۔

حضرت سید محمد (مہدی موعود علیہ السلام) کے والد سید عبداللہ کو سلطنت کی طرف سے سید خان کا خطاب دیا گیا تھا آپ کی والدہ ماجدہ آمنہ خاتون قوام الملک کی بہن تیں اور آغا ملک ان کا خطاب تھا ماں اور باپ دونوں اکابر سادات بنی فاطمہ سے تھے۔(مصنف محمد صاحب الہ آبادی جونپور نامہ باب پنجم)

صاحب تحفۃ الکرام نے یہ بھی بیان کیا ہے۔

سید الاولیاء سید محمد المقلب بمیران مهدی بن میرعبدالله المعروف به سید خان که نبتش به امام موسیٰ کاظم می پیوندد (مطبع ناصری جلد دوم

شیخ علی نے بھی رسالۃ الرد میں حضرت مہدی موعود علیہ السلام کو اولاد فاطمہ سے تسلیم کیا ہے۔ ہندوستان کے بڑے بڑے مورخین نے جن کا عہد ایک حد تک قریبی ہے آپ کے نام کے ساتھ سید لکھا ہے جیسے ابوالفضل صاحب آین اکبری' ملا عبدالقادر بدایونی صاحب منتخب التواریخ اور نظام الدین احمد کی طبقات اکبری اس کے علاوہ زمان خان کے اسی اعتراض کا جواب ہمارے کتب میں تفصیلی بحث موجود ہے جو بے شمار کتابوں کے حوالوں سے ثابت کیا گیا ہے؟

(2) عن انس بن مالک قال سمعت رسول الله ﷺ یقول نحن ولد عبدالمطلب سادة اهل الجنة و حمزه و علی و جعفر و الحسن وا لحسین والمهدی (ابن ماجہ)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہم عبدالمطلب کی اولاد اہل جنت کے سردار ہیں' میں اورحمزہ' علی' حسن' حسین اور مہدی۔

حدیث نمبر(1) کے ذیل میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام امام موسیٰ کاظم کی اولاد سے ہیں اس لحاظ سے آپ کا عبدالمطلب کی اولاد سے ہونا ثابت ہے۔

(3) عن سعید بن المسیب قال کنا عندام سلمة فتذکرانا المهدی فقالت سمعت رسول الله ﷺ یقول المهدی من ولد فاطمه (ابن ماجہ)

حضرت سعید بن المسیب سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم حضرت ام سلمہؓ کے پاس تھے پس ہم نے مہدی کا ذکر کیا پس انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ مہدی اولاد فاطمہ سے ہے

اس سے قبل کی حدیثوں میں حضرت مہدی علیہ السلام کا اولاد فاطمہ سے ہونا مذکور ہو چکا۔

(4) عن علی قال قال رسول الله ﷺ المهدی منا اهل البیت یصلحه الله فی لیلة (ابن ماجہ)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مہدیؑ ہم اہل بیت میں سے ہیں اللہ تعالیٰ ان میں ایک ہی رات میں صلاحیت پیدا کردے گی۔

اہل بیت سے ہونا اس سے قبل بیان ہو چکا "**یصلحه الله**" سے ظاہر ہے کہ امام مہدیؑ کو اللہ سے بلا واسطہ فیض حاصل ہوگا۔ واضح ہو کہ لیلۃ (ایک ہی رات) سے وقت کی قلت مراد ہے۔ یہ نہیں کہ جس شئے کا ظہور اس وقت ہو مظہر شئی پہلے اس کا اہل نہ تھا یعنی مہدیت پر فائز ہونے سے پہلے بھی ان میں ارشاد و ہدایت کی شان موجود تھی۔ اس کی تکمیل اقل اوقات میں مہدی بنا کر اللہ تعالیٰ نے کردی۔ آپ کے اخلاق حسنہ اور آیات الٰہی جو آپ سے ظاہر ہوئے ہیں یصلحہ اللہ کے شاہد ہیں، بعض علما نے اس حدیث کے ذیل میں بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ یکا یک خلافت الٰہی کے قابل بنا دے گا۔

امام مہدی سے متعلق رسول اللہ صلعم نے یہ خبر دی ہے کہ وہ اخلاق میں آپ کے مشابہ ہوں گے، جس طرح رسول اللہ صلعم بعثت سے قبل اخلاقِ حسنہ سے موصوف تھے اس طرح امام مہدی کا بھی مہدیت پر فائز ہونے سے پہلے اخلاق حمیدہ سے متصف ہونا ضروری ہے ورنہ وہ **یشبه الخلق** کا مصداق نہ ہوں گے۔

(5) عن عبدالله بن الحارث بن جزء الزبیدی قال قال رسول الله ﷺ یخرج ناس من المشرق فیوطئون المهدی یعنی سلطانه (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن الحارث بن جزء الزبیدی سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مشرق سے لوگ نکلیں گے اور مہدی کی تائید کریں

گے یعنی اس کے غلبہ کی۔

جہاں جہاں آپ نے دین کی تبلیغ کی ہے یعنی جونپور سے لیکر بیدر علاقہ دکن تک پھر گجرات سندھ، قندھار، خراسان یہ سب مقامات عرب کے مشرق میں واقع ہیں۔ ہر ملک ہر طبقہ اور ذہنیت کے لوگوں نے آپ کے مہدی موعود ہونے کی تصدیق کی ہے۔امام علیہ السلام نے جب بڑلی نامی قریہ میں مہدی موعود ہونے کا دعوی کیا تو عوام کے جم غفیر نے آپ کی پیروی کی پھر خواص تک سلسلہ جاری ہوگیا۔اسی طرح ملا عبدالقادر بدایونی نے نجات الرشید میں حضرت کے حالات میں لکھا ہے۔

زمانے کے حکومت قندہار تعلق بذوالنون بیگ داشت اواز زمین حجاز بہ قصبہ فراہ رسید غلغلہ عظیم دراں ولایت افتاد و خلایق لا یعد و لا یحصیٰ بدو جمع آمدہ (نجات الرشید قلمی۔اسٹیٹ سنٹرل لائبریری)

جس زمانہ میں قندہار کی حکومت ذوالنون بیگ سے متعلق تھی وہ یعنی میر سید محمد جونپوری زمین حجاز سے (براہ گجرات) فراہ پہنچے اس علاقہ میں ایک غلغلہ عظیم برپا ہوا اور بے شمار خلائق ان کے ساتھ ہوگئی۔

خلایق لا یعدو و لا یحصی میں عوام اور خواص سب شامل ہیں۔اب رہا غلبہ تو اس کی کیفیت عبداللہ محمد بن عمر المکی نے اپنی تاریخ گجرات میں اس طرح بیان کی ہے۔

وغیرہ مرۃ احب السلطان محمود ان یراہ فالتمس ارکان ملکه ان لا یفعل و صرفوه عنه لانه کان له قبول یجذب زائره و یحمله علی التجرد من الدنیا (ظفر الوالہ بمظفر والہ جلد اول)

متعدد مرتبہ سلطان محمود (گجراتی) نے یہ چاہا کہ ان سے (یعنی سید محمد جونپوری سے) ملے ارکانِ سلطنت نے سلطان سے التماس کی کہ وہ ان سے نہ ملے اور

اس کو اس ارادے سے پھیر دیا کیونکہ انہیں ایسا فیض قبول تھا کہ ملنے والے کو اپنی طرف کھینچ لیتا تھا اور اس کو دنیا سے علحدگی اختیار کرنے پر برانگیختہ کرتا تھا۔

حضرت مہدی علیہ السلام کے غلبہ کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ سلاطین بھی مرعوب ہوجاتے تھے اور یہ کسی مہدوی مصنف کا بیان نہیں ہے

(6) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله ﷺ المهدی منی اجلی الجبهة اقنی الانف یملاء الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا و یملک سبع سنین (ابوداؤد)

روایت ہے ابوسعید خدریؓ سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مہدی مجھ سے ہے روشن پیشانی والا بلند بینی زمین کو عدل وانصاف سے بھردیگا جیسا کہ ظلم وجور سے بھرگئی اور مالک ہوگا سات سال

اس حدیث میں کئی امور مذکور ہیں۔

(الف) مہدی مجھ سے ہے اس کا ثبوت حدیث نمبر 1، 2، 3، 4 میں دیا گیا۔

(ب) روشن پیشانی، بلند بینی۔

میاں عبدالرحمٰن کے مولود میں یہ مذکور ہے

باز شیخ علیه الرحمه پرسیدند که اصول آں طفل بچه نوع است سید عبدالله فرمودند لون اوگندم گون روشن پیشانی بلند بینی و متوسط ابرو یعنی پیوسته

پھر شیخ دانیال جونپوری نے دریافت فرمایا کہ بچہ کا حلیہ کیا ہے۔ آپ کے والد ماجد سید عبداللہ نے فرمایا کہ اس کا رنگ گندم گون، روشن پیشانی، بلند بینی اور

متوسط ابرو یعنی پیوستہ۔

(ج) زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔

اول یہ کہ اس حدیث میں الارض سے ساری دنیا مراد نہیں اگر بر سبیل تنزل تسلیم بھی کر لیں تو وہی توجیح کی جائے گی جو کہ علمائے امت رسول اللہ ﷺ سے متعلق اس پیشین گوئی میں کریں گے۔

جلاله غطی السموات والارض امتلائت من تسبیحه (کتاب حبقوق باب 3 آیت 3)

اس کا جلال آسمانوں کو چھپادے گا۔اور ساری زمین اس کی تسبیح سے پر ہو جائے گی۔

واضح ہو کہ آیت مذکورہ الارض کا لفظ السموات' کے مقابل آیا ہے' السموات میں کسی سما کی تخصیص نہیں ہوسکتی۔لہذا الارض میں بھی اسی مطابق سے تمام ارض کی تعمیم ہوگی' رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں جب تمام دنیا انوار عدل سے روشن نہ ہوسکی تو حضرت مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں کس طرح عدل سے بھر جائے گی۔

اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلعم کو اس طرح مخاطب فرماتا ہے۔

والذی انزل الیک من ربک الحق ولکن اکثر الناس لایومنون (الرعد 1)

وہ چیز جو آپ کی طرف نازل کی گئی ہے آپ کے رب کی طرف سے سچ ہے' لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

جب خود کلام اللہ سے یہ امر ثابت ہے کہ رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں ہی اکثر لوگ ایمان نہیں لائیں گے تو پھر یہ کہنا کہ مہدی کے زمانہ میں ساری دنیا ایمان لائے گی خود کلام اللہ کی روشنی میں باطل قرار پاتاہے۔خصوصاً جب کہ کلام اللہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ اہل ایمان تھوڑے

ہی ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد **فقلیلا ما یومنون** (البقرع 11)(پس تھوڑے سے ایمان لاتے ہیں)اسی پر دلالت کرتا ہے۔حضرت ابن عباسؓ نے حضرت عمرؓ کی رحلت سے قبل حضرت عمرؓ کو یوں مخاطب فرمایا تھا۔

واللہ لقد ملات امارتک الارض عدلا (طبقات ابن سعد(طبع یورپ)

الجزالثالث من القسم الاول صفحہ 257

قسم بخدا تحقیق کہ تمہاری امارت نے زمین کو عدل سے بھر دیا۔

حالانکہ ساری دنیا ان کے زمانہ میں عدل سے نہیں بھری تھی۔صاحب مخزن الدلائل نے **ما ارسلناک الا رحمة للعالمین** کے ذیل میں لکھا ہے

معناه لمن یطیعه

یعنی آپ رحمت ہیں اس کیلئے جس نے آپ کی اطاعت کی

اسی طرح اس آیت میں بھی لفظ عالمین آیا ہے۔

قالوا اولم ننهک عن العالمین (الحجر رکوع 5)

یعنی شہر سلام کے باشندوں نے لوط علیہ السلام سے کہا کیا ہم آپ کو تمام اہل عالم سے منع نہیں کر چکے۔

اس آیت کے ذیل میں فخر الدین رازی نے یہ کہا ہے۔

المعنی السناقد نهیناک ان تکلمنا فی احد من الناس اذا قصدناه بالفاحشة تفسیر کبیر (طبع مطبع عامرہ استنبول) جلد پنجم صفحہ 410،411)

اس کے معنی یہ ہیں کہ کیا ہم نے تجھے منع نہیں کیا تھا کہ تو لوگوں میں سے کسی کے متعلق ہم سے گفتگو نہ کر جبکہ ہم اس کے ساتھ برائی کا قصد کریں۔

صاحب تفسیر حسینی نے یہ لکھا ہے کہ عالمین سے مراد غریب الوطن ہیں۔

آیاترا نہی نکردیم از حمایت عالمیان یعنی غریبان چہ فاحشہ ایشاں مخصوص بغربابود (تفسیر حسینی (طبع مطبع احمدی کانپور) صفحہ 332)

کیا ہم نے تجھ کو عالمین یعنی غریب الوطنوں کی حمایت سے نہیں روکا اس لئے کہ ان لوگوں کی برائی غریب الوطنوں کے ساتھ مخصوص تھی۔

اسی طرح ”یملاء الارض“ میں اسی خطہ زمین کا عدل وانصاف سے بھر جانا مراد ہے جہاں کے رہنے والے آپ کی مہدیت کی تصدیق کریں گے۔ یملاء الارض سے متعلق میاں عالم باللہ نے سیر حاصل بحث کی ہے (ملاحظہ ہو سراج الابصار صفحہ 16-26)

(د) یملک سبع سنین یعنی سات سال مالک رہے گا۔

اس حدیث کے ذیل میں صاحب مخزن الدلائل نے وہ روایتیں درج کی ہیں جو تفسیر زاہدی میں ”اذجعل فیکم انبیاء و جعلکم ملوکا“ کے ذیل میں مذکور ہیں۔

(1) قال ابن عباس من کان له مسکن و عیال و خادم و لا یدخل احد فی بیته الاباذنه فهو من جملة الملوک

(2) روی عن النبی علیه السلام انه قال من کان له بیت و خادم و زوجة فهو ملک

(3) سال رجل عبدالله بن عمرو بن عاص السنامن الفقراء المهاجرین فقال له الک امراة تاوی الیها قال نعم قال الک مسکن تسکنة قال نعم قال فانت من الاغنیا قال ولی خادم ایضاً قال فانت من الملوک

(تفسیر زاہدی قلمی حصہ اول صفحہ 241 نمبر 133 تفسیر فارسی اسٹیٹ سنٹرل لائبریری۔)

ابن عباسؓ نے کہا جس شخص کے لئے مسکن ہو' عیال ہوں' خادم ہو اور کوئی اس کے گھر میں بغیر اس کی اجازت کے داخل نہ ہو تو وہ منجملہ ملوک ہے۔

نبی علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے فرمایا جس شخص کے پاس گھر ہو' خادم ہو' زوجہ ہو تو وہ مَلِک ہے۔

ایک شخص نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے سوال کیا' کیا ہم فقرائے مہاجرین سے نہیں ہیں' عبداللہ بن عمرو بن عاص نے کہا کیا تیری بیوی ہے جہاں تو سکون حاصل کرتا ہے۔ کہا ہاں' پھر عبداللہ نے کہا کیا تیرا مسکن ہے جس میں تو رہتا ہے۔ کہا ہاں' تو پھر عبداللہ بن عمر نے کہا تو اغنیا سے ہے اس شخص نے کہا میرا ایک خادم ہے تو عبداللہ بن عمرو نے کہا تو ملوک سے ہے۔

یہ روایت مسلم سے بھی مروی ہے۔(اشعۃ اللمعات جلد رابع صفحہ 219)

مذکورہ صدر روایتوں کے بعد صاحب مخزن الدلائل نے یہ لکھا ہے۔

او یملک امرہ سبع سنین و امر الا مامۃ و ارشاد الناس والدعوۃ الیٰ اللہ تعالیٰ. یا مہدی سات سال اپنے امر کے مالک رہیں گے اور امر سے مراد امامت' ارشاد خلق اور دعوت الیٰ اللہ ہے۔

رسول اللہ صلعم کے متعلق تورات میں جو پیشین گوئی آئی ہے اس میں یہ بھی مذکور ہے کہ ''وملکہ بالشام'' اس کی بادشاہی شام میں ہوگی' صاحب اشعۃ اللمعات نے اس حدیث کے ذیل میں یہ لکھا ہے۔

مراد ببادشاہی دین و نبوت است (اشعۃ اللمعات جلد رابع صفحہ ۴۷۸)

بادشاہی سے مراد دین اور نبوت ہے۔

اس لحاظ سے اگر صاحب مخزن الدلائل نے یملک کی توضیح یملک امرالامامۃ سے کی ہے تو یہ کس طرح موردِ اعتراض ہو جائے گا۔

یہ ایسا ہی ہے جیسے عالم کی ریاست رسول اللہ ﷺ سے متعلق کی گئی ہے۔

لان رئیس هذا العالم یاتی (انجیل یوحنا' باب 14 آیت 30) اس لئے کہ اس عالم کا رئیس آتا ہے۔

یہاں ریاست عامہ مراد ہے تمام عالم کا زیر حکومت آجانا شرط نہیں ہے قطع نظر اس کے عربوں کے ہاں مَلِک کا وہ مفہوم نہیں جو عجمیوں کے ہاں شاہ کا ہے اور سات سال کی توضیح یہ ہے کہ آپ نے 903ھ میں مسجد تاج خان سالار احمد آباد (گجرات) میں اعلانِ مہدیت فرمایا اس کے بعد آپ سات سال زندہ رہے۔

(7) عن ابی سعید الخدری ان النبی علیه السلام قال یکون فی امتی المهدی ان قصر فسبع والافتسح فتنعم فیه امتی نعمة لم ینعموا مثلها قط توتی اکلها ولاتدخر منه شیئاً والمال یومئذ کدوس فیقوم الرجل فیقول یا مهدی اعطنی فقول خذ (ابن ماجه)

ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میری امت میں مہدی ہوگا اگر کم ہوا تو سات سال ورنہ نو سال اس میں میری امت کو ایسی نعمت دی جائے گی کہ اس کے مانند کبھی نہ دی گئی ہوگی۔ امت کو کھانے کی چیزیں دیجائیں گی اوران میں سے کچھ بھی ذخیرہ نہ کرے گی مال اس دن انباروں ہوگا پس (پس ایک شخص) وہ شخص اٹھے گا اور کہے گا' اے مہدی مجھے دے' تو 'مہدی کہے گا' لے۔

اس حدیث میں مندرجہ ذیل امور ہیں۔

(الف) مہدی کا امت رسول سے ہونا۔

یہ آپ کے حسب حال ہے اور آپ کا امام موسیٰ کاظم کی اولاد سے ہونا اس سے قبل مذکور ہو چکا۔

(ب) مہدی کا کم ہو تو سات سال ورنہ نو سال زندہ رہنا۔

یہ بھی آپ کے حسب حال ہے اس سے قبل بیان کیا گیا ہے کہ امامنا مہدیؑ نے مسجد تاج خان سالار واقع احمد آباد میں 903ھ میں دعوت مہدیت فرمایا تھا' اس لحاظ سے دعوی کے سات سال بعد زندہ رہنا ثابت ہے نیز ملا عبدالقادر بدایونی کی روایت سے ''دعوت مہدیت'' کے ذیل میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ نے مکہ معظّمہ میں دعوی مہدیت فرمایا تھا اور یہ 901ھ کا واقعہ ہے اس لحاظ سے دعوت کے بعد آپ کا نو سال زندہ رہنا ثابت ہوتا ہے۔

(ج) امت کو اس طرح نعمت دی جائے گی کہ کبھی نہ دی گئی ہو گی۔

یہ نعمت کس قسم کی ہو گی اس کی توضیح بعد کے الفاظ کرتے ہیں۔ یعنی امت کو کھانے کی چیزیں دی جائیں گی اور وہ ذخیرہ نہ کرے گی' ذخیرہ نہ کرنا رسول اللہ صلعم کا عمل ہے جیسا کہ ترمذی (باب الزہد) میں مذکور ہے۔ **کان النبی علیه السلام لایذخر شیاً لغداً** رسول اللہ صلعم دوسرے دن کے لئے ذخیرہ نہ فرماتے تھے۔

ابوذر غفاریؓ بھی اسی عمل کا احیا چاہتے تھے۔ حدیث میں مذکور ہے کہ امت کھانے کی چیزوں کا ذخیرہ نہ کرے گی۔ ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلعم کی طرح جب تک کوئی امت کو نعمت دین سے مالا مال نہ کرے گا اس وقت تک ذخیرہ اندوزی کی ہوس اس کے دل سے نہیں جائے گی۔ امت مہدیؑ کا عمل ارشاد مہدیؑ ''مومن ذخیرہ نہ کند'' (مومن ذخیرہ نہیں کرتا) پر تھا' اس لحاظ سے حدیث کا یہ جزو بھی آپ کے حسب حال ہے۔

تو یہ حدیث بھی مہدیؑ کے حسب حال ہے کہ کیونکہ اس پیشین گوئی کا بھی ظہور ہوا ہے۔ حدیث میں مذکور ہے کہ مال انباروں ہوگا لیکن اس کی صراحت نہیں کہ مہدی کے ہاں مال ہوگا۔ دوسرے یہ مذکور نہیں کہ وہ شخص کیا مانگے گا۔ اگر مال مرادلیں تو بھی یہ امامنا علیہ السلام کے حسب حال ہے۔ مہدی علیہ السلام نے جب مانڈو (مندو) میں قیام فرمایا تو سلطان غیاث الدین خلجی نے ساٹھ قنطار سونا حضرت کی خدمت میں بھیجا تھا۔

میاں عبدالرحمٰن نے مولود میں مانڈو کے واقعات کے ذیل میں لکھا ہے۔

همراه شاه شصت عدد قناطیر پر اززرویک تسبیح دُر که قیمتش کروڑ محمودی بود ایں فتوح به حضور میراں فرستاده.

اور صاحب شواہدالولایات نے باب نہم میں یہ روایت کی ہے۔

وآں سلطان نیکوکار فتوح بسیار فردستاد بعضی می گویند که سلطان ساکن قلعه مانده بود و جائے که حضرت میراں علیه السلام فرود دآمده بودند بمقدارے زمین بود که درنظر سلطان معائنه بود و فرمود که گردون مالی از قلعه تاجائے که آنحضرت فرود آمده بودند یکساں باشد' درمیان خالی نباشد۔

اس نیکوکار پادشاہ نے بہت فتوح روانہ کی اور بعض کہتے ہیں کہ سلطان قلعہ مانڈو میں تھا اور وہ جگہ جہاں مہدیؑ نے قیام فرمایا تھا اتنے فاصلہ پر تھی کہ سلطان قلعہ سے اس کا معائنہ کرسکتا تھا۔ اس نے حکم دیا کہ قلعہ سے مہدی کی فرودگاہ تک مال واسباب کی گاڑیوں کا سلسلہ لگادیا جائے اور بیچ میں کوئی جگہ خالی نہ رہے۔

حاصل یہ کہ مال کا انباروں ہونا ثابت ہے۔

(5) فيقوم الرجل فيقول يا مهدی اعطنی فيقول خذ' و المال يومئذ کے بعد فیقول الرجل کے الفاظ آئے ہیں۔ الرجل کے معنی اگر ایک شخص لیں تو یہ معنوی خرابی لازم آتی ہے کہ مال تو ہوگا انباروں اور مانگنے والا ایک' قطع نظر اس کے یہ بھی واضح نہیں کہ کتنا مال مانگا جائے گا۔ الرجل میں جو الف لام ہے معہود ذہنی ہے۔ یعنی وہ شخص جو محتاج ہوگا۔ اگر کئی آدمی محتاج ہوں اور مال مانگیں تو ہر ایک انفراداً الرجل کا مصداق ہوگا۔ حاصل یہ کہ مال جو انباروں تھا حضرت مہدی علیہ السلام نے وہاں کی مخلوق پر جو خزانہ کے ساتھ آئی تھی تقسیم فرما دیا۔

مہدی کے زمانہ میں نزول و فیضان برکات

حاکم کی روایت (اشعۃ اللمعات) میں یہ مذکور ہے کہ آسمان اپنی بوندوں کو کچھ نہ چھوڑے گا مگر یہ کہ برسا دے گا اور زمین اپنے نباتات سے کچھ اٹھا نہ رکھے گی مگر یہ کہ نکال باہر کرے گی۔

اگر بارش اس کثرت سے ہو تو اس کا نتیجہ تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہیں' زراعت تو رہی ایک طرف' ایک اور طوفان آجائے گا۔

مذکورہ روایت صحاح میں نہیں ہے' دوسرے یہ کہ اس میں لفظ مہدی مذکور نہیں ہے' اگر اس کو مہدی سے متعلق مان بھی لیں تو اس سے نزول برکات اور کثرت فیضان مراد ہوگی۔ ایسا طریق بیان متعارف ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

والبلد الطيب يخرج نباته باذن ربه والذی خبث لايخرج

(الاعراف۔آیت 58)

جو زمین پاکیزہ ہے اس میں سے پیداوار خوب نکلتا ہے اور جو خراب ہے اس میں سے جو کچھ نکلتا ہے تھوڑا (ناقص) ہوتا ہے۔

اس آیت کے ذیل میں صاحب مدارک نے یہ لکھا ہے۔

وھدا مثل لمن ینجح فیه الوعظ و ھو المومن والمن لایوثر فیه شئی من ذلک وھوا لکافر

(الجزء الثانی صفحہ 44)

یہ اس شخص کی مثال ہے جس میں وعظ اثر کرے اور وہ مومن ہے اور اس شخص کی مثال ہے جس میں وعظ وغیرہ اثر نہیں کرتا ہے وہ کافر ہے

مذکورہ آیت کے ذیل میں صاحب المواہب علیہ نے یہ لکھا ہے۔

تشبیہ کردہ است دل مومن را بہ زینے پاکیزہ و دل کافر را بہ زمینے شورہ زار (جلد اول صفحہ 189)

تشبیہ دی ہے اللہ تعالیٰ نے مومن کے دل کو پاکیزہ زمین سے اور کافر کے دل کو زمین شور سے۔

ظاہر ہے کہ مذکورہ آیت میں اچھی زمین سے دل مومن اور بنجر زمین سے دل کافر مراد ہے۔ایسی صورت میں کثرت بارش کا نزول برکات اور کثرت پیداوار سے کثرت فیض مراد لیں تو کس طرح مورد اعتراض ہو جائے گا خصوصاً جب کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرما دیا ہے کہ رزق کی فراوانی بندوں کی سرکشی کا موجب ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد یہ ہے۔

ولوبسط الله الرزق لعباده لبغوا فی الارض (الشوریٰ ع3)

اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے سب بندوں کے لئے رزق میں فراخی کر دیتا تو وہ دنیا میں ضرور سرکشی کرتے۔

مہدی کے عہد میں امت رسول پر روزی فراخ کر دی جائے گی تو پھر مذکورہ آیت کی

روشنی میں یہ واضح ہو گیا امت رسول سب سے زیادہ ظلم وفساد کرے گی!

(8) عن ابی سعید الخدری قال خشینا ان یکون بعد نبینا حدث فسالنا النبی قال ان فی امتی المهدی یخرج یعیش خمسا او سبعا او تسعا (زید الشاک) قال قلنا و ما ذاک قال سنین قال فیجی الرجل الیه فیقول یا مهدی اعطنی اعطنی قال فیحتی له فی ثوبه ما استطاع ان یحمله هذا الحدیث حسن (ترمذی)

ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہمیں ڈر تھا اس بات کا کہ ہمارے نبی کے بعد کوئی حدث ہو پس ہم نے رسول اللہ صلعم سے سوال کیا انہوں نے فرمایا کہ مہدی میری امت میں ہے' نکلے گا اور پانچ یا سات یا نو زندہ رہے گا۔ (شک کرنے والا زید ہے) کہا کہ ہم نے کہا وہ کیا ہے تو کہا سال ہیں' فرمایا کہ اس کے پاس وہ شخص (ایک شخص) آئے گا اور کہے گا اے مہدی مجھے دے مجھے دے فرمایا پس وہ دونوں ہاتھوں سے دیگا اس کے کپڑے میں جتنا کہ وہ اٹھا سکے گا۔ یہ حدیث حسن ہے۔

اس حدیث میں مندرجہ ذیل امور ہیں۔

(الف) مہدی کا امت رسول سے ہونا' اس کا ثبوت اس سے قبل دے چکے ہیں

(ب) 7 یا 9 سال زندہ رہنا اس سے قبل کی حدیث کے ذیل میں ثابت کیا گیا ہے۔

اب رہی پانچ کی روایت تو وہ بھی مہدی علیہ السلام کے حسب حال ہے یعنی مہدی علیہ السلام نے 905ھ میں بڑلی میں مہدیت کا دعویٰ فرمایا' اس کے بعد آپ صرف پانچ سال زندہ رہے' بڑلی میں دعوی مہدیت کرنے سے متعلق حدیث نمبر 5 کے ذیل میں عبداللہ محمد بن عمر مکی کا قول نقل کر چکے ہیں۔

(ج) مہدی کے اس شخص کا آنا اس کا مانگنا الیٰ آخرہ الرجل کی توضیح حدیث نمبر ے کے ذیل میں ہو چکی شخص کا آنا اور مانگنا حدیث نمبر ے میں بھی مذکور ہے۔ وہاں صرف دینا مذکور ہے اور یہاں دونوں ہاتھوں سے دینے کا ذکر ہے۔ حدیث زیر بحث میں یہ مذکور نہیں کہ کیا دیا جائے گا۔ اگر مال تسلیم کرلیں جب بھی حدیث کا یہ جزو امامنا علیہ السلام کے حسب حال ہے' میاں ولی جی بن یوسف نے حجۃ المنصفین میں یہ روایت کی ہے۔

روایت کرده شده است چونکه امام مہدی درماندو فروشدند فتوحے که ہر دو دست ہا پر کرده زرتنگه ہا مرد ماں رادادند بعده غلو شده ہمه آمدند و سوال کردند ہمه کس را دادند الیٰ آخرۃ۔

روایت کی گئی ہے کہ جب امام علیہ السلام مانڈو میں فروکش ہوئے تو آپ نے فتوح میں سونے کے تنگے دونوں ہاتھوں سے بھر بھر کے لوگوں کو دئے' اس کے بعد ہجوم ہوا اور سب لوگ آ گئے۔ سب نے سوال کیا اور سب کو دیا۔

اس روایت سے حضرت مہدی علیہ السلام کا دونوں ہاتھوں سے مال دینا ثابت ہے اور لینے والا مال کپڑے میں نہیں تو کیا برتن میں لے گا۔ آج تک مہدویوں کے مرشد تبرک دونوں ہاتھوں سے دیتے ہیں اور لینے والا کپڑے میں لیتا ہے۔ اس طرح دینا اور کپڑے میں لینا حضرت مہدی علیہ السلام کے زمانہ کی تقلید معلوم ہوتی ہے۔ صاحب اشعۃ اللمعات نے ما استطاع ان یحمله کے ذیل میں ''بسیار مید ہدو بیشمار میدہد'' (اشعۃ اللمعات (طبع نولکشور 1355ھ) جلد 4 صفحہ 317) لکھا ہے یعنی بہت دیتا ہے اور بیشمار دیتا ہے۔ یہ بھی مہدی علیہ السلام کے حسب حال ہے اس لئے کہ آپ نے خزائن اہلِ شہر پر تقسیم فرمادئے اس حدیث میں بھی اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ مہدی علیہ السلام رسول اللہ صلعم کے نقش قدم پر چلیں گے اور مال ذخیرہ

نہ کریں گے۔

اب رہی یہ بحث کہ مہدیؑ کے لئے زمین سے خزانے نکلیں گے تو اس مضمون کی کوئی روایت کتب صحاح میں مہدیؑ کے باب میں مروی نہیں ہے بلکہ حدیث صحاح اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ دجال کے لئے زمین سے خزانے نکلیں گے' حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ **ویمر بالخربة فیقول لها اخرجی کنوزک فتتبعه کنوزها** (اشعۃ اللمعات جلد رابع صفحہ 329)

یعنی پس گزرتا ہے دجال ویرانہ پر پس کہتا ہے ویرانہ کو نکال اپنے خزانے' پس اس کے پیچھے آتے ہیں خزانے ویرانے کے۔ پس خزانوں کا زمین سے نکلنا دجال کے لئے ہوا مہدی کے لئے نہیں۔

(9) عن ثوبان قال قال رسول الله صلعم یقتل عند کنزکم ثلاثه کلهم ابن خلیفه ثم لایصیر الی واحد منهم ثمه تطلع الرایات السود من قبل المشرق فیقتلونکم قتلا لم یقتله قوم ثم ذکر شیئا لااحفظه فقال اذا رایتموه فبایعوه ولو حبوا علی الثلج فانه خلیفه الله المهدی. (ابن ماجہ)

ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا تمہارے کنز کے پاس تین آدمی کارزار کریں گے تینوں خلیفہ کے بیٹے ہوں گے پس وہ کنز کسی ایک کا بھی نہ ہوگا۔ پھر سیاہ جھنڈے مشرق کی جانب سے طلوع ہوں گے وہ تمہیں ایسا قتل کریں گے کہ کسی قوم نے دوسری قوم کو اس طرح قتل نہ کیا ہوگا پھر کچھ ذکر کیا جو مجھے یاد نہیں ہے۔ پس جب تم اسے دیکھو تو اس سے بیعت کرو اگرچہ کہ تمہیں برف پر رینگنا ہو۔ پس تحقیق کہ وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے۔

اس حدیث میں مندرجہ ذیل امور ہیں۔

(الف) خلیفہ کے تین بیٹوں کا کنز کے لئے لڑنا الی آخرہ۔ لفظ کنز کے ذیل میں صاحب منتہی الارب نے یہ لکھا ہے ''آنچہ بداں مال رانگاہ دارند ''یعنی وہ چیز جس سے مال کی حفاظت کی جائے۔ اس سے اس امر کی صراحت نہیں کہ وہ چیز کیا ہے۔ ''اقرب الموارد'' میں لفظ کنز کے ذیل میں یہ مذکور ہے۔ **ما یحرز فیه المال کالمخزن والصندوق** یعنی وہ جس میں مال محفوظ کیا جائے جیسے مخزن اور صندوق اور محیط المحیط میں کنز کے ذیل میں یہ لکھا ہے۔ ''**ما یحرزبه المال کالمخزن و الصندوق**'' حدیث زیر بحث میں کنزکم (تمہارا مخزن) کے الفاظ آئے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ مسلمانوں کا بیت المال اس کنز کا مصداق ہے تو مورد اعتراض نہ ہوگا۔ علمائے امت نے تو کنز کی بعید تر توضیح کی ہے۔ رسول اللہ صلعم کے فضائل میں مسلم نے حضرت ثوبانؓ سے ایک حدیث روایت کی ہے جس میں یہ الفاظ آئے ہیں'' **واعطیت الکنز الاحمر والابیض**'' یعنی مجھے دو مخزن دئے گئے ایک سرخ اور ایک سفید۔ نودی نے اس حدیث کے ذیل میں لکھا ہے کہ بعض علماء نے مخزنوں سے مراد عراق اور شام لیا ہے اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے بیان سے اس کی وجہ بھی ظاہر ہو جاتی ہے۔

بعض گفتہ اند کہ مراد باحمر ملک شام است از جہت سرخی رنگ ایشاں و بابیض ملک فارس از جہت سفیدی رنگ ایشان (اشعۃ اللمعات (طبع نولکشور 1354ھ جلد رابع صفحہ 470)

بعض علمائے حدیث نے کہا ہے کہ لال مخزن سے مراد ملک شام ہے اس لئے کہ وہاں کے باشندوں کا رنگ سرخ ہوتا ہے اور ابیض سے مراد ملک فارس ہے اس لئے کہ وہاں کے باشندں کا رنگ سفید ہوتا ہے۔

صاحب نجوم المشکوۃ نے اس حدیث کے ذیل میں لکھا ہے ''**والجن والانس**

او العجم و العرب بجمعهم الله علی دینہ و دعوتہ (نجوم المشکوٰۃ (قلمی) صفحہ 1171 حدیث عربی نمبر (1023) اسٹیٹ سنٹرل لائبریری) یعنی دونوں مخزنوں سے یا جن وانس مراد ہیں عرب وعجم جنہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کے دین اور آپ کی دعوت پر جمع فرما دیا تھا۔ قطع نظر اس کے نہایہ میں لفظ کنز کے ذیل میں یہ مذکور ہے۔

"**و منه قوله لاحول ولاقوة الا بالله كنز من كنوز الجنة ای اجرها مذّخر لقائلها والمتصف بها**"۔ یعنی "**لاحول ولا قوة الا بالله**" ایک مخزن ہے جن کے مخزنوں میں سے یعنی اس کا ثواب جو ذخیرہ کیا گیا ہوگا۔ اس کے کہنے والے کے لئے اور اس شخص کے لئے جو اس سے متصف ہو۔ ترمذی میں **فانها من كنز الجنة** کے الفاظ آئے ہیں۔ (اشعۃ اللمعات جلد دوم صفحہ 334)

حاصل یہ کہ کنز کی توضیح عراق وشام جن وانس عرب وعجم ثواب وغیرہ سے بھی کی گئی ہے۔ اگر ہم بیت المال سے کنز کی توضیح کریں تو مورد اعتراض نہ ہوگا۔ واضح ہو کہ بیت المال کا تعلق خلافت سے ہے' حدیث زیر بحث کے یہ معنی ہوں گے کہ خلیفہ کے تین بیٹے خلافت کے لئے کارزار کریں گے۔ اب رہا عند کنزکم میں لفظ عند کا استعمال تو اس کے لئے یہ ضروری نہیں کہ بیت المال کے قریب ہی لڑائی ہو۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے "**ان من شئی الا عندنا خزائنه**" یعنی جتنی چیزیں ہیں ہمارے پاس سب کے خزانے ہیں۔ عند سے یہ لازم نہیں آتا ہے ہر چیز کا خزانہ اللہ کی ذات کے قریب ہو۔ اسی طرح حدیث میں مذکور ہے' **من قتل دون ماله فهو شهيد** ﷺ "(اشعۃ اللمعات جلد ثالث صفحہ 246) یعنی جو شخص اپنے مال کے پاس مارا گیا وہ شہید ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے مال کے لئے مارا جائے اور اس وقت وہ مال اس کے پاس نہ ہو کسی اور جگہ ہو تو کیا اس پر شہید کا اطلاق نہ ہوگا۔

حضرت علیؑ کی اولاد نے خلافت کے لئے جو جدوجہد کی ہے اس پیشین گوئی کا مصداق

ہے۔حضرت امام حسنؓ نے خلافت حاصل کی اس کے بعد امیر معاویہؓ سے جنگ کی' آخرکار امام حسنؓ کو خلافت سے دستبردار ہونا پڑا۔دوسرے امام حسینؓ نے یزید کے مقابل جدوجہد کی لیکن خلافت حاصل نہیں ہوئی۔اسی طرح مختار نے جو بنی امیہ سے مقابلہ کیا وہ محمد بن حنیفہ سے منسوب ہوگا کہ مختار ان کو مہدی سمجھتا تھا اور یہ چاہتا تھا کہ خلافت ان ہی کے ہاتھ آ جائے۔مختار کے مارے جانے کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر نے محمد بن حنیفہ کو یہ کہلا بھیجا۔

قد قتل الله الكذاب الذى كنت تدعى نصرته و اجمع على اهل العراقين فبايع لى (طبقات ابن سعد (طبع یورپ) الجزالخامس صفحہ 77)

تحقیق کہ خداوند تعالیٰ نے ایسے کذاب کو قتل کرا دیا جس کی نصرت کا تمہیں دعویٰ تھا۔عراق عرب وعراق عجم کے مسلمان میری خلافت پر متفق ہوگئے ہیں۔اب تم بھی میری بیعت کرو۔

اس سے معلوم ہوا کہ مختار کی جدوجہد حقیقت میں محمد بن حنیفہ کی جدوجہد تھی۔اس طرح خلیفہ کے تین بیٹوں کا کارزار کرنا ثابت ہوگیا اور خلافت ان تینوں میں سے کسی کو نہ ملی۔

(ب) دوسرے یہ بیان کیا گیا ہے کہ مشرق کی جانب سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے۔بنی عباس کی خلافت کا ظہور اس پیشین گوئی کا مصداق ہے' اس تحریک کا آغاز خراسان سے ہوا اور خراسان عرب کے مشرق میں واقع ہے۔سیاہ جھنڈے حکومت بنی عباس کا شعار رہا ہے۔بنی عباس کے حامیوں نے بنی امیہ کو چن چن کر قتل کیا۔

(ج) اس کے راوی کا بیان ہے کہ کچھ ذکر کیا گیا لیکن اس کو یاد نہیں۔

واضح ہو کہ حدیث مذکور میں کوئی ایسا اسم ظاہر نہیں ہے جس کی طرف اس ضمیر کو پھیر سکیں جو رایتموہ اور بایعوہ میں موجود ہے۔ممکن متروکہ فقرہ میں کوئی ایسا اسم ظاہر ہو جو مذکورہ ضمائر کا مرجع قرار پا سکے۔الفاظ حدیث سے نہ تو مہدی کا مشرق سے نکلنا ظاہر ہوتا ہے اور نہ ان کے ساتھ سیاہ

جھنڈوں کا رہنا ثابت ہوتا ہے۔ مولف ہدیہ مہدویہ نے باب سوم دلیل سوم میں یہ اعتراض کیا ہے کہ صاحب معارضۃ الروایات نے اس حدیث میں جو فقرہ متروکہ ہے اس سے تعرض نہیں کیا اور خود بیان کیا ہے کہ حاکم اور ابونعیم کی روایت سے متروکہ عبارت معلوم ہو جاتی ہے اور لفظ قوم کے بعد اس طرح شروع ہوتی ہے۔ ”**ثم یجیی خلیفة الله المهدی فاذا سمعتم به فاتوه فبا یعوه الی آخره**“ اس متروکہ فقرہ سے معلوم ہوجاتا ہے کہ **بایعوه** میں جو ضمیر ہے۔

اس کا مرجع خلیفۃ اللہ المہدی سے ہے جو لفظ **سمعتم** سے پہلے آیا ہے واضح ہو کہ ثم طلوع رایات اور ظہور مہدی کے درمیان آیا ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ طلوع رایات کے بعد مہدی کا ظہور ہوگا رایات کے ساتھ نہیں اور ثم تراخی بعیدہ اور غیر معین تراخی بعیدہ کے لیے بھی آتا ہے۔ خداوند تعالیٰ کا ارشاد ثم **یمیتکم ثم یحییکم** اس کا شاہد ہے نزول آیت کے زمانہ میں جن لوگوں نے وفات پائی ہے ان کے قیامت کے روز زندہ ہونے تک نہیں معلوم کتنے ہزار اور کتنے لاکھ برس گزر جائیں گے اور اس پر ثم کا اطلاق بالفاظ قرآن ثابت ہے‘ حدیث کا یہ فقرہ بھی حضرت مہدی علیہ السلام کے حسب حال ہے۔ اس لیے کہ خلافت عباسیہ کی تحریک کے تقریباً سات سو برس بعد آپ کی ولادت ہوئی۔ اس طرح اگر پیشین گوئی کی توضیح کی جائے تو قابل اعتراض نہیں اس لیے کہ انجیل یوحنا (باب 12 آیت 31) میں رسول اللہ صلعم کے متعلق یہ پیشین گوئی ہے۔

الآن یطرح رئیس هذا العالم خارجاً

اب اس عالم کا سردار نکالا جائے گا یعنی پیغمبر آخر الزمان کا ظہور ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے الآن‘ یعنی اب فرمایا اور اس کے تقریباً چھ سو سال بعد رسول اللہ صلعم کی ولایت ہوئی ایسی صورت میں لفظ ثم آجانے کی وجہ سے جو اثر تاخیر بعیدہ کے لیے آتا ہے سات سو سال کے بعد مہدی کے ظہور کا تعین کیا جائے تو کیا حرج ہے۔

(د) حدیث مہدی کا خلیفۃ اللہ ہونا مذکور ہے‘ یہ بھی آپ کے حسب حال ہے کیونکہ خدا

کے خلیفوں اور انبیاء کے صفات آپ میں پائے جاتے ہیں۔اس کی توضیح اخلاق کے ذیل میں کی گئی ہے۔اس حدیث میں مہدیؑ سے قبل کی جن علامتوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کا ظہور ہو چکا تھا اس لیے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کو اسے مہدی عباسی سے متعلق کرنا پڑا ازالۃ الخفا کے مقصد اول فصل پنجم میں اس حدیث کے ذیل میں یہ لکھا ہے"**مراد از مهدی خلیفه بنی عباس است نه امام مهدی که در آخر الزمان ظهور نماید**" یعنی اس حدیث میں مہدی مراد خلیفہ بنی عباس ہے نہ کہ امام مہدیؑ جن کا آخر زمانہ میں ظہور ہوگا۔بہر حال اس عبارت سے اتنا تو ثابت ہوتا ہے کہ اس حدیث کی بنا پر یہ استدلال کرنا کہ امام مہدی کے ساتھ کالے جھنڈے ہوں گے۔شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔

دیوبندی عقائد پر تبصرہ اوراس کی فہرست

قولہ: نوٹ علمائے دیوبند کی گستاخیوں کی جو بات آپ نے کی ہے جب آپ باقاعدہ اور باحوالہ عبارت دیں گے تب ہم اس کا جواب پیش کریں گے۔ فی الحال آپ نے جلدا جلدی میں جو سمجھ میں آیا لکھا ہے۔

قولنا۔ جناب صدر تحفظ ختم نبوت آپ کا یہ باحیا مرسلہ کا حیادار اختتامی اقرار واثق ہے جس میں آپ نے وعدہ کیا ہے کہ اگر باحوالہ عبارت دیں گے تب اس کا جواب پیش کیا جائے گا۔ مجھے ضرور امید ہے کہ آپ ان عقائد باطلہ کا قرآن اور احادیث نبویہ صریحہ وصحیحہ سے بہ صراحت جواب دیں گے۔ یہ فقیر کو انتظار رہے گا۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اب تک جس قدر مسائل میں آپ لوگوں نے اختلاف کیا تھا اس کا قرآن اور احادیث نبویہ اور علمائے متقدمین میں اہل سنت کے عقائد کی روشنی میں بہ دلائل تحقیق کردی گئی ہے اگر مزید آپ لوگوں کو ہماری کتب میں جو بھی خلاف قرآن و احادیث نظر آئے کتاب کے حوالہ کے ساتھ اس عبارت کو لکھ کر بتایا جائے انشاءاللہ تعالیٰ ہم ضرور اس کا جواب آپ کی خدمت میں ارسال کریں گے۔

ہم عام مسلمان بھائیوں کی اور ہمارے مہدوی بھائیوں اور وہ لوگ جو ہم کو چھوڑ کر مرتد ہوکر چلے گئے ہیں ان کی واقفیت کے لیے آپ لوگوں کے عقائد کی فہرست پیش کرتے ہیں اور ہر ایک کے مقابل مہدوی عقیدہ بھی مختصراً بیان کرتے ہیں۔ اب جو عقائد لکھ رہے ہیں اس کے علاوہ اور بے شمار عقائد جو ایسے ہی باطل ہیں کا انبار ہے اس کو حسب ضرورت پیش کریں گے۔

وہ آپ ہی کے لوگوں کی کتابوں میں چھپا ہوا موجود ہے۔ اگر کوئی غلط ثابت کریں تو انعام کے مستحق ہیں فی الحال صرف فہرست پیش کرتے ہیں۔

ہم امید رکھتے ہیں کہ آپ لوگ ان عقائد کو دیکھنے کے بعد اپنا پلہ نہیں جھاڑیں گے کیونکہ آپ لوگوں کی عادت یہی ہے۔

دیوبندی عقائد	مہدوی عقائد
(1) خدائے تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے (مسئلہ امکان کذب) براہین قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی جہد المقل مصنفہ مولوی محمود حسن صاحب	جھوٹ بولنا عیب ہے جیسے کہ چوری یا زنا کرنا وغیرہ اور رب تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے ومن اصدق من الله حديثا 0 (قرآن کریم) نیز خدا کی صفات واجب ہیں نہ کہ ممکن لہذا خدا کے لیے ''سکنا'' کہنا بے دینی ہے
(2) اللہ کی شان یہ ہے کہ جب چاہے علم غیب دریافت کرلے ۔ کسی ولیؔ، نبیؔ، جنؔ، فرشتےؔ، بھوتؔ کو اللہ نے یہ طاقت نہیں بخشی (تقویۃ الایمان مصنفہ مولوی اسمعیل صاحب دہلوی)	خدائے پاک ہر وقت عالم الغیب ہے اس کا علم اس کی صفت ہے اور واجب ہے جب چاہے تب معلوم کرنے کا مطلب یہ ہوا کہ نہ چاہے تو جاہل ہے یہ کفر ہے خدا کے صفات کے اختیار میں نہیں وہ واجب ہیں نیز رب نے اپنے محبوبوں کو بھی علم غیبیہ عطا کئے (قرآن کریم)
(3) خدائے تعالیٰ کو جگہ اور زمانہ اور مرکب ہونے اور ماہیت سے پاک ماننا بدعت ہے ۔ ایضاح الحق مصنفہ مولوی اسمعیل صاحب دہلوی	خدائے قدوس جگہ اور زمانہ اور ترکیب و ماہیت سے پاک ہے نہ وہ کسی جگہ میں رہتا ہے نہ اس کی عمر ہے نہ وہ اجزاء سے بنا ہے۔

مہدوی عقائد	دیوبندی عقائد
خدائے تعالیٰ ہمیشہ سے ہر چیز کا جاننے والا ہے اس کا علم واجب اور قدیم ہے جو ایک آن کے لیے کسی چیز سے اس کو بے علم مانے وہ بے دین ہے (عام کتب عقائد) دیوبندی خدا کے علم غیب کے بھی منکر ہیں تو اگر حضور علیہ الصلو ۃ والسلام کے علم غیب کا انکار کریں تو کیا تعجب ہے؟	(4) خدائے تعالیٰ کو بندوں کے کاموں کی پہلی سے خبر نہیں ہوتی جب بندے اچھے یا برے کام کر لیتے ہیں تب اس کو معلوم ہوتا ہے ۔ بلغۃ الحیران صفحہ 57 زیر آیت **الاعلی اللہ رزقھا ویعلم مستقرھا و مستودعھا کل فی کتب مبین** o مصنفہ مولوی حسین علی صاحب بھچرانوالہ شاگرد مولوی رشید احمد صاحب
خاتم النبیین کے یہ ہی معنی ہیں کہ حضور علیہ الصلواۃ والسلام آخری نبی ہیں حضور علیہ الصلواۃ السلام کے زمانہ ظہور یا بعد میں کسی اصلی، بروزی، مراقی، مذاقی کا نبی بننا محال بالذات ہے۔ اسی معنی پر سب مسلمانوں کا اجماع ہے اور ہم مہدوی بھی یہی مانتے ہیں اور یہ ہی معنی حدیث نے بیان فرمائے جو اس معنی کا انکار کرے وہ مرتد ہے (جیسے کہ قادیانی اور دیوبندی)	(5) خاتم النبیین کے معنی یہ سمجھنا غلط ہے کہ حضور علیہ الصلو ۃ والسلام آخری نبی ہیں بلکہ یہ معنی ہیں کہ آپ اصلی نبی ہیں باقی عارضی لہذا اگر حضور علیہ الصلواۃ والسلام کے بعد اور بھی نبی آجاویں تو بھی خاتمیت میں فرق نہ آوے گا (تحذیر الناس مصنفہ مولوی محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند)

دیوبندی عقائد	مہدوی عقائد
(6) اعمال میں بظاہر امتی نبی کے برابر ہوجاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں (تحذیر الناس مصنفہ مولوی محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند)	یہ لوگ خود تمام امت کو نبی کے برابر مانتے ہیں اور لوگوں پر اعتراض کرتے ہیں ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ صرف مہدی موعودؑ ہی نبی کے برابر ہوسکتے ہیں جو قرآن اور احادیث سے ثابت ہے اس کا علاوہ کوئی غیر نبی خواہ ولی ہو یا غوث یا صحابی کسی کمال علمی و عملی میں نبی کے برابر نہیں ہوسکتا بلکہ غیر صحابی صحابی کے برابر نہیں ہوسکتا۔ صحابی کا کچھ جَو خیرات کرنا ہمارے صدہا من سونا خیرات کرنے سے بدرجہا بہتر ہے (حدیث)
(7) حضور علیہ الصلواۃ واسلام کو بھائی کہنا جائز ہے کیونکہ آپ بھی انسان ہیں (براہین قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد صاحب وتقویۃ الایمان مصنفہ مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی)	حضور علیہ الصلواۃ والسلام کو الفاظ عام سے پکارنا حرام ہے اور اگر یہ نیت حقارت ہو تو کفر ہے (قرآن کریم) یا رسول اللہ یا حبیب اللہ کہنا ضروری ہے)
(8) شیطان اور ملک الموت کا علم حضور علیہ الصلواۃ والسلام سے زیادہ ہے (براہین قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد صاحب)	جو شخص کسی مخلوق کو حضور علیہ الصلواۃ والسلام سے زیادہ علم مانے وہ کافر ہے (دیکھو شفا شریف)

مہدوی عقائد	دیوبندی عقائد
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام مخلوق الہیٰ میں بڑے عالم ہیں ۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسی وصف پاک کو ادنیٰ چیزوں سے تشبیہ دینا یا ان کے برابر بتانا صریح توہین ہے اور یہ کفر ہے محمدؐ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے	(9) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم بچوں، پاگلوں، جانوروں کی طرح یا ان کے برابر ہے (حفظ الایمان مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب)
رب تعالیٰ نے ساری زبانیں حضرت آدم علیہ السلام کو تعلیم فرمائیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم ان سے کہیں زیادہ ہے تو جو کہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ زبان فلاں مدرسہ سے آئی وہ بے دین ہے	(10) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اردو بولنا مدرسہ دیوبند سے آگیا (براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد صاحب)
رب تعالیٰ فرماتا ہے وکان عنداللہ وجیھاً 0 پھر فرماتا ہے العزۃ للہ ولرسولہ وللمومنین جو نبی کو خدا کے سامنے ذلیل جانے وہ خود چمار ہے ذلیل ہے۔	(11) ہر چھوٹا بڑا مخلوق (نبی اور غیر نبی) اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے (تقویۃ الایمان) مصنفہ مولوی اسمٰعیل صاحب)
جس نماز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کا خیال نہ ہو وہ نماز ہی نامقبول ہے ۔ اسی لیے التحیات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام کرتے ہیں۔ وہ بھی کوئی نماز ہے یار نہ ہو نماز ہو	(12) نماز میں حضور علیہ السلام کا خیال لانا اپنے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر ہے (صراط مستقیم مصنفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی)

مہدوی عقائد	دیوبندی عقائد
حضور علیہ الصلواۃ والسلام کے بعض غلام پل صراط سے بجلی کی طرح گزر جائیں گے اور پل صراط پر پھسلنے والے لوگ حضور علیہ الصلواۃ والسلام کی مدد سے سنبھل سکیں گے آپ دعاء فرمائیں گے رب سلم (حدیث) جو کہے کہ میں نے حضور علیہ الصلواۃ والسلام کو پل صراط پر گرنے سے بچایا وہ بے ایمان ہے۔	(13) میں نے حضور علیہ الصلواۃ والسلام کو خواب میں دیکھا کہ مجھے آپ پل صراط پر لے گئے اور دیکھا کہ حضور حضور علیہ الصلواۃ والسلام گرے جارہے ہیں تو میں نے حضور کو گرنے سے روکا (بلغتہ الجیران، مبشرات مصنفہ مولوی حسین علی صاحب شاگرد مومولوی رشید احمد صاحب)
حضور علیہ الصلواۃ والسلام کی ساری بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں (قرآن کریم) خصوصاً صدیقتہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وہ شان ہے کہ دنیا بھر کی مائیں ان کے قدم پاک پر قربان ہوں کوئی کمین آدمی بھی ماں کو خواب میں دیکھ کر جورو سے تعبیر نہ دے گا۔ یہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سخت توہین بلکہ اس جناب کے حق میں صریح گالی ہے اس سے زیادہ اور کیا بے ایمانی اور بے غیرتی ہوسکتی ہے کہ ماں کو جورو سے تعبیر دی جاوے اور وہ بھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ ایسے باطل عقائد اور ناپاک خیالات رکھنے والے جن کا اسلام سے کیا تعلق ایسے بدعقیدہ اور بدباطن ہم مہدویوں پر انگلی اٹھانے کی جرات کرتے ہیں۔	(14) مولوی اشرف علی صاحب نے بڑھاپے میں ایک کمسن شاگردنی سے نکاح کیا۔ اس نکاح سے پہلے ان کے کسی مرید نے خواب میں دیکھا کہ مولوی اشرف علی کے گھر میں حضرت بی بی عائشہؓ آنے والی ہیں جس کی تعبیر مولوی اشرف علی صاحب نے یہ کی کہ کوئی کمسن عورت میرے ہاتھ آوے گی کیونکہ حضرت عائشہؓ کا نکاح جب حضور علیہ اسلام سے ہوا تو آپ کی عمر سات سال تھی وہ ہی نسبت یہاں کہ میں بڈھا ہوں اور بی بی لڑکی ہے (رسالہ الامداد) مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب ماہ صفر 1335ھ

مجلس ختم نبوت کا سہ ورقی مراسلہ بنام فقیر سید دلاور

بسم اللہ الرحمن الرحیم. وبہ نستعین

کمالِ بے حیائی کا باحیا جواب

جناب سید دلاور صاحب صدر مجلس علمائے مہدویہ

السلام علی من اتبع الحق والھدیٰ

جناب کا مرتبہ ورقی مضمون دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت تلنگانہ و آندھرا کو موصول ہوا' جس میں اگرچہ خطاب اپنی قوم اور اپنی برادری سے کیا گیا ہے' تاہم چوں کہ مجلس تک باقاعدہ پہونچایا گیا ہے اور صدر مجلس پر مقتدائے مذہب کی شان میں گستاخی کا رونا رویا گیا ہے اس لیے مجلس کی جانب سے مختصر جواب مرسل ہے۔

1۔ جناب کے مقتدائے مذہب ''امامکم'' کی شان میں جن گستاخیوں کا مضمون میں تذکرہ کیا گیا ہے وہ آپ کی کتب اور متونِ مذہب میں موجود نبی کریم ﷺ فداہ ارواحنا وارواح المسلمین کی شانِ عزتمآب میں کی گئی عامیانہ وجاہلانہ گستاخیوں' دل آزاریوں اور دل سوزیوں کی بنا پر سامنے آئی ہیں' جن کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

2۔ ہمارے مقابلے میں آپ مہدویوں کا حلم و بردباری' متانت وسنجیدگی کا ہمیشہ کا جو معمول جتلایا گیا ہے اس کی قلعی اسی مضمون کے اندر موجود ــــ کمال بے حیائی' بازاری و جاہل' علم سے کوسوں دور' زماں خان جو مہدویوں کا بڑا دشمن تھا' قاسم نانوتوی جوان کا بڑا مقتدا ہے ــــ جیسے الفاظ سے کھل گئی ہے' اگر یہی سنجیدگی ومتانت ہے تو آپ ہی کو مبارک!۔

3۔ جناب نے نبی کریم ﷺ کے ''علم الخلائق'' ہونے اور'' ازَ سے ابد تک ما کان وما یکون کا علم شہادت وعلم غیب'' عطا ہونے پر اپنے ایمان کا ذکر فرمایا ہے۔(اگرچہ مذکورہ تفصیل کے ساتھ علم کا یہ مقام الوہیت ہے' لیکن ہم اس تفصیل سے پڑے بغیر)جناب سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ مہدویوں کے عقیدے کے مطابق امام کو بھی اولین وآخرین کا ایسا ہی علم دیا گیا تھا' بلکہ ان کے ایک خلیفہ کو بھی ایسا علم دیا گیا تھا۔

''حق تعالیٰ نے بندے کو تمام انبیاء واولیاء مومنین ومومنات اور جملہ موجودات کے احوال اس طرح معلوم کروادئے ہیں جیسا کہ کوئی شخص کوئی چیز اپنے ہاتھ میں رکھتا ہواور ہر طرف سے پھرا کر اس کو کما حقہ پہنچتا ہو۔''(شواہدالولایت: 246)

''فرمایا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے میاں شاہ دلاور کو(کے لیے)عرش سے تحت الثریٰ تک ایسا روشن کیا ہے جیسے کوئی شخص اپنی ہتھیلی میں رائی کا دانہ رکھتا ہو۔فرمایا کہ میاں دلاور کا حال بہتر جاننے والے ہیں۔''(ایضاً55)

4۔ جناب کا کہنا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مہدی موعود علیہ السلام کے بارے میں جو تفصیل بیان فرمائی ہے ہم اس کو تہہ دل سے مانتے ہیں اس کے بارے میں ہم کہتے ہیں کہ جو تفصیل نبی کریم ﷺ نے بیان کی ہے اس کو آپ لوگ ہیں نہیں عہد رسالت سے آج تک دنیا کے تمام مسلمان تہہ دل سے مانتے ہیں لیکن جو تفصیل نبی کریم ﷺ نے نہیں بتائی بلکہ ''امامکم'' اور ان کے خلفاء نے بتائی ہے جو نبی کریم ﷺ کے ایک ہزار برس بعد وضع کی گئی ہے جو حدیثوں سے کھینچ تان کر یا غیر معتبر روایات کا سہارا لیکر یا مغلوب صوفیاء کی عبارات کو دلیل بنا کر جمع کی گئی ہے۔اس تفصیل پر سوائے آپ لوگوں کے دنیا میں اور کون ایمان لایا ہے؟ان میں سے بعض چیزیں روافض کے ہاں مل سکتی ہیں۔اگر کسی اہل سنت کا ایک آدھ تفرد بھی آپ کی حمایت کرتا ہے تو اس کا بھی کوئی فائدہ نہیں' اس لیے کہ عقائد کا ثبوت نصوصِ قطعیہ' احادیث صحیحہ متواترہ سے ہوتا ہے نہ کہ احادو

تفردات وشطیات سے۔

جنابِ عالی! جو چیزیں قطعی الثبوت اور متفق الاعتقاد ہیں انہیں چھوڑ ئے ان کا بہانا بنا کر اپنے مزعومات کو ثابت کرنے کی کوشش کرنا بدترین علمی خیانت ہے' جو باتیں نقلیات کے نام سے آپ نے اپنی کتب میں جمع کر رکھی ہیں اور انہیں ایمانیات میں شمار کر رکھا ہے وہ باتیں کیا آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہیں؟ امامکم اور ان کے خلفاء کے فرامین کی بہ مقابلۂ کتاب و سنت کیا اہمیت ہے؟ وہ کوئی نیا مذہب تو لے کر نہیں آئے جیسا کہ امامکم بار بار فرما رہے ہیں کہ اتباع کتاب وسنت ہی اصل دین ہے۔

5۔ مفسرین کرام کی تفسیروں اور احادیثِ رسالت پناہی میں جو بے شمار تصریحات و تشریحات کے تاب ناک ستارے آپ کو جگمگاتے دکھائی دے رہے ہیں جو کہ امت مسلمہ کے لاکھوں محدثین و مجتہدین اور علماء کو ان کی کورچشمی کی وجہ سے ڈیڑھ ہزار برس میں نظر نہ آ سکے' جناب سے گذارش ہے کہ ذرا ان کی نشاندہی کرنے کی زحمت گوارا فرمائیں' بہ شرطے وہ کہ قرآن کریم کی نصوص قطعیہ' احادیث صریحہ اور اجماع امت کی روشنی میں ہوں۔ اور امامکم کے ظہور سے پہلے متفق علیہ اور مسلمہ ہوں' کیوں کہ یہ عقیدے کا موضوع ہے اسمیں رطب دیابس اور قیاسات کا گذر نہیں ہے' دوٹوک دلائل چاہئیں' ہاں! آپ کے پاس عقیدے بنانے کے لیے اس معیار کی ضرورت نہ ہو تو وہ آپ جانیں۔ جیسے آپ کے ہاں تفسیر کے لیے مفسرین کے اقوال دیکھنے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ ''نور ایمان کافی ہے'' (شواہد الولایت: 241) پھر مفسرین کے روشن و تابناک ستاروں کی کیا ضرورت ہے؟ اگر ہے تو الحمدللہ! آیئے دیکھ لیں گے کہ جمہور مفسرین و محدثین کے اجماعی عقائد پر کون قائم ہے کون منحرف؟

6۔ مشکوٰۃ کی جن حدیثوں کا آپ نے ذکر کیا ہے ان میں مہدی کے معصوم عن الخطا ہونے اور مامور من اللہ ہونے کا کہیں ذکر نہیں ہے' اس کے باوجود ان کی روشنی میں آپ مہدی

کو معصوم عن الخطاء اور خدائے تعالیٰ سے حکم ہونے یعنی احکام حاصل ہونے کو کیسے مانتے ہیں؟ آخر یہ ہیرا پھیری کیوں؟ وہ کون سی حدیث صحیح ہے جس کی روشنی میں آپ مہدی کو معصوم عن الخطاء اور اللہ سے حکم پانے والا مانتے ہیں؟ وہی صریح حدیثیں تو ہم بھی جاننا چاہتے ہیں' جب نبی اکرم ﷺ نے سب کچھ تفصیل سے بتا دیا ہے تو یہ کیوں نہیں بتا دیا؟ یہ کیوں امامکم کے دعوی اور آپ لوگوں کے اجتہاد و قیاس کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے؟ ذرا وہ حدیثیں سامنے لائیے' شرط یہ کہ وہ حدیثیں اصول حدیث کے مطابق صالح للاحتجاج ہونی چاہئیں؟ اور اگر اس کے مفہوم سے استدلال ہے تو اس مفہوم پر جمہور کا اجماع ہونا چاہیئے' امامکم سے پہلے زمانے بل کہ خیر القرون کا اجماع ہونا چاہیئے' یہ عقیدہ کی بات ہے گڑیوں کا کھیل نہیں؟

7۔ ہم نے کوئی شرارتِ نفس سے یہ نتیجہ نکالا آپ ہی کی کتابوں سے سمجھا ہے' ہم آپ سے سوال کر رہے ہیں کہ جب آپ نبی کریم ﷺ کو خاتم النبیین مانتے ہیں'' اور '' جو احکام اللہ رسول کے ہیں اسی کو مانتے ہیں تو پھر احکام ولایت محمدی کیا ہوتے ہیں؟ پانچ ارکان زمانہ نبوت کے ہم سر چھ ارکان زمانۂ ولایت کیسے وجود میں آ گئے ہیں؟ وہ اچھی ہی باتیں سہی انہیں کسی زمانے اور کسی کے زمانے کے ساتھ مخصوص کس نے کیا اور کس دلیل سے کیا؟ اگر آپ خاتم النبیین ﷺ کے بعد کسی کو نبی نہیں مانتے تو امامکم کو

- ایسا ہم سر رسول جو بال کے برابر بھی کم نہ ہو کیسے مانتے ہیں؟
- ان پر حکم خدا بلا واسطہ آنے کا عقیدہ کس بنا پر رکھتے ہیں؟
- جب وہ نیا دین نہیں لائے تو ان کے معصوم عن الخطا ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ اس کی تو صرف نبیوں کے لیے ضرورت ہے۔
- ان کے قول' فعل اور اقدامات کا بہ حکم خدا ہونا کیوں مانتے ہیں؟

جیسا کہ انصاف نامہ' شواہد الولایت وغیرہ کتب قوم میں موجود ہے۔

۸۔ آپ نے شہادت دی ہے **نشهدان محمد ا رسول الله خاتم الانبیاء لا نبی بعده و دینه خاتم الادیان و کتابه خاتم الکتب لا کتابعده .** شہادت تو بہت اچھی شہادت ہے اور تمام مسلمانوں کے مطابق ہے لیکن اس کے بعد بھی آپ بہت کچھ گواہیاں دیتے ہیں۔ثبوت ان کا چاہیے کیوں کہ ایمانیات میں نہ کمی کی جا سکتی ہے نہ زیادتی' ان زوائد کے ساتھ کوئی اپنے کو متبع کتاب وسنت نہیں کہہ سکتا۔ضرورت پڑنے پر ہم بھی سب باتیں سامنے لائیں گے۔اس وقت تین نقل پڑھ لیجیے۔

(الف) مہدیت اور نبوت میں نام کا فرق ہے' کام اور مقصود دونوں کا ایک ہی ہے۔
(شواہد ص:112)

(ب) حضرت مہدی نے وہ دعویٰ کیا ہے جو سوائے پیغمبروں کے (کسی کے لیے) سزاوار نہیں (شواہد : 167)

(ج) معلوم ہوا کہ یہاں متبوع کا تابع (مہدی موعود) مفروض الدعوت' مفترض الطاعۃ اور جمیع حالات میں اپنے متبوع (نبی کریم ﷺ) کے برابر ہے۔
(ﮨژدہ آیات:7)

نوٹ: علما دیوبند کی گستاخیوں کی جو بات آپ نے کی ہے جب آپ با قاعدہ اور با حوالہ عبارات دیں گے تب ہم اس کا جواب پیش کریں گے' فی الحال آپ نے جلدا جلدی میں جو سمجھ میں آیا لکھ دیا ہے۔

جمال الرحمٰن
صدر مجلس تحفظ ختم نبوت

رسالہ جاءالحق جس میں زمانہ بعثت مہدیؑ پر مکمل بحث

ہم یہاں صاحبان فکر ونظر کے لئے آیات قرآنی اوراحادیث نبوی کی روشنی میں یہ ثابت کریں گے کہ حضرت سید محمد جونپوریؑ ہی امام مہدی موعود ہیں۔آپ جس زمانہ میں اورجس مقام پر مبعوث ہوئے ہیں وہی زمانہ وہی مقام بعثت صحیح ہے جو آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے ثابت ہے۔مخفی مبادکہ امامنا مہدی موعودعلیہ السلام 14 / جمادی الاولیٰ 847ھ میں بمقام شہر جونپور پیدا ہوئے اور 19 ذیقعدہ 910ھ میں آپ کا وصال بمقام فراہ افغانستان ہوااورآپ کا مزار مقدس بھی وہیں ہے۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے

یا ایھا الذین امنو من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم و یحبونہ .(المائدہ 54)

ترجمہ:اے ایمان والوجولوگ تم میں سے اپنے دین سے پھر جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو لائے گا جس کو اللہ دوست رکھے گا اور اللہ کو وہ قوم دوست رکھے گی۔

آیت میں **فسوف یاتی اللہ بقوم** کا جملہ اوراس کے ماقبل ومابعد کی آیتیں ہمارے دعوی کوثابت کرتی ہیں۔اس آیت میں **یاتی** مضارع کا صیغہ ہے جس کے پہلے **سوف** کا لفظ آیا ہے جس سے مضارع مستقبل بعید کے معنی دیتا ہےاور **بقوم** میں بائے تعدیہ یا مصاحبت ہے۔اگر بائے تعدیہ تصور کریں تو آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ایک قوم کو مستقبل بعید میں لائے گا اور اگر بمعنی مصاحبت لیں تو ترجمہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ مستقبل بعید میں ایک قوم کے ساتھ آئے گا۔کسی قوم کے ساتھ آنا کسی قوم کولانا دونوں کا مآل قریب ہے۔

آیت مذکور میں لفظ اللہ سے مراد امام مہدی علیہ السلام کا ظہور مراد لیا جائے تو یہ

بات اسی اصول کے تحت ہوگی جو علمائے اسلام کے مسلمات سے ہے جیسا کہ توریت میں ایک بشارت کے الفاظ یہ ہیں۔

اِنَّ اللّٰہ طَلَعَ مِنُ سینا وَاَشرقَ لَھُمُ مِنَ السَّعِیر و من جیل فارن تَجَلّٰی ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ سینا سے طلوع ہوا سعیر سے چمکا اور کوہ فاران سے تجلی کیا (خطبات احمد یہ)

توریت کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ کا سینا سے طلوع ہونے سے مراد موسیٰ ؑ کا ظہور ہے اور سعیر سے اللہ تعالیٰ کے چمکنے سے مراد عیسیٰ ؑ کا ظہور ہے اور کوہ فاران سے اللہ تعالیٰ کے تجلی کرنے سے مراد حضرت رسول اللہ ﷺ کا ظہور ہے۔ اسی طرح **یاتی اللہ بقوم** میں **یاتی اللہ** کے الفاظ سے کسی صاحب جاہ وجلال خلیفۃ اللہ کا ظہور مراد ہوسکتا ہے۔ ابوبکر صدیق ؓ کے زمانہ میں جو قبیلے مرتد ہوگئے تھے اور آپ کے ساتھیوں کا مرتدین مذکور کو شکست دے کر ارتداد سے ہٹا کر راہ راست پر لانا سیاق آیت کے بالکل مغائر و مخالف ہے کیونکہ اس آیت میں **یاتی** مضارع کا صیغہ ہے جس کے پہلے **فسوف** داخل ہو کر اس کو مستقبل بعید کے معنی میں کر دیا ہے اس لئے آیت کا ترجمہ یوں ہوگا (جب لوگ تم میں سے مرتد ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ مستقبل بعید میں ایک قوم کو لائے گا یا ایک قوم کے ساتھ آئے گا) حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور آپ کی جماعت نزول آیت کے وقت موجود تھی تو موجودہ جماعت کو مستقبل بعید میں آنے والی جماعت کیسے کہا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت حسن بصری ؒ نے فرمایا ہے۔

عَلَّمَ اللّٰہُ اِنَّ قوماً یرجعون عن الاسلام بعد موت النبیؐ فاخبرانہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم و یحبونہ ۔

ترجمہ: اللہ کے علم میں یہ بات تھی کہ ایک قوم نبیﷺ کے بعد اسلام سے پلٹ جائے گی پس اللہ نے خبر دی کہ عنقریب وہ ایسی قوم کو لائے گا جس کو وہ دوست رکھے گا اور وہ قوم اللہ کو دوست رکھے گی۔

صاحب تفسیر نیشا پوری نے اس آیت کے تحت صاف اور کھلے الفاظ میں اس طرح لکھ دیا ہے کہ **لعل المراد منه قوم المهدی** یعنی شائد آیت میں قوم سے مراد قوم مہدی ہو اور حضرت امامنا علیہ السلام نے بامر اللہ خبر دی ہے کہ اس آیت شریفہ میں قوم سے مراد قوم مہدی ہے چونکہ آپ کی ذات خلیفۃ اللہ معصوم عن الخطاء ہے۔ اس لئے قوم سے مراد قوم مہدیؑ ہی ہونا قطعی اور یقینی ہو جاتا ہے۔ اس آیت شریفہ کی مزید توضیح کے لئے کتب مہدویہ میں بہت بڑا ذخیرہ واضح دلائل کا موجود ہے۔ یہاں بہ خوف طوالت اس کو سرسری انداز میں ہی واضح کیا جا رہا ہے۔

اس آیت میں بحث طلب امر صرف ایک ہی ہے یعنی آئندہ زمانہ مستقبل میں مرتد ہونے والے لوگ کون ہیں۔ پہلے ثابت ہو گیا ہے کہ اس سے حضرت ابوبکر صدیقؓ یا آپ کے ساتھی مراد نہیں ہو سکتے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مرتدین سے مراد ابتدائے اسلام کے مرتد نہیں ہیں۔ تاریخ کی ورق گردانی سے ظاہر ہے کہ اسلام میں مختلف اوقات میں مختلف فرقے پیدا ہوئے یہ بات تاریخ دان حضرات سے چھپی ہوئی نہیں ہے مثلاً بابکی محمرہ قرامطہ برقعی وغیرہ لیکن تاریخی واقعات اور اس کے قرائن سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ آیت مذکورہ ایسی مرتد جماعت سے تعلق رکھتی جیسے حسن صباح کی جماعت ہے اور جس پر ارتداد کی تعریف بالکلیہ صادق آتی ہے۔

ناظرین کرام کی دلچسپی کے لئے حسن صباح کے مختصر حالات بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے تاکہ آیت شریف میں قوم یا جماعت کا ارتداد کے متعلق دی گئی خبر واضح

ہو جائے۔حسن صباح حمیری کی نسل سے ہے،اسی وجہ سے اس کوحسن صباح کہتے ہیں۔اس کی ولادت مقام ’’قم‘‘میں ہوئی اور یہ شخص خواجہ حسن نظام الملک اور عمر خیام کا معاصر ہے۔ یہ تینوں مدرسہ بغدادیہ نظامیہ میں ایک ہی زمانہ کے طالب علم تھے۔خواجہ نظام الملک تعلیم سے فارغ ہوکر سلطان الپ ارسلان کا اور بعد میں ملک شاہ سلجوقی کا وزیر اعظم بن گیا۔عمر خیام کوایک جاگیر دے کر معاش سے مطمئن کردیا لیکن حسن صباح اپنی غیر معمولی دانشمندی اور خداداد ذہانت سے اپنے ہی بل پر کھڑا رہا۔حسن صباح یہ چاہتا تھا کہ خواجہ نظام الملک کی جگہ خود وزیر اعظم بن جائے۔اس لئے اس نے خواجہ کی ایک حسابی غلطی بتائی اور سلطنت کے جمع وخرچ بنانے کے سلسلہ میں ملک شاہ سلجوقی کوخواجہ سے برہم کرادیا لیکن کسی وجہ سے خود حسن صباح کوخجالت اٹھانی پڑی اور وہ اصفہان چلا گیا۔پھر مصر پہنچ کر مذہب اسمعیلہ کا مبلغ بن گیا۔خلیفہ مستنصر باللہ فاطمی نے اس کی بڑی خاطر مدارت کی ،خلیفہ مذکور بعض وجوہ سے اپنے بیٹے نزار کوولیعہدی سے خارج کر کے دوسرے بیٹے احمد المستعلی باللہ کوولیعہد بنادیا حسن نزار کا طرفدار تھا، جب امیر الجیوش کومعلوم ہوا کہ حسن نزار کی خفیہ دعوت کررہا ہے تو امیر مذکور نے مستنصر کے حکم سے حسن کوقلعہ دُمیاط میں قید کردیا۔اتفاق سے قلعہ کا برج گر پڑا لوگوں نے اس کوحسن کی کرامت سمجھا، چندعیسائیوں کے ساتھ ایک جہاز میں بٹھا کر روانہ کردیا گیا۔سمندر میں طوفان آنے سے تمام جہاز کے مسافر بدحواس ہوگئے لیکن حسن نہایت اطمینان سے بیٹھارہا۔ایک مسافر نے پوچھا آپ کس لئے اطمینان سے بیٹھے ہو حسن نے جواب دیا مجھے امام برحق نے اطلاع دی ہے کہ جہاز نہ ڈوبے گا۔تھوڑی دیر بعد طوفان جاتا رہا،لوگ حسن کے قدم چومنے لگے،اس کوایک ولی تسلیم کیا گیا۔جب جہاز شام پہنچ گیا تو حسن جہاز سے اترا اور خشکی کے راستے سے دیار بکر جزیرہ روم حلب بغداد، خورستان ہوتا ہوا اصفہان آ گیا۔ان تمام بلاد میں وہ مذہب اسمٰعیلیہ کی دعوت کرتا رہا۔جب حسن کے

مریدوں کی تعداد زیادہ ہوگئی تو قلعہ الموت کے قریب جا کر ٹھیرا۔ یہ لفظ اصل میں آلہٗ آموت ہے، جس کے معنی دیلمی زبان میں آشیانہ عقاب کے ہیں۔مہدی علوی نے اس قلعہ کو حسن کے ہاتھ بیع کر دیا تھا وہ یہاں بیٹھ کر آرام کے ساتھ اپنے مذہب کی اشاعت کرتا رہا اور اپنا شاہانہ جاہ وجلال قائم کیا۔اگرچہ ملک شاہ سلجوقی نے حسن پر چڑھائی کی اور قریب تھا کہ حسن کو شکست ہو جائے مگر اس نے ایک فدائی کے ذریعہ خواجہ نظام الملک کو قتل کرا دیا۔اتنے میں ملک شاہ کا بھی انتقال ہوگیا۔قلعہ الموت کی تسخیر ملتوی رہ گئی اور حسن کا اقتدار بڑھ گیا۔

قلعہ الموت دو پہاڑوں کے درمیاں واقع تھا اس لئے وہ مقام بلد الجبل اور وہاں کا حاکم شیخ الجبل کہلاتا تھا۔جس کا نام علاء الدولہ تھا۔اسی کا قول تھا کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے ایک بہشت دینے کا وعدہ کیا تھا جو مجھے مل گئی ہے۔اس نے دو گھاٹیوں کے بیچ میں ایک خوبصورت باغ بنوایا تھا جس میں مختلف قسم کے میوہ دار درخت اور پھولوں کے درخت موجود تھے۔اس باغ میں ہر وقت خوبصورت عورتیں موجود رہتی تھیں جو ہر قسم کے باجے بجا کر ناچتی تھیں۔اس باغ میں وہ لوگ آتے تھے جو حشیش (بھنگ) پینے پر راضی ہوتے تھے۔باغ میں جانے کا صرف ایک ہی راستہ تھا جن لوگوں کو بہشت دیکھنے کا شوق ہوتا، انہیں بھنگ پلا کر مدہوش کرنے کے بعد باغ میں پہنچا دیا جاتا تھا جب انہیں باغ اور نازنین عورتوں کو دیکھ کر بہشت کا یقین ہو جاتا تو دوبارہ انہیں مدہوش کر کے باہر نکال دیا جاتا۔ درحقیقت اس بہشت کا بانی حسن صباح ہے۔ان لوگوں کو یقین تھا کہ مرنے کے بعد اسی جنت میں جگہ مل جائے گی اس لئے وہ ایسے نڈر ہوتے تھے کہ لڑنے مرنے سے نہیں ڈرتے تھے۔بادشاہوں اور امراء وغیرہ کو دربار میں جا کر قتل کرنا ان کا معمولی کام تھا۔حسن صباح نے فلسفیانہ طریقہ سے مذہب اسمعیلیہ میں بہت سے نئے مسائل کا اضافہ کیا۔مسئلہ وجود باری میں اتنی شدت کی کہ نعوذ باللہ خدا کو بیکار اور معطل ثابت کر دیا مثلاً خدا کو قادر کہتے ہیں تو

اس لئے نہیں کہ خود اس میں قدرت ہے بلکہ اس لحاظ سے کہ اس نے دوسروں کو قدرت دی ہے۔اس کے جملہ صفات کی یہی حالت ہے کیونکہ اگر خدا میں صفات ہوں تو وہ مخلوق کے ساتھ مشابہ ہوجائے گا۔ یہ ایسا مسئلہ ہے کہ جس کی وجہ خدا کی ذات میں شبہ پیدا کر دیا گیا اور ان کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ہر حکم ظاہر کا ایک باطن ہوتا ہے۔ ہر تنزیل کی ایک تاویل ہے ۔اس مسئلہ کی وجہ سے ان کی نظر میں تمام قرآن و احادیث کے احکام درہم برہم ہوگئے ۔اس مسئلہ سے اس فرقہ کا نام فرقہ باطنیہ پڑ گیا۔احکام شرعی میں جو تاویلات کی گئی ہیں بطور نمونہ پیش ہیں۔

(1) نماز ۔امام کو یاد کرنا(2) نماز با جماعت ۔امام معصوم کی متابعت (3) روزہ۔ امام کے اسرار کی حفاظت یعنی اپنے مقتدا کے افعال کو خاموشی سے دیکھنا اگر فواحش میں مبتلا ہوتو اس کو بھی افعال حسنہ سمجھنا(4) جنت ۔عیش پسندی(5) زنا ۔ دین کے اسرار ظاہر کرنا وغیرہ۔

اسی طرح ہزاروں مسائل ہیں جن میں ہر ظاہر کی باطنی تاویل بیہودہ طریقہ سے کی گئی ہے۔مثلاً حضرت عیسیٰ کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ یوسف نجار کے بیٹے ہیں یہ لوگ قیامت اور حشر ونشر کے قائل نہ تھے ۔مسئلہ تناسخ ارواح وغیرہ صحیح مانتے تھے

حسن صباح 518ھ میں انتقال کیا جس کے جانشین علی التسلسل سات ہیں۔ 654ھ میں ہلاکو خان نے قلعہ الموت پر حملہ کر کے ان باطنیوں کا خاتمہ کر دیا۔ بارہ ہزار باطنی قتل کئے گئے ۔شام اور مصر میں بھی ملک الظاہر ببرس اور سلطان صلاح الدین ایوبی نے ان باطنیوں کا استیصال کر دیا۔ اس فرقہ کو اس کے عقائد باطلہ کی وجہ سے جیسا کہ بیان کر دیا گیا ہے۔ احکام فقہیہ اسلامی کے لحاظ ان پر ارتداد کی تعریف پوری پوری صادق آتی ہے اور احکام فقہی کے نظر کرتے دینی مسائل میں تاویلات باطلہ کئے جائیں تو کون شبہہ کرسکتا ہے کہ حسن

صباح اوراس کے جانشین جو صباح کے پیرو تھے مرتد نہیں تھے ۔مورخین فارس نے اس فرقہ کوان عقائد باطلہ اور ظالمانہ قتل وخونریزی کی وجہ سے ملاحدہ کے نام سے یاد کیا ہے(ملاحظہ ہو کتاب نظام الملک طوسی مولفہ عبدالرزاق کانپوری) ۔ان واقعات کے بعد امامنا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک حالات پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا کہ آپ 847ہجری میں پیدا ہوئے اور 887ہجری میں جبکہ آپ کی عمر شریف چالیس سال کی تھی شہر جونپور سے نکلے اور دین کی تبلیغ ان مقامات یعنی دانا پور ،کالپی ، چندیری ،چاپانیر، مانڈو دولت آباد،احمد نگر، بیدر،گلبرگہ، بیجاپور مختلف مقامات ہوتے ہوئے فراہ مبارک پہنچے اور وہاں 2 سال 5 ماہ مقیم رہنے کے بعد 63 سال کی عمر میں 910ہجری میں آپ کا وصال ہوا اور اسی مقام مقدس میں آپ کا مزار مبارک ہے۔فراہ وہ مقام ہے جو اس فرقہ باطنیہ کے شرقی حدود پر واقع ہے جیسا کہ کتاب نظام الملک طوسی مولفہ عبدالرزاق کانپوری مولفہ البرمکہ مطبوعہ پریس کانپور کے صفحہ 509 کے حاشیہ زیرین پر بتایا گیا ہے ۔شرقی ،خواف ، مابین وفراہ وسیستان (یہ کتاب فقیر کے کتب خانہ میں موجود ہے) غربی ، فارس ،کرمان کا جنگل ،شمالی نیشاپور و سبزدار،جنوبی ،سجستان و بیابان کرمان ۔ان حدود اربعہ کے دیکھنے سے ظاہر ہے کہ مقام فراہ قلعہ الموت کے شرقی حدود پر واقع ہے جو حسن صباح کا دارالخلافہ تھا۔ یہاں یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ ہلاکو خان نے 654ہجری میں اس فرقہ باطنیہ کا استیصال کردیا اور امامنا علیہ السلام زمانہ مستقبل بعید میں بموجب آیت **فسوف یاتی الله بقوم** (193) سال کے بعد ہندوستان کے ایک شہر جونپور میں پیدا ہوئے ہجرت کرتے ہوئے مع اصحاب بمقام فراہ تشریف لائے جوان مرتدین کے مقبوضہ مقام الموت کے مشرقی حدود میں واقع ہے۔سچ یہ ہے کہ جہاں درد ہو وہاں دوا کی ضرورت ہے ۔ جہاں زخم ہو وہیں مرہم کی حاجت بالفاظ دیگر جہاں گمراہی پھیلی ہو وہیں ہدایت کی احتیاج ہوتی ہے ۔اس لئے خدائے تعالیٰ نے

آپ کو بحثیت خلیفتہ اللہ مہدی موعود علیہ السلام کے لقب سے جو عطا کردہ رسول اللہ ﷺ ہے مبعوث فرمایا اور آیت یا ایھا الذین امنوا من یرتدمنکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یعنی اے مومنو جب لوگ تم میں سے اپنے دین سے پلٹ جائیں تو اللہ ایک قوم کو لائے گا یا ایک قوم کے ساتھ آئے گا کی پیشین گوئی کا کامل ظہور ہوگا۔لہذا اس آیت شریف سے حضرت میراں سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام کا وقت بعثت اور مقام بعثت کی وضاحت ہوجاتی ہے۔اگر کوئی شخص شبہ ظاہر کرے کہ فرقہ باطنیہ کا محل وقوع قلعہ الموت کے مشرقی حدود میں ہونا اور امامنا علیہ السلام کا اسی محل وقوع کے مشرق میں بمقام فراہ تشریف لانا ایک اتفاقی امر ہے تو اس شبہ کا ازالہ اس حدیث سے ہوجاتا ہے جو حضرت ثوبانؓ سے مروی یہ حدیث اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ امامنا علیہ السلام کا فراہ میں تشریف لانا اتفاقی امر نہیں تھا بلکہ مشیت ایزدی اسی مقام کی مقتضی تھی کیونکہ ہلاکو خان نے 654ھ میں بغداد کے آخری خلیفہ مستعصم کو قتل کردیا جس طرح آیت فسوف یاتی اللہ بقوم میں سوف کا لفظ زمانہ مستقبل بعید میں امامؑ کے ظہور کو ثابت کرتا ہے اسی طرح حدیث ثوبانؓ میں ثم یخرج خلیفۃ اللہ المھدی کے الفاظ آئے ہیں اور لفظ ثم تاخیر وتراخی پر دلالت کرتا ہے اور امام علیہ السلام بلا شبہ زوال بغداد سے (191) سال بعد پیدا ہوئے۔حدیث ثوبانؓ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی پیدائش کا مقام ہند ہوگا اور آپ ہند سے مختلف مقامات میں ہجرت کرتے ہوئے مقام فرحت بخش فراہ تشریف لائیں گے یہ امر تحقیق ذیل واضح ہوگا۔ابن ماجہؒ حاکم اور ابو نعیم نے حضرت ثوبانؓ سے جو روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

عن ثوبانؓ قال قال رسول اللہ ﷺ یقتل عند کنزکم ثلثۃ کُلُّھُمْ ابن خلیفہ لا یصیر الی احد منہ ثم تطلع الرایات

السود من قبل المشرق فيقتلونكم قتلاً لم يقتله قوم ثم يجئی خليفة الله المهدی فاذاسمعتم به فاتوه فبايعوه ولوحبوا عل الثلج فانه خليفة الله المهدی

ترجمہ:۔ثوبانؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے خزانے (خلافت) کے لئے تین آدمی جھگڑا کریں گے لیکن ایک بھی اس پر قابض نہ ہوگا۔ پھر مشرق کی طرف سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے وہ تم کو ایسا قتل کریں گے کہ اب تک کسی قوم نے ایسا قتل نہ کیا ہوگا۔ اس کے بعد خلیفۃ اللہ مہدی آئیں گے جب تم مہدی کو سن پاؤ ان کے پاس پہنچو اور بیعت کرو اگرچہ برف پر سے رینگتے ہوئے جانا پڑے کیونکہ وہ اللہ کے خلیفہ مہدی ہیں۔

اس حدیث میں حسب ذیل امور مذکور ہیں۔

(1) خلیفہ کے تین بیٹوں کا خلافت کے لئے جھگڑا کرنا مگر خلافت کسی کو نہ ملنا۔

(2) مشرق کی طرف سے سیاہ جھنڈوں کا نمودار ہونا۔

(3) مسلمانوں کا ایسا قتل کہ کبھی بھی ایسا نہ ہوا ہو۔

(4) واقعات مذکورہ کے بعد خلیفۃ اللہ مہدی کا ظہور۔

(5) خلیفۃ اللہ مہدی کے ظہور کے بعد آپ کے پاس جانے اور بیعت کرنے کا حکم اگرچہ برف پر سے رینگتے جانا پڑے۔

یہاں اس حدیث کی توضیح نہایت اختصار سے کی جائے گی اگر تفصیلی وضاحت دیکھنا ہے تو قومی کتب کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔

خلیفہ کے تین بیٹوں سے مراد حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ کے تین فرزند حضرت امام حسنؓ حضرت امام حسینؓ اور محمد بن حنیفہؒ ہیں جو خلافت سے محروم رہے۔ اس حدیث میں

کـــنــز کالفظ آیا ہے۔جس کے معنی معنوی خزانہ یامخزن کے ہیں لیکن لفظ خلیفہ اور واقعات مضمون کے قرائن سے خلافت کا مفہوم ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ خلیفہ کے تینوں بیٹوں کا خزانہ یا مال و دولت کے لئے جھگڑا کرنا قرین قیاس نہیں بلکہ اپنے باپ کے جانشین ہونے یا خلافت کے لئے جھگڑا کرنے کا مفہوم صحیح اور قابل تسلیم ہوسکتا ہے۔

مشرق کی طرف سے سیاہ جھنڈے نکلنے سے مراد ابو مسلم خراسانی کا خروج ہے۔ جو سیاہ جھنڈے لے کر نکلا اور خلافت عباسیہ کی بنیاد ڈالی۔

ثم تطلع الرایات السود سے خلافت عباسیہ کے قیام کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جس کی ابتداء ابوعبداللہ سفاح سے اور انتہا خلیفہ مستعصم پر ہوئی۔ **فیقتلونکم** میں ضمیر مفعولی **کـــم** کے مخاطب مسلمان ہیں کیونکہ یہاں غیر مسلم سے خطاب کا کوئی محل وموقع ہی نہیں ہے۔اور **فیـقتـلـون** کی ضمیر جمع غائب بطور معہو د ذہنی کفار کی طرف راجع ہے اور **فـا** تعقیب مع الوصل کے لئے مستعمل ہے جیسا کہ اصول الشاشی میں لکھا ہے (یہ کتاب درس نظامیہ کے کتب میں شامل ہے) **الـفـاء لـلـتـعـقیب مع الوصل ولهذا تستعمل فی الاجزیة** یعنی فا کلمہ تعقیب کے واسطے آتا ہے۔(یعنی معطوف علیہ کا وجود مقدم اور معطوف کا مؤخر ہوتا ہے مگر یہ تعقیب مع الوصل ہوتی ہے (یعنی مابین معطوف علیہ ما مھلت نہیں) اسی وجہ سے فا کلمہ کا استعمال جزا میں آتا ہے۔

کتاب مذکور کے حاشیہ پر اس کی مثال یہ دی گئی ہے اگر کسی نے اپنی زوجہ سے کہا کہ **ان دخـلـت الـدار فانت طالق** یعنی اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو مطلقہ ہوجائے گی۔ تاریخ اسلام سے ظاہر ہے کہ خلافت عباسیہ کی انتہا یا خاتمہ کے وقت جس کی ابتداء سفاح کی خلافت سے ہوئی تھی مسلمانوں کے قتل عام کا واقعہ مستعصم خلیفہ بغداد کی گرفتاری کے بعد ہی بلافصل وتاخیر ظہور میں آیا گویا قتل مذکور تعقیب مع الوصل پر دلالت کرتا ہے۔

الرایات السود کی تشریح

مشرق کی طرف سے سیاہ جھنڈوں کا نکلنا خلافت عباسیہ کے قیام کا بنیادی واقعہ ہے۔ خاندان عباسیہ حضرت عباسؓ کی اولاد سے ہے۔ آپ کے چار بیٹے تھے عبداللہ فضل، عبداللہ قیسان، عبداللہ کو ابن عباس بھی کہتے ہیں حضرت ابن عباسؓ کے فرزند علی باپ کے نقش قدم پر چلتے تھے۔ علی کی وفات پر ان کے فرزند محمد اپنے خاندان کے متولی ہوئے۔ انہوں نے خلافت کو نئی طرز میں پیش کیا وہ کہتے ہیں حضرت حسین کے بعد خلافت امام زین العابدین کو نہیں ملی بلکہ محمد بن حنفیہ اس کے والی ہوئے پھر ان کے بیٹے ہاشم نے یہ حق مجھ کو دے دیا ہے۔ یہ تحریک بڑے استقلال سے جاری رہی۔ خلیفہ ہشام نے حضرت زید کو جو حضرت حسنؓ کے فرزند اور خلافت کے مدعی تھے دربار سے بے حرمتی کے ساتھ نکالا زید کوفہ آ گئے اور اپنے لواحقین کو نصیحت کی کہ ہشام کے خلاف کوئی جدو جہد نہ کی جائے لیکن بعض لواحقین علم بغاوت بلند کرنے پر ہشام نے حضرت زید کو قصور مند تصور کر کے دربار میں شہید کر ڈالا اور نعش لواحقین کے سپرد کر دی۔ اتنے میں ہشام نے پھر نعش طلب کی تو ان کے لواحقین نے نہر میں دفنا کر پانی بہادیا تھا امویوں نے پتہ لگا کر نعش نکال لائی اسی نعش کو سولی پر لٹکا کر نذر آتش کیا اور نعش دریائے فرات میں پھنکوادی گئی اور اسی واقعہ سے لوگوں کو مدعیان خلافت عباسیہ میں جوش پیدا کرنے اور بنی امیہ کی سلطنت کو ختم کرنے کا موقع مل گیا۔ ابو مسلم خراسانی نے محمد بن علی بن عبداللہ بن عباسؓ کو خلافت دلانے کی حمایت کی اور ایک بڑی جماعت کو اپنا طرف دار بنالیا۔

ابو مسلم خراسانی نے بنو امیہ کے مظالم حضرت علیؓ سے لے کر امام حسینؓ محمد بن حنفیہ حضرت زید ان کے بیٹے یحییٰ پر بتا کر لوگوں کو اہل بیت کے غم میں سیاہ جامہ پہننے کی

ترغیب دی اور اپنے جھنڈے کے نیچے سب کو جمع کیا اس وقت سے عباسیہ کا سیاہ رنگ مشہور ہوگیا۔ یحیٰ کے قاتلوں کا تعاقب کیا گیا جو لوگ آل رسول کے طرفدار تھے وہ سب ابومسلم خراسانی کے حامی بن گئے ابومسلم نے ایک جلسہ کی تجویز کی پہاڑوں پر آگ سلگا کر اپنے دیگر حامیوں کو طلب کیا ابومسلم کا سیاہ جھنڈا جس کو بادل اور سایہ کہتے تھے خراسان کی طرف شہر بہ شہر قریہ بہ قریہ پھرنے لگا۔ ابومسلم خراسانی کی فوج سیاہ جھنڈیوں کا مظاہرہ کرنے لگی۔ آخری بادشاہ بنی امیہ کے گونر نصر کو مرو سے نکالنے کی ٹھان لی۔ نصر نے مروان حمار آخری خلیفہ بنو امیہ سے مدد مانگی مگر مدد آنے سے پہلے فرغانہ اور خراسان کے علاقے ابومسلم کے قبضہ میں آ گئے مروان حمار کو اصل شخص کی فکر پڑ گئی جس کے لئے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ جاسوسوں نے خبر دی کہ محمد بن علی کے بعد ابراہیم امام ان کے بیٹے اس بغاوت کے بانی ہیں۔ جس کی طرف سے ابومسلم خراسانی سیاہ جھنڈیوں کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ مروان حمار نے ابراہیم امام کو گرفتار کر کے حران لے آیا یہاں وہ اور ساتھیوں کے ساتھ نظر بند رہے۔ اس واقعہ سے ابومسلم خراسانی کے استقلال میں کوئی فرق نہ آیا وہ نصر کو شکست دے کر مغرب کی طرف بڑھا اس کے ساتھ خالد بن برمک ایرانی بھی تھا جس کی اولاد میں یحیٰ برمکی کے بیٹے جعفر برمکی نے ہارون رشید کے زمانے میں بڑی شہرت حاصل کی۔

ابومسلم خراسانی نے نہاوند اور کوفہ کو فتح کر لیا مروان بحالت غضب و وحشیانہ حرکات کا مرتکب ہوا جس کا نتیجہ شکست کے سوا کچھ نہ تھا۔ اس کو خبر ملی کہ ابراہیم امام بحالت نظر بندی ابومسلم خراسانی سے نامہ و پیام کر رہے ہیں اس لئے حکم دیا کہ ابراہیم کا سر مشک میں بجھا چونا ڈال کر پانی سے بھر دیا جائے۔ اس طرح انکی وفات ہوئی۔ ابراہیم امام نے اپنی زندگی میں اپنے بھائی ابوالعباس کو خلافت دی تھی ابوالعباس نے اپنے بھائی کے انتقام کی قسم کھائی اور ایسے سخت طریقہ سے انتقام لیا کہ سفاح کا خطاب پایا۔ ابومسلم خراسانی نے بمقام زاب

مروان حمار کوایسی شکست دی کہ وہ فرار ہوکر دمشق پہنچا وہاں خطرہ دیکھ کر قسطنطینہ گیا اور وہاں سے ایک رومی علاقہ کی طرف جا رہا تھا کہ قسطنطنیہ کے جانشین سے مدد حاصل کرے بصورت تعاقب وہ مصر کے علاقہ میں دریائے نیل کے کنارے ایک قریہ کے گرجا میں جا چھپا دشمن کو آتا ہوا دیکھ کر تلوار لے کر لپکا مگر نیزے کی نوک سے چھد کر رہ گیا مروان حمار کا مرنا تھا کہ بنوامیہ کی سوسالہ حکومت ختم ہوگئی۔ ابوالعباس خاندان عباسیہ کا خلیفہ بنا اور اپنے بھائی کا ایسا انتقام لیا کہ سفاح کا خطاب پایا ہے۔ یہ ہیں واقعات سیاہ جھنڈوں کے جس کی طرف حدیث مذکورہ میں اشارہ پایا جاتا ہے ثم تطلع الرایات السود من قبل المشرق یعنی پھر سیاہ جھنڈے مشرق کی طرف سے نکلیں گے۔

اس کے بعد حدیث ثوبانؓ میں مسلمانوں کے قتل عام کی تفصیل اور زوال بغداد کا ذکر ہے۔ جس کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ حدیث ثوبانؓ میں فیقتلونکم کے الفاظ سے جن مسلمانوں کے قتل کا ذکر کیا گیا ہے وہ واقعہ زوال بغداد کے متعلق ہے۔ جس کی کیفیت ذیل میں لکھی جاتی ہے۔

بغداد خلفائے عباسیہ کے زمانہ میں خیر البلادِ عالم کہلاتا تھا جب مستعصم باللہ بن مستنصر باللہ بغداد میں خلیفہ ہوا چار سو خادم ہر وقت اس کی بارگاہ میں رہتے تھے۔ کسی ملک کا بادشاہ بھی اس حد تک رسائی نہیں کر سکتا تھا۔ ایک پتھر مانند حجر اسود کے رکھ چھوڑا تھا جس پر اطلس سیاہ بمنزلہ آستین پڑا رہتا تھا اطراف سے جو بادشاہ آتا تھا اس اطلس کو بوسہ دے کر چلا جاتا تھا۔

آتابک سعد مظفر الدین ابوبکر بادشاہ شیراز کے زمانے میں قاضی القضاۃ مجد الدین بن اسمٰعیل قاضی بطور ایلچی گری مستعصم کی خدمت میں بھیجے گئے اور پتھر کا بوسہ دینا ضروری قرار دیا گیا چونکہ قاضی بڑے دیندار تھے اس لئے ان کو اتنی اجازت ملی کہ انہوں نے

پتھر پر قرآن شریف رکھا اور اسے بوسہ دیا۔ جب خلیفہ عید کے دنوں میں سوار ہوتا تھا تو خلیفہ کو دیکھنے کے لئے لوگ گذرگاہ کے بالا خانے کرایہ پر لیتے تھے۔ ایک مرتبہ کرایہ کی آمدنی تین ہزار دینار ہوئی۔

وزیر سلطنت موید الدین محمد بن عبد الملک ابن العلقمی تھا جو بڑا فاضل اور ناظم بھی تھا۔ مستعصم لہو و لعب، عیش و عشرت میں مشغول رہتا تھا اور تمام امور سلطنت حسب رائے ابن العلقمی انجام پاتے تھے مقربان بارگاہ خلیفہ وزیر کا احترام نہیں کرتے تھے۔ اس لئے وہ آزردہ خاطر رہا کرتا تھا۔ اور خلیفہ سے بداعتقاد ہو گیا تھا۔ ابن العلقمی کے باغی ہو جانے کا اصلی سبب یہ بھی تھا کہ مستعصم کے بیٹے امیر ابوبکر نے لشکر بھیج کر کرخ محلّہ بغداد کو جس میں شیعہ رہتے تھے غارت کر دیا۔ اور سادات بنی ہاشم کو قید کر دیا۔ عورتوں اور لڑکیوں کو رسوائی و ذلت کے ساتھ گھروں سے باہر نکالا ۔ ابن العلقمی مذہب امامیہ سے تعلق رکھتا تھا امیر ابوبکر کی اس حرکت سے سخت رنج ہوا اور اسی وقت سے ابن العلقمی کو فکر ہوئی کہ کس طرح خلیفہ اور اس کے پیرووں کو موت کے گھاٹ اتارا جائے۔

اسی اثناء میں کہ ہلاکو خاں 254ھ میں قلعہ الموت کو فتح کر کے ایک سو ستر سال کی سلطنت صباح اسمٰعیلی کو برباد کر چکا تھا۔ جیسا کہ اس کی کیفیت بیان کر دی گئی ہے۔ نصیر الدین طوسی مصنف اخلاق ناصری الملقب بہ محقق طوسی نے ایک قصیدہ مستعصم کی تعریف میں لکھ بھیجا۔ ابن العلقمی نے اسی قصیدہ کی پشت پر یہ عبارت لکھ کر کہ مولانا نصیر الدین خلیفہ سے خط و کتابت کر رہے ہیں اس کے انجام بد سے بچنا چاہئے ناصر الدین کے پاس بھیج دیا ناصر الدین خفا ہو کر محقق طوسی کو قید کر دیا تھا۔ اب وہ ہلاکو خاں کی فتح پر قید سے چھوٹے اور ایلخان نے ان کو اپنا نوکر بنالیا ہلاکو خاں مہمات سلطنت میں محقق طوسی سے مشورہ کرتا تھا۔ ابن العلقمی نے خفیہ طور پر ایک ایلچی ہلاکو خاں کے پاس روانہ کیا خلیفہ کی شکایت ظاہر کر کے خواہش کی کہ

بغداد پر چڑھائی کی جائے تو بلا تکلیف جنگ حکومت بغداد حوالہ کر دی جائے گی۔

جب ہلاکو خان کی چڑھائی کی خبر بغداد میں پھیلی بعض امراء خلیفہ نے خلیفہ کی غفلت پر ملامت کی اور کہا کہ ہلاکو خاں کی فوج کے آنے سے پہلے اسباب جنگ مہیا کرنا چاہئے تھا۔ ابن العلقمی نے ان باتوں کو خلیفہ کے سامنے بے وقعت کر دیا اور کہا اگر بغداد کی عورتیں اور بچے کوٹھوں پر سے پتھر اور اینٹیں پھینک دیں تو ہلاکو کی فوج تباہ ہو جائے گی۔ اور پوشیدہ طور پر خلیفہ کے حالات کی اطلاع ہلاکو کو دیتا تھا۔ یہاں تک کہ ہلاکو کی فوج بغداد کی طرف آ گئی اور لڑائی شروع ہوگئی۔ بغداد کے بہت سے آدمی مارے گئے شام کے وقت ہلاکو نے لڑائی روک دی پچاس دن تک بغداد کا محاصرہ کئے رہا۔ اس حالت میں مجد الدین شدید الدین اور شمس الدین ایک ایلچی کو ہلاکو کے پاس اس کے پیام کے ساتھ بھیجا کہ ہم نے اپنے آباء واجداد اور بارہ امام علی الخصوص امیر المؤمنین حضرت علیؑ سے ایسا سنا ہے کہ تم اس ملک کے مالک ہوں گے اور والی گرفتار ہو جائے گا۔ اس پیام سے ہلاکو بہت خوش ہوا انعام اور ان کے حاضر ہونے کا حکم دیا۔ علاؤ الدین عجمی وہاں گئے اور اہل محلّہ کی جان بچائی خلیفہ اب بھی ابن العلقمی سے مشورہ کرتا تھا۔ اس نے کہا کہ مغلوں کی فوج زیادہ ہے اور ہمارے پاس مقابلہ کے لئے اسباب نہیں ہیں۔ لہذا جنگ کا خیال چھوڑ کر تواضع اور مدارات سے پیش آنا چاہئے اس لئے خلیفہ کو ہلاکو کے پاس جانا چاہئے ہلاکو کا مقصد جواہرات ہے وہ اسے دیدینا چاہئے۔ مسلمانوں کی جان بچ جائے گی۔ خلیفہ مستعصم باللہ نے اپنے دونوں بیٹوں ابوبکر اور عبدالرحمٰن نیز اعیان سلطنت کے ساتھ سوار ہو کر ہلاکو کی طرف چلا جب قریب بارگاہ پہنچا تو کثیر آدمیوں کو داخلہ کی اجازت نہ ملی۔ خلیفہ کو معہ دو بیٹوں اور دو تین خادموں کے خیمہ میں بلایا جب صبح ہوئی تو ہلاکو نے بغداد کی غارت گری کا حکم دیدیا۔ مستعصم جس قدر مال و دولت اپنے سابق خلفائے بغداد سے ورثہ میں پایا تھا وہ سب لوٹ میں ضائع ہو گیا۔ دو تین دن بعد مستعصم نے

نماز صبح میں آیت شریف قل اللھم مالک الملک توتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء کی قراءت کی یعنی کہہ وا ے محمدؐ کہ تمہاری امت اس طرح دعا کرے اے اللہ تو مالک کا مالک ہے جس کو چاہتا ہے ملک دیتا ہے اوجس سے چاہتا ہے ملک چھین لیتا ہے جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے۔ لوگوں نے اس کا ذکر ہلاکو سے کیا ہلاکو نے کہا کھانا روک دو جب بھوک سے بے حال ہوا تو محافظوں سے کھانا مانگا اس کی اطلاع بھی ہلاکو کو ہوئی ہلاکو کے حکم سے ایک تھال اشرفیوں بھرا ہوا خلیفہ کے سامنے رکھا گیا اور کہلایا گیا کہ اس کو کھانے کا حکم دیا گیا ہے۔ مستعصم نے جواب دیا کہ اسے انسان کیوں کر کھائے ہلاکو نے جو بہ وساطت ترجمان کہلایا اگر زر کھانے کی چیز نہیں ہے تو اسے فوج اور مددگاروں میں تقسیم کیوں نہیں کیا کہ اس میں ہمارا حصہ نہ ہوتا۔ ہلاکو نے خلیفہ کو زندہ رکھنے یا قتل کردینے میں اپنے ملازمین سے مشورہ کیا۔ اہل اسلام نے کہا کہ لوگ مستعصم کو خلیفہ رسول اور امام برحق جانتے ہیں اگر اس کو قتل کیا جائے تو آسمان الٹ کر گر جائے گا مسلمانوں ہی سے بعض غداروں نے کہا جب امام حسینؓ رسول اللہ ﷺ کے نواسے شہید ہوئے تھے آسمان ٹوٹ کر نہیں گرا تو مستعصم کے قتل پر کیسے آسمان ٹوٹ کر گرے گا۔ اس پر بھی ہلاکو نے کہا کہ خون مستعصم سے تیغ کو رنگین نہ کیا جائے پھر اس کو نَـمـدَہٗ میں لپیٹ کر اتنا ہلا دیا کہ خلیفہ کی جان نکل گئی یہ واقعہ 656ھ کا ہے چونکہ بغداد ابن العلقمی کی کوشش سے فتح ہوا تھا اس لئے اسے امید تھی کہ حکومت بغداد اسی کو ملے گی مگر ہلاکو نے اس الزام پر کہ اس نے اپنے ملک سے بے وفائی کی ہے اس کو حکومت بغداد سے محروم رکھا ابن عمران ایک معمولی اور مفلس آدمی تھا کچھ لکھنا پڑھنا جانتا تھا۔ حملہ ہلاکو سے کچھ پہلے ایک دن دوپہر میں حاکم بعقوبہ کے پاؤں دبا رہا تھا کہ نیند آ گئی ہاتھ رکا تو حاکم یعقوبہ نے سبب پوچھا اس نے کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ خلافت بغداد کا خاتمہ

ہو گیا ہے اور میں حاکم بغداد ہو گیا ہوں ۔ حاکم بعقو بہ نے ایک لات ماری کہ بے چارہ نیچے گر پڑا۔

جب ہلاکو نے بغداد کا محاصرہ کر لیا تو ابن عمران نے ایک تیر پر کاغذ چسپاں کر کے یہ تحریر لکھی کہ مجھے خلیفہ سے مانگ لیں۔ میں آپ کے بہت کام آؤں گا۔ تیر کمان سے نکلا اور بغداد کی طرف جا گرا ہلاکو کو اس عبارت سے واقف کرایا گیا ہلاکو ابن عمران کو بلوالیا تو گوداموں کے راز معلوم ہوئے ہلاکو خوش ہو کر اسے حاکم بغداد بنا دیا اور ابن العلقمی اس کا ماتحت قرار پایا جو اپنے کئے پر سخت نادم ہوا لوگ دیواروں پر لکھتے تھے۔ **لعن اللہ من لا یلعن ابن العلقمی** (خدا اس شخص پر لعنت کرے جو ابن العلقمی پر لعنت نہیں کرتا) چالیس دن تک لشکر ہلاکو قتل و غارت میں مشغول رہا سولہ لاکھ جانیں تلف ہوئیں وحشی مغلوں نے شیر خوار بچوں کو تک نہ چھوڑا گلیوں میں خون کی نالیاں بہہ رہی تیں دریائے دجلہ کا پانی میلوں ارغوانی ہو گیا (ماخوذ از تاریخ وصاف و تاریخ امیر علی)

حدیث ثوبان کے الفاظ **فیقتلونکم قتلا لم یقتلہ قوم** یعنی (وہ کفار) تم (مسلمانوں) کو ایسا قتل کریں گے کہ کسی قوم نے اس طرح قتل نہ کیا ہوگا) اسی واقعہ کی طرف اشارہ کر رہے ہیں جو خلافت بغداد کے خاتمہ کا واقعہ ہے یہاں یہ بات روز روشن کی طرح صاف ہو جاتی ہے کہ حدیث ثوبانؓ کی پیشین گوئیوں یعنی (1) خلیفہ کے تین بیٹوں کا خلافت سے محروم رہنا۔ سیاہ جھنڈوں کا مشرق سے نکلنا اور مسلمانوں کے بے دریغ قتل کے بعد **ثم یجئی خلیفۃ اللہ المھدی فاذاسمعتم بہ فاتوہ فبایعوہ** (یعنی پھر خلیفۃ اللہ مہدی آئیں گے جب تم آپ کے حال سن لو تو آپ کے پاس جاؤ اور بیعت کرو) کے الفاظ بیان کئے گئے۔ **فاتوہ** اور **فبایعوہ** امر کے صیغے ہیں جو بلا قرینہ ہونے کی وجہ سے وجوب پر دلالت کرتے ہیں یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ مہدی علیہ السلام کی بیعت مسلمانوں پر واجب ہے

پھراس پر **ولو حبواء علی الثلج** کی تاکید بھی آئی ہے۔(یعنی برف پر سے رینگتے ہوئے جانا ہوتو جا کر بیعت کرو) جب امامنا مہدی علیہ السلام زوال بغداد کے بعد جو 656ھ میں ہوا 847ھ میں (191) سال کے بعد پیدا ہوئے تو **ثـــم** کا لفظ اتنی تعقیب وتاخیر پر بدرجہ اولیٰ دلالت کرتا ہے۔لفظ **ثـــم** کے تاخیر کی کوئی حد معین نہیں ہے چنانچہ دیکھئے اسی حدیث میں **ثـــم تطلع الریات اسود** (پھر سیاہ جھنڈے نکلیں گے) سے خلافت عباسیہ کے بنیادی واقعہ کی خبر دی گئی ہے۔اور سیاہ جھنڈوں کا واقعہ بنی امیہ کی حکومت کے سوسال کے بعد ظہور میں آیا ہے۔ اس لئے (191) سال کی تاخیر کوئی تعجب خیز بات نہیں بلکہ عین منشاء حدیث کے مطابق ہے۔

اب حدیث ثوبانؓ کے آخری حصہ **ولو حبوا علی الثلج** کے معنی یہ ہیں کہ اگر تم کو برف پر رینگتے جانا پڑے تو جاؤ اور مہدی علیہ السلام کی بیعت کرو۔

لغات عرب کی ورق گردانی سے ظاہر ہوا کہ **ولو حبوا علی الثلج** نہ کوئی خاص محاورہ ہے نہ کوئی ضرب المثل جو کسی مخصوص معنی کے لئے آیا ہو بلکہ اس سے رسول اکرم ﷺ نے ایسے مقام کی خبر دی ہے جو ملک عرب اور اس مقام کے درمیان جہاں مہدی علیہ السلام پیدا ہوں گے ایک دشوار گذار برفانی مقام ہوگا۔جس پر سے رینگتے ہوئے جانا پڑے بھی تو جا کر آپ کی بیعت کرو اور اس حدیث شریف کی روشنی میں عرب کے حدود اربعہ پر نظر ڈالنے اور تحقیق کرنے سے حدیث مذکور کا مشار الیہ مقام معلوم ہونا ثابت ہوتا ہے۔

ملک عرب کا حدود اربعہ

(1) عرب کے مغرب میں بحیرۂ قلزم اور اس کے پرے مصر،لیبیا آخری میں مراقش واقع ہے جہاں کوئی برفانی مقام نہیں ہے بلکہ یہ مقامات منطقۂ حارہ میں داخل ہیں۔

(2) عرب کے جنوب میں بحیرہ عرب پھر اس کے جنوب میں بحیرہ ہند ہے یہاں تو کوئی زمین نہیں ہے جہاں انسان بستے ہوں۔

(3) عرب کے شمال میں ایشیائے کوچک کا علاقہ ہے اور اس کے پرے روس کا علاقہ ہے جو سائبیریا تک چلا گیا ہے۔ جہاں برف باری کے زمانہ میں برف جمتی ہے مگر کوئی ایسا مقام نہیں ہے جو کسی مقام پر برف جمنے کے بعد ایسا علاقہ آئے جہاں برف نہیں جمتی۔

(4) عرب کے مشرق میں دو حصے فرض کریں تو ایک جنوب مشرق کا حصہ دوسرا شمال مشرق کا حصہ۔ جنوبی حصہ میں کوئی برفانی مقام نہیں ہے جہاں صحرائے عرب ساحل ایران و بلوچستان وغیرہ ہیں۔ البتہ شمالی حصہ میں خراسانی پہاڑیاں ہیں۔ جہاں چھ چھ ماہ تک برف جمی رہتی ہے آمدورفت کا راستہ بند رہتا ہے۔ اور یہ نہایت دشوار گذار ہے۔ راستہ کی دشواری کا اندازہ بابر کے اس سفر نامہ سے ہوسکتا ہے جو اس کا خود نوشتہ چغتائی زبان میں ہے اس کا ترجمہ اکبر اعظم کے زمانے میں عبد الرحیم خان خاناں تزک بابری کے نام سے کیا ہے۔ بابر سلطان حسین مرزا کے بلانے پر ہرات سے کابل روانہ ہوا اور برف کی کیفیت بیان کرتا ہے۔

”در نواحی چچران خود برف از ران اسپ بلند بود پاهائی اسپ برزمین نمیر سید“

یعنی نواحی چچر ان میں برف گھوڑے کی ران سے بلند تھی گھوڑے کے پاؤں زمین پر نہیں پہنچتے تھے

آگے چل کر لکھتا ہے

نزدیک بیک هفته برف زیر کرده از یک کرده نیم کرده زیاده کوچ

نمی توا نستیم کرد۔

یعنی تقریباً ایک ہفتہ کے عرصہ میں ہم برف ہٹا کر ایک کوس ڈیڑھ کوس سے زیادہ کوچ نہیں کر سکتے تھے۔

اس بیان سے واضح ہے کہ خراسان کی برفانی پہاڑیوں کا راستہ برف باری کی وجہ سے نہایت دشوار گذار ہے جب ایک ہفتہ میں ڈیڑھ کوس راستہ چلا گیا ہے تو کیا یہ رفتار حدیث ثوبانؓ کے مضمون کے مطابق رینگتے ہوئے جانے کی جیسی نہیں ہے۔

بہر حال خراسان کا علاقہ ایسا علاقہ ہے جہاں برف جمتی ہے اور اسی علاقہ کے مشرق میں ہندوستان واقع ہے جہاں برف نہیں جمتی اور اسی ہندوستان کے شہر جونپور میں امامنا علیہ السلام 847ھ میں پیدا ہوئے اور ہندوستان کے مختلف اور بہت سارے شہروں میں ہجرت کرتے ہوئے مکہ معظّمہ تشریف لے گئے واپسی پر گجرات پہنچے پھر یہاں سے مختلف مقامات سے ہجرت کرتے ہوئے شہر فراہ پہنچے۔ خراسانی پہاڑیوں کی برف باری ایک طرف فراہ پر دوسری طرف کابل پر ختم ہوتی ہے۔ اس لئے حدیث ثوبانؓ میں **ولو حبوا علی الثلج** یعنی اگر چہ برف پر سے رینگتے جانا پڑے مطلب یہ ہے کہ امامنا علیہ السلام ہندوستان میں پیدا ہوں گے اور آپ مختلف مقامات پر ہجرت کرتے ہوئے شہر فراہ آئیں گے جہاں آپ کا مزار مبارک ہے جب تم کو امامنا کے ظہور کا حال سننے میں آئے تو ہند میں کسی مقام پر رہیں یا فراہ آجائیں تو اس برفانی علاقہ کو بہزار دقت طئے کر کے جاؤ اور بیعت کے لئے امام مہدی کی خدمت میں پہنچ جاؤ اور بیعت سے مشرف ہو جاؤ کیونکہ آپ کی بیعت فرض ہے۔

اس سے پہلے **فسوف یاتی اللہ بقوم** کی تفسیر میں صباحی مرتدوں کے محل وقوع سے منجانب مشرق فراہ کا مقام ثابت ہوا اور اب حدیث ثوبانؓ سے بھی ہندوستان کے علاوہ مقام فراہ ثابت ہو رہا ہے۔ گویا حدیث ثوبانؓ آیت مذکورہ کی تفسیر ہے اس کے بعد اس شبہ کا ازالہ

خود بخود ختم ہو جاتا ہے کہ امامنا علیہ السلام کا فرہ میں تشریف لانا اور فرقۂ باطنیہ کے مقام سے فراہ کا مشرقی حدود میں داخل رہنا ایک اتفاقی امر نہیں ہے۔ بلکہ مشیت ایزدی بموجب آیت واحادیث مقتضی تھی کہ آپ کا مولد ہندوستان ہے تو فراہ میں آپ کا مزار مبارک ہو ہماری بات کی تائید میں ایک اور حدیث پیش کی جاتی ہے جو نسائی میں ثوبانؓ ہی سے مروی ہے۔

عن ثوبان مولی رسول الله ﷺ قال قال رسول الله ﷺ عصابتان من امتی احرز هما الله من النار عصابة تغزو الهند وعصابة مع عیسیٰ علیه السلام (نسائی شریف جلد ثانی صفحہ ۳۰)

ترجمہ:۔ثوبانؓ جو رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میری امت میں دو گروہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی آگ سے بچا دیا ایک گروہ ہندوستان میں لڑے گا دوسرا عیسیٰ کے ساتھ ہوگا۔

اس حدیث میں دو جماعتوں کا ذکر آیا ہے ایک ہند میں لڑے گی دوسری عیسیٰ کے ساتھ ہوگی۔ پہلے ہند کی جماعت کس کی ہوگی اس کی صراحت نہیں ہے دوسری مامور من اللہ عیسی علیہ السلام کے ساتھ ہوگی۔پہلی جماعت جو دوزخ سے محفوظ رہنے والی ہے غیر مامور من اللہ کی کیسی ہوسکتی ہے۔اس لئے ثابت ہوا کہ پہلی جماعت ضرور مہدی علیہ السلام کی جماعت ہے کیونکہ دوزخ سے بچنا ہلاکت سے بچنا ہے۔اور مہدی دافع ہلاکت امت محمدیہؐ ہونا ایک مطلب رکھتا ہے جیسا کہ حدیث شریف **کیف تهلک امتی انا فی اولها وعیسیٰ فی آخرها والمهدی من اهل بیتی فی وسطها** یعنی وہ امت کیسے ہلاک ہوگی جس کے اول میں ہوں اور عیسیٰ آخر میں اور مہدی میرے اہل بیت سے اس کے وسط میں ہیں سے ظاہر ہے۔

اس حدیث میں تغزوا الھند کے الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ ہند میں لڑنے والی جماعت مہدی علیہ السلام کی جماعت ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔

چونکہ ہمارا مقصد اس تحریر کا یہ ہے کہ مہدی موعود علیہ السلام کا وقت بعثت آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ اور علمائے امت کے رایوں اور مقدس اولیاء کرام کی پیشین گوئیوں کی روشنی میں واضح کرنا ہے اسی لئے یہاں ہم تمام دلائل اسی مضمون کے پیش کرنے کی کوشش کریں گے۔ایک اور حدیث شریف جو حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے اس سے امام مہدی علیہ السلام کا(901ھ) میں ظاہر ہونا ثابت ہوتا ہے بہ خوف طوالت صرف حدیث مذکورہ کا ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔

حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تک اللہ تعالیٰ چاہے تم میں نبوت رہے گی پھر اللہ تعالیٰ اس کو اٹھا دے گا جب تک اللہ چاہے خلافت نبوت کے اصول پر رہے گی پھر اللہ تعالیٰ اس کو بھی اٹھا دے گا پھر اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا کاٹ کھانے والی بادشاہت رہے گی پھر اس کو بھی اللہ تعالیٰ اٹھا دے گا پھر جب تک اللہ تعالیٰ چاہے جبری بادشاہت رہے گی پھر اس کو بھی اللہ تعالیٰ اُٹھا دے گا۔پھر خلافت نبوت کے اصول پر رہے گی اس کے بعد آپ خاموش ہو گئے اس کو احمد نے اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں بیان کیا ہے۔

اس حدیث میں حسب ذیل باتیں قابل غور ہیں۔

(1) رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے بعد خلافت علی منہاج النبوۃ یعنی وہ خلافت جو نبوت کے اصول پر ہوگی۔

(2) خلافت علی منہاج النبوۃ کے بعد کاٹ کھانے والی بادشاہت

(3) کاٹ کھانے والی بادشاہت کے بعد جبر وتشدد کی بادشاہت

(4) جبر وتشدد کی بادشاہت کے بعد خلافت علی منہاج النبوت

یعنی وہ خلافت جو نبوت کے اصول پر ہوگی ہر ایک کی تفصیل ناظرین کی دلچسپی کے لئے مختصراً لکھ دی جاتی ہے۔

(ا) رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے بعد خلافت علی منہاج النبوۃ سے مراد خلافت راشدہ ہے اور اس خلافت کے خلفاء جملہ پانچ ہیں پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں جن کی مدت خلافت 2 سال 6 ماہ 4 یوم رہی۔ دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروقؓ ہیں جن کی مدت خلافت 10 سال 6 ماہ 4 یوم رہی۔ تیسرے خلیفہ حضرت عثمان غنیؓ ہیں جن کی مدت خلافت 11 سال 11 ماہ 13 یوم رہی چوتھے خلیفہ حضرت علی المرتضٰیؓ ہیں جن کی مدت خلافت 4 سال 9 ماہ 8 یوم رہی پانچویں خلیفہ حضرت امام حسنؓ ہیں جن کی مدت خلافت چھ ماہ سے کچھ کم ہے۔

(2) خلفائے راشدین کی خلافت کے بعد جو علی منہاج النبوۃ تھی کاٹ کھانے والی بادشاہت سے مراد بنوامیہ کی حکومت ہے۔ جیسا کہ ارشاد نبوی ہوا ہے **الخلافة بعدی ثلاثون سنة ثم بعده ملكا عضوضاً.** یعنی خلافت راشدہ میرے بعد تیس سال رہے گی۔ پھر اس کے بعد کاٹ کھانے والی بادشاہت ہوگی اس بادشاہت کی طرف **ملکا عضوضا** کے الفاظ اشارہ کررہے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ بنی امیہ کی حکومت میں جتنے بادشاہ گذرے ہیں ان میں قابل ذکر یہ ہیں پہلے بادشاہ حضرت امیر معاویہ ہیں دوسرا بادشاہ یزید بن معاویہ تیسرے معاویہ بن یزید چوتھا مروان بن حکم پھر علی التسلسل عبدالملک، ولید، سلیمان، عمر بن عبداللہ، یزید بن عبدالملک ، ہشام وغیرہ ہیں۔ آخری بادشاہ مروان حمار ہے ان سب کے منجملہ حضرت معاویہ اور عمر بن عبدالعزیز خلیفہ کے نام سے موسوم ہیں باقی بادشاہ یا امراء ہیں۔ تاریخ بین حضرات سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ بنوامیہ کے دور حکومت میں خود حضرت معاویہ کی زندگی میں یزید پلید نے حضرت امام حسن ابن علی کرم اللہ وجہہ کو زہر دلوادیا اور یزید کے زمانہ میں امام عالی مقام حضرت حسینؓ معہ اقرباء شہید کردیئے گئے۔ یزید نے

امویوں کی ایک فوج بھیج کر اہل مدینہ پر حملہ کرایا اس لڑائی میں بڑے بڑے اصحابؓ شہید ہو گئے۔ ہشام نے حضرت زید بن حسنؓ کو سر دربار شہید کیا پھر نعش سولی پر لٹکائی پھر جلا کر راکھ دریائے فرات میں پھینک دی حضرت زید کے فرزند حضرت یحییٰ کا قتل ہوا۔ بہر حال اس حکومت کو حسب فرمان نبوی کاٹ کھانے والی حکومت کہنا بالکل مناسب ہے۔

(3) کاٹ کھانے والی حکومت کے بعد جبری ملک کا ذکر آیا ہے چونکہ بنی امیہ کے بعد سوائے بنی عباس کی حکومت کے کوئی حکومت نہیں ہے اس لئے اس سے مراد خلافت عباسیہ ہے جس کا پہلا خلیفہ ابو عبداللہ سفاح ہے جن کی تعداد جملہ (37) ہوتی ہے آخری خلیفہ مستعصم باللہ تھا جس کو ہلاکو خاں نے ہلاک کر کے خلافت عباسیہ کا خاتمہ کر ڈالا جس کی مختصر تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔ اس خلافت کو جبر وتشدد کی بادشاہت کہنے کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ اس حکومت میں بانی خلافت عباسیہ ابو عبداللہ سفاح ایک ایسا خلیفہ گذرا ہے جس نے قسم کھائی تھی کہ اپنے بڑے بھائی ابراہیم امام کے بے گناہ قتل کا انتقام لوں گا۔ چنانچہ وہ امویوں کا ہر فرد جہاں ملتا تھا بے دردی کے ساتھ قتل کرتا تھا۔ عبداللہ بن علی سفاح کے چچا نے تو معافی کا وعدہ دے کر بہت سے امویوں کو اکٹھا کیا اور سب کو بے دریغ قتل کر دیا۔

خلیفہ مستعصم باللہ کو جو عباسیہ کا آخری خلیفہ تھا جس کو ہلاکو خاں نے 656ھ میں ہلاک کر کے خلافت عباسیہ کا خاتمہ کر دیا تھا اس کو اپنے روپے پیسے اور جواہرات پر ایسا گھمنڈ تھا کہ بادشاہان اطراف سے ملاقات تک نہیں کرتا تھا۔

(4) حدیث زیر بحث میں جبر وتشدد کی بادشاہت کے بعد خلافت علی منہاج النبوۃ کا ذکر آتا ہے۔ لمعات شرح مشکوٰۃ کے مولف نے خلافت علی منہاج النبوۃ کے تحت یہ الفاظ لکھے ہیں **الظاهر ان المراد به زمن عيسىٰ والمهدى**۔ یعنی خلافت علی منہاج النبوۃ سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد حضرت عیسیٰ ومہدی علیہم السلام کی خلافت ہے۔ اجتماع

حضرت عیسیٰ ومہدی کی مکمل بحث کا یہ موقع نہیں یہاں ہم صرف حضرت سعدالدین تفتازانی کا ایک قول جوانہوں نے اپنی کتاب مقاصد الاسلام میں لکھا ہے نقل کر دینا مناسب سمجھتے ہیں جس سے اجتماع مہدی وعیسیٰ علیہما السلام کا مسئلہ ہی باطل ہوجاتا ہے۔جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے کہ **فما یقال ان عیسیٰ ؑ یقتدی بالمھدی او بالعکس شئی لا مستند له فلا ینبغی ان یعول علیه** ترجمہ:۔یہ جو کہا جاتا ہے کہ عیسیٰ مہدیؑ کی اقتداء کریں گے یا اس کے بالعکس یہ ایسی بات ہے جس کی کوئی سند نہیں ہے اس پر توجہ نہ کرنا چاہئے

اس کے علاوہ احادیث دفع ہلاکت امت محمدیہ تو قطعی طور پر ثابت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ابتدائے امت میں دافع ہلاکت امت ہیں تو عیسیٰ ؑ آخر امت میں اور مہدیؑ وسط امت میں پھر وہ کیا صورت ہوگی جس سے اجتماع مہدی وعیسیٰ علیہما السلام کا اعتقاد قائم رہ سکے۔ابن عسا کر نے روایت کی ہے۔

کیف تھلک امتی انا فی اولھا وعیسیٰ ابن مریم فی آخرھا والمھدی من اھل بیتی فی وسطھا

ترجمہ:۔وہ امت کس طرح ہلاک ہوگی جس کے اول میں ہوں اور عیسیٰ بن مریم اس کے آخر میں ہیں اور مہدی میرے اہل بیت سے اس کے وسط میں ہیں۔

لہذا یہ اعتقاد رکھنا کہ مہدیؑ اور عیسیٰ ؑ ایک وقت میں آئیں گے سراسر باطل ہے اور ان دوخلفاءاللہ کا اجتماع ناممکن ہے۔اور جبر وتشدد کی بادشاہت یعنی خلافت عباسیہ کے اختتام سے آج تک نزول عیسیٰ ؑ کا واقعہ بھی پیش نہیں آیا۔اس لئے خلافت علی منہاج النبوۃ سے مراد صرف مہدی علیہ السلام کی خلافت ہی ہوسکتی ہے لاغیر

قبل ازیں آیت **فسوف یاتی اللہ بقوم** اور حدیث ثوبانؓ میں **ولو حبوا**

علــــی الشــلــج سے ثابت ہو چکا ہے کہ امامنا علیہ السلام خلافت عباسیہ کے اختتام سے جو 656ھ میں ہوا (191) سال کے بعد 847ھ میں پیدا ہوئے اس لئے حدیث حذیفہؓ بھی امام علیہ السلام پر صادق آتی ہے آپ اس کا مصداق اتم ہیں۔اور یہ سلسلہ آپ کی صداقت کے لئے موتیوں کی لڑی کی طرح ثابت ہورہا ہے انشاء اللہ اور بھی بے شمار دلائل قرآن اوراحادیث سے ہم آگے پیش کرنے والے ہیں تاکہ مومنوں کوراحت اور متلاشیان حق وصداقت کے لئے سراج منیر ثابت ہو۔تاریخ اسلام جسٹس امیر علی سے ظاہر ہوتا ہے کہ امویہ خاندان کے جوافراد سفاح کی کینہ کش تلوار سے بچ رہے ان میں ہشام کا پوتا عبدالرحمٰن بھی ہے جومراکش آیا پھر ہسپانیہ پہنچا بمقام سارہ حاکم ہسپانیہ سے جنگ کرکے اس کوشکست دے دی اور خود فرمان روائے ہسپانیہ بن بیٹھا۔سب لوگ اس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوگئے اس سلسلہ میں عبدالرحمٰن دوم سوم وچہارم کئی فرمانروا ہوئے ۔ابوالحسن ان کا آخری تاجدار ہے جوسلطنت سے دست بردار ہوگیا اور ابوالحسن کے بعد کچھ لوگ حکومت کرتے رہے۔

3/ جنوری 1492ء م 897ھ کوغرناطہ اہل کسٹل کے حوالہ کیا گیا بڑی نا مبارک ونامسعود گھڑی تھی وہ جس میں غرناطہ پر ہلال کی جگہ صلیب کا پرچم لہرانے لگا۔اس سے جزیرہ نمائے ہسپانیہ اور پرتگال کی ترقی وتہذیب کا مہتاب ہمیشہ کے لئے چاہ گمنامی میں ڈوب گیا۔ یہ واقعہ 1492ء م 897ھ کا ہے ہشام کے پوتے عبدالرحمٰن اوراس کے جانشین سب کے سب بنوامیہ کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور ہسپانیہ میں ابتداء بلکہ عرصہ تک خطبہ میں خلفائے عباسیہ کا نام لیا جاتا تھا اس لئے اسپین کی حکومت کو ملکاعاضا کا ضمیمہ سمجھا جاتا تھا۔یا ملکہ جبرتیہ کا اس کا سقوط 897ھ میں ہوگیا اس کے تین سال کے بعد 901ھ میں امامنا نے مکہ معظّمہ میں رکن اور مقام کے درمیان بموجب حدیث حذیفہؓ خلافت الٰہیہ کا پہلا دعویٰ

فرمایا اس طرح بھی حدیث حذیفہؓ آپ پر صادق اور آپ اس کے مصداق ہیں۔

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ابتدائے حدیث میں خلافت علی منہاج النبوۃ کا جو ذکر آیا ہے اس سے مراد خلافت راشدہ ہونا ثابت ہو چکا ہے۔ ملکاعاضا و ملکا جبرتیہ کے بعد جس خلافت علی منہاج النبوۃ کا ذکر آیا ہے اس سے مراد خلافت راشدہ اصحاب رسول اللہ ﷺ نہیں بلکہ خلافت الٰہیہ مراد ہے۔ کیونکہ مہدی علیہ السلام بموجب حدیث ثوبانؓ وابن عمرؓ خلیفۃ اللہ ثابت ہو چکے ہیں۔

یہاں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اشعار جس میں انہوں نے مہدی علیہ السلام کے زمانہ بعثت کے متعلق پیشین گوئی کی ہے جو متعدد نسخوں میں یہ اشعار موجود ہیں نامی پریس لکھنو کے چھپے ہوئے نسخہ میں اور مطبع حجر (مصر) کے 1272ھ کے مطبوعہ نسخہ میں بھی یہ اشعار موجود ہیں ان اشعار کا ترتیب وار ترجمہ یہ ہے۔

(1) اے میرے فرزند و جب ترک حملہ کریں تو تم مہدی کی ولایت کے منتظر رہو جو قائم ہوگا اور عدل کرے گا۔

(2) ہاشمی ظالم بادشاہ ذلیل ہو جائیں گے اور ان میں سے ایک ایسے شخص سے بیعت کی جائے گی جو کھیل کود میں لگا ہوگا۔

(3) وہ بچوں میں سے ایک بچہ ہوگا جو نہ بزرگی و عظمت اور نہ عقل و رائے رکھتا ہوگا۔

(4) پھر تم میں سے حق کو قائم کرنے والا کھڑا ہوگا جو تم پر حق کو پیش کرے گا اور خود حق پر عمل کرے گا۔

(5) وہ رسول اللہ ﷺ کا ہمنام ہوگا میری ذات اس پر فدا ہو جائے پس میرے فرزند اس وقت جلدی کرنا اور اس کو نہ چھوڑنا۔

پس حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کے لامحدود کمالات و فضائل ظاہری

وباطنی کوتمام اہل اسلام متفقہ طور پرتسلیم کرتے ہیں اور یہ اصول حدیث کے ضوابط کے نظر کرتے یہ قول ایک جلیل القدر صحابی کا ہے جو حدیث موقوف کا درجہ رکھتی ہے۔اوراہل سنت کا یہ ضابطہ ہے کہ کسی خبر مغیب کا ظہوراسی کے مطابق ہوجائے تو وہ موجب قطع ویقین ہوجاتی ہے۔خصوصاًاس صورت میں کہ تاریخی واقعات اس پیشین گوئی کے ٹھیک ٹھیک مطابق ظاہر ہونے کی تاریخی شہادت ملتی ہے۔چنانچہ 656ھ میں جبکہ ہلاکوخاں نے حملہ بغداد پرکیا اور خلیفہ وقت مستعصم باللہ عباسی معہ اپنے بیٹوں اور خاندان کے قتل ہوکر خلافت عباسیہ کا خاتمہ ہوا جس کی تفصیل اوپر گذرچکی ہے اس طرح ترکوں کے حملہ کرنے اور ہاشمی بادشاہوں کے ذلیل وخوار ہونے کی پیشین گوئی پوری ہوئی656ھ سے 658ھ تک کوئی خلیفہ نہیں رہا۔ 658ھ میں ہرس حاکم مصر نے بنی عباس کے ایک لڑکے کوجس کا نام احمد ابوالقاسم تھا قاہرہ بلواکراس کومنتصر باللہ کا لقب دے کر خلیفہ بنایا۔اوراس سے بیعت کی گئی (تاریخ الخلفاء وتاریخ اسلام امیرعلی)اس طرح بنی عباس کے ایک لڑکے جو نہ صاحب الرائے تھا نہ عقل وفہم والا سے بیعت کرنے کی پیشین گوئی بھی صادق آئی ان واقعات کے بعدہی امامنا مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوا جن کا نام مبارک سید محمد بن سید عبداللہ تھا اور نہ صرف یہی کہ آپ کا نام حضرت رسول اللہ ﷺ کے ہمنام تھا بلکہ حدیث کے مطابق آپ کے والد بزرگوار کا نام بھی حضرت رسول اللہ ﷺ کے والد ماجد کے ہمنام تھا سب سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ آپ کی والدۂ ماجدہ کا نام بھی بی بی آمنہ تھا جو حضرت رسول اللہ ﷺ کی والدہ محترمہ کی ہمنام تھیں جو احادیث کے عین مطابق تھیں۔تاریخ اسلام کے واقعات پر ایک تحقیقی نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان خبر مغیبہ یا پیشین گوئی کے جس قدر حصے ہیں ان کا ظہور مختلف ادوار میں ہوچکا ہے جس کو ہم نے ثابت کردیا ہے۔ان روشن اور واضح وجوہ دلائل کے ہوتے جو حضرت امامنا مہدی علیہ السلام پر پورے منطبق ہیں اس کے باوجود اس کا انکار کرنا کس قدر

کوتاہ نظری اور عدم تحقیق وتدبر کا اعلانیہ ثبوت ہے۔ حالانکہ امامنا مہدی علیہ السلام باعتبار نسب ونام اوراوصاف اورزمانہ بعثت ان پیشین گوئیوں کے پورے پورے مصداق ہیں۔

اس کے علاوہ اور دلائل جوٹھیک ٹھیک زمانہ بعثت کا پتہ دیتے ہیں اس کو یہاں پر تفصیل کے ساتھ درج کرنا چاہتے ہیں جوتمام دلائل اول سے آخر تک ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔

شیخ جلال الدین سیوطی نے جامع صغیر میں یہ حدیث روایت کی ہے کہ

قال النبی ﷺ الدنیا سبعة الاف سنة انا فی آخر ھا الفاً

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دنیا کی عمر سات ہزار برس ہےاوراس کے آخری ہزار میں' میں ہوں۔

طبرانی کی اس حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے جوانہوں نے جامع کبیر میں ضحاک بن زمل جہنی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میں نے خواب میں آپ کو سات زمینوں والے منبر کے اعلیٰ درجہ میں دیکھا ہے۔ حضرت نے اس خواب کی تعبیر میں یہ فرمایا کہ دنیا کی عمر سات ہزار سال کی ہے اور میں پچھلے ہزار میں ہوں۔صاحب تاویلات القرآن کا قول ہے کہ اسی سات ہزار میں مہدی علیہ السلام کا ظہور ہے۔

شکراللہ بن شہاب الدین نے بہجۃ التواریخ میں لکھا ہے کہ

در ھزار ھفتم که قمر است وزمین قیامت است محمد رسول الله را فرستاد ودریں ھزار در ھر صد سال سال خلیفه وعالمی آشکار خواھد شد در صدی اول عمر بن عبد العزیز که از جمله اقطاب است ﴿تا آن قول﴾ در صدی نهم آل رسول قرة العین بتول محمد بن

عبد الله المهدی بظهور خواهد آمد۔

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے ساتویں ہزار میں جو دور قمر ہے اور زمین قیامت ہے محمد رسول اللہ ﷺ کو بھیجا اور اسی ہزار سال میں ہر سو برس کو سال خلیہ (یعنی مجدد) ظاہر ہوگا پہلی صدی میں عمر بن عبد العزیز جو کہ جملہ اقطاب سے ہیں (اسی طرح بقول ان کے سلسلہ رہے گا) اور صدی نہم آل رسول قرۃ العین بتول محمد بن عبد اللہ المہدی کا ظہور ہوگا۔(از ماخوذ کحل الجواہر جلد دوم)

شیخ عبد الحق دہلوی نے مشکوٰۃ کی فارسی تشریح میں باب قرب الساعۃ میں شیخ جلال الدین سیوطی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ بعض علمائے وقت نے اس بات پر فتویٰ دیا ہے کہ دسویں صدی میں امام مہدی وغیرہ علامات قیامت کا ظہور ہوگا۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے مرقاۃ الصعود میں اپنے رسالہ تنبیہ کے حوالے سے حدیث پیش کی ہے۔

ان اللہ یبعث الی آخرہ کے ذیل میں ابن الاہدل کا یہ قول پیش کیا ہے **ویکون المہدی او عیسیٰ بن مریم فی المایۃ العاشرۃ عند تمام الدور والعدد العربی انتہی کلام ابن الاہدل** (مرقاۃ الصعود صفحہ 189 فن حدیث نمبر 11 کتب خانہ سعیدیہ حیدر آباد)

ترجمہ:۔ مہدیؑ یا عیسیٰؑ دسویں صدی میں ہوں گے جب کہ دور اور عدد عربی ختم ہونے کے قریب ہے۔

یہاں دور سے مراد دورِ قمر ہے جس کے ابتداء میں آدم علیہ السلام کا ظہور ہوا ہے اور دور کی کل مدت سات ہزار سال ہے جیسا کہ حدیث مافوق سے ظاہر ہے کہ دنیا کی مدت سات ہزار سال ہے اس کی مثال اس طرح ہے کہ ایک شخص جو چھٹا سال تمام کر کے ساتویں سال میں داخل ہوا کبھی اس کو شش سالہ بولتے ہیں باعتبار مکمل ہونے سال کے اور کبھی

(سات) ہفت سالہ بولتے ہیں۔ باعتبار دخول کے پس مراد حضرت ﷺ کی یہ ہے کہ حضرت آدم سے اس دم تک چھ ہزار ہو کر ساتواں ہزار شروع ہے کہ میں ساتویں ہزار میں ہوں پس موافق استعمال دوم کے دنیا ہفت ہزار سالہ ہے اور ساتویں ہزار کے ختم سے پہلے مہدی کا ظہور لازم ہے۔ جیسا کہ صاحب تاویلات القرآن اور بے شمار اولیاء اللہ نے اپنے اپنے پیشین گوئیوں میں فرمایا جو آنے والے سطور میں آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

صاحب غیاث اللغات نے دور قمر کے ذیل میں یہ لکھا ہے۔

مولف گوید که چوں از آئین اکبری دریافت می شود که تا امسال که سنه ایک هزار ودو صد وچهل ودو هجریست آدم علیه السلام را هفت هزار ویک صد وهفتاد سال شمسی گذشته ازیں معلوم می شود که بالفعل دور قمر نیست بلکه دور زحل باشد واز آں تا حال یک صد وهفتاد سال شمسی گذشته اند

ترجمہ:۔ مولف کہتا ہے کہ آئین اکبری سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سال یعنی 1242ء تک آدم علیہ السلام کو 7170 سال شمسی گذر چکے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب دور قمر نہیں ہے بلکہ دور زحل ہے اور اس کو شروع ہو کر 170 سال شمسی گذر چکے ہیں۔

اس سے ظاہر ہے کہ دور قمر کی ابتداء سے 1242ء تک 7170 سال شمسی ہوئی اور ان شمسی سالوں کے تقریباً 390 قمری سال ہوتے ہیں۔ پس 1242ء سے 390 سال پہلے یعنی تقریباً 852ھ میں دور قمر ختم ہوا اور امام مہدی علیہ السلام کی ولادت 847ھ میں ہوئی پس دور قمر کے ختم کے قریب حضرت مہدی علیہ السلام کا وجود ثابت ہے۔

تیسری بات یہ بیان کی گئی ہے کہ مہدی اسوقت ہوں گے جب کہ عدد عربی قریب

ختم ہوا عربی زبان میں عدد الف پر ختم ہو جاتا ہے اس سے بڑھ کر کوئی عدد بیان کرنا ہو تو کوئی خاص لفظ نہیں ہے۔ مایة الف وغیرہ دیگر اعداد کی ترکیب سے یہ مفہوم ادا کیا جاتا ہے ملیون کا لفظ جو عربی میں آج کل مستعمل ہے انگریزی زبان سے آیا ہے۔ اور ابن الاہدل کے زمانہ میں مروج نہ تھا۔ امام مہدی علیہ السلام ۹۱۰ھ میں واصل بہ حق ہوئے اور یہ ختم الف (ہزار) کے قریب ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی نے اپنے رسالہ الکشف میں حدیث ان النبی ﷺ **لایمکث فی قبرہ الف سنة** تحقیق کہ نبی علیہ السلام ایک ہزار برس اپنی قبر میں نہیں ٹھیریں گے۔

اس عبارت کے ساتھ درج کی ہے جس کا اردو ترجمہ یہ ہے۔

اس کا مفہوم یہ ہے کہ حدیث **النبی لا یمکث** الی آخرہ کے باب میں جو لوگوں کی زبان پر مشہور ہے کثرت سے پوچھا جا رہا ہے۔ اور میں جواب دیتا ہوں کہ یہ باطل ہے اس میں کوئی اصل نہیں ماہ ربیع 898ھ میں ایک شخص میرے ہاں اپنی تحریر لے کر آیا اور بیان کیا کہ یہ ایک عالم کے فتوے کی نقل ہے جو اکابر علماء سے ہے جس نے اس حدیث پر اعتماد کیا ہے سیوطی کہتے ہیں کہ ایسے عالم سے ایسے کلام کا صادر ہونا مستبعد ہے اس کا رد کرنا از روئے ادب مجھے مکروہ معلوم ہوتا ہے۔ (**الکشف فی مجاوزة ھذہ الامة عن الالف قلمی** حدیث عربی 1320 سٹیٹ سنٹرل لائبریری)

اس عبارت سے چند امور ثابت ہوتے ہیں۔

(1) یہ حدیث کہ رسول اللہ ﷺ ایک ہزار برس سے زیادہ قبر شریف میں نہیں ٹھیریں گے اس زمانے میں یہ حدیث بہت مشہور تھی اور لوگوں کی زبان پر تھی۔

(2) ایک ایسے عالم نے اس حدیث پر اعتماد کیا تھا جس کا رد کرنا سیوطی خلاف ادب سمجھتے تھے۔

(3) فتوے کا زمانہ 898 ھ ہے

سیوطی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک عالم نے مذکورہ بالا حدیث پر اعتماد کیا ہے۔ ملا عبدالقادر بدایونی کے بیان سے ظاہر ہے کہ حرمین شریفین کے اکثر محدثین نے اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ نجات الرشید میں مہدوی مذہب کے حالات کے ضمن میں لکھتے ہیں۔

بعض لوگوں نے حرمین شریفین کے علماء سے فتویٰ طلب کیا اس باب میں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے میں ہزار برس سے زیادہ قبر میں نہیں ٹھیروں گا اور ہزار برس ختم ہونے سے پہلے علامات مہدیؑ جن میں امام مہدیؑ کا خروج بھی شامل ہے ضرور ظاہر ہو جانا ہے ان اماکن شریفہ کے اکثر محدثین نے مستفتی کے مطابق جواب لکھا اور اس حدیث کی صحت پر دستخط کئے اور جب یہ شیخ جلال الدین سیوطی کے پاس آیا جو خود کو دسویں صدی کا مجدد کہتا تھا تو اس نے پہلے از روئے مروت اس پر دستخط کرنے میں تامل کیا اور جب مبالغہ سے کام لیا گیا تو سیوطی نے اس حدیث کے رد میں ایک رسالہ لکھا جس کا نام ہے۔

الكشف فى مجاوزة هذه الامة عن الالف

مذکورہ بیان سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ حرمین شریفین کے اکثر محدثین اس حدیث کی صحت کے قائل تھے اور اس حدیث کے مقتضی کے موافق مہدی کے ظہور کو بھی دسویں صدی کے تمام ہونے سے پہلے ضروری سمجھتے تھے دوسرے یہ کہ ایک جماعت کے فیصلہ کو تنہا سیوطی نے مسترد کر دیا۔

اب رہے حدیث کے معنی تو اس کے حقیقی معنی یہ ہوں گے کہ ایک ہزار برس ختم ہونے سے پہلے رسول اللہ ﷺ قبر سے اٹھیں گے دوسرے یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ ایک ہزار برس ختم ہونے سے قبل کوئی ایسا شخص مبعوث ہو جس کا آنا خود رسول اللہ ﷺ کے آنے کے جیسا ہو۔ حاصل یہ ہے کہ حدیث مذکور سے صرف مہدیؑ کے ظہور کا زمانہ متعین ہوتا ہے۔

سیوطی کے معاصر علماء نے اپنے عقیدہ کے موافق یہ خیال کہ امام مہدی کے ظہور کے ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور دجال کا خروج بھی ہونا چاہیئے اس لئے انہوں نے یہ امور بھی فتوے میں شامل کر دیئے اور سیوطی حیران تھے کہ ہزار قریب الختم ہے اس قلیل مدت میں یہ سب باتیں کیسے ظاہر ہوسکتی ہیں۔ غالباً اس وقت سیوطی کے پیش نظر مشکوٰۃ کی رُزَیّن سے روایت کی ہوئی وہ حدیث نہیں تھی جس میں امت رسول کے وسط میں مہدی اور امت کے آخر میں عیسیٰ اور ان کے درمیان غیر مستقیم لوگوں کا ہونا مذکور ہے۔ اسی لئے صاحب مشکوٰۃ نے مہدی کی حدیثیں، **علامات بین یدی الساعة و ذکر الدجال** (قیامت کے قریب کی علامتیں اور ذکر دجال) کے ذیل میں درج نہیں کی جہاں علامات کبریٰ مثلاً خروج دجال کے ساتھ نزول عیسیٰ کا بھی ذکر ہے بلکہ **اشراط الساعة** کے ذیل میں درج کی ہیں اور علماء نے توضیح کی ہے کہ **اشراط الساعة** سے مراد علامات صغریٰ ہیں جو قیامت سے قبل ظاہر ہوں گے مثلاً کثرت جہل وزنا و شرب خمر و قلتِ رجال و کثرت نساء وغیرہ۔

کتب صحاح میں جس قدر بھی حدیثیں مہدی کے باب میں وارد ہوئی کسی ایک میں بھی اس امر کی تصریح نہیں ہے کہ امام مہدیؑ کے ساتھ عیسیٰ علیہ السلام بھی ہوں گے یا امام مہدیؑ کے زمانہ میں دجال خروج کرے گا۔ یہ علمائے سو کی من گھڑت کہانیاں ہیں جس کا مغیبات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ حاصل یہ کہ حدیث مذکور سے صرف مہدی کا ظہور ثابت ہوتا ہے اور علمائے سوء نے اپنے عقیدہ کے موافق نزول عیسیٰ و خروج دجال کا بھی ذکر کر دیا ہے۔

حضرت سید محمد گیسو درازؒ نے اپنی تصنیف ''حظائر القدس'' میں مہدی علیہ السلام کے بعثت کی بشارت اس طرح دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد دین کی غریب الوطنی کی طرف اشارہ کیا ہے۔

ھاں قمر محمدؐ غروب کرد و نور احمدی فرو رفت بر آمدن راجا

نـمـانـد شنیده بدأ الاسلام غریبا هان اکنوں آن مه برمی آید تاایام دولت او طلوع شد هر روز هر روز روشن تر بر آمده (صفحہ 384)

ترجمہ:۔رسول اللہ ﷺ کا قمر غروب ہوا اور نور احمدی ڈوبا اس کے ظاہر ہونے کی جگہ نہ رہی تو نے سنا ہے کہ جس طرح اسلام ابتداء میں غریب تھا اسی طرح پھر ہو جائے گا ہاں اب وہ چاند نکلتا ہے جب سے اس کی دولت کا زمانہ طلوع ہوا ہے ہر روز روشن تر نظر آتا ہے۔

(یہ کتاب اسٹیٹ سنٹرل لائبریری حیدر آباد میں موجود ہے تصوف فارسی نمبر 409 بہ حوالہ مقدمہ سراج الابصار)

اب وہ چاند نکلتا ہے مہدی کے ظہور کی طرف اشارہ ہے اس لئے کہ اس عبارت کے بعد حضرت نے عیسیٰ اور نفخ صور کا علیحدہ ذکر کیا ہے۔

مذکورہ عبارت کے بعد کتاب کا سنہ تصنیف بھی درج ہے۔

اُمشب دو شنبه پانزدهم جمادی الآخر سنه ثلاث وثمان مایه

803ھ میں حضرت نے فرمایا کہ اب چاند نکلتا ہے یعنی مہدی کا ظہور قریب ہے اور حضرت مہدی علیہ السلام کی ولادت ۸۴۷ھ میں ہوئی۔

قرامانی کی روایت کو صاحب کشف الظنون نے لکھا ہے

قال الشیخ اویس (بن علی) القرمانی ان المهدی سیظهر عن قریب او علی رأس التسع مایة السنة (کشف الظنون طبع یورپ جلد چہارم صفحہ 20 ماخوذ از مقدمہ سراج الابصار)

ترجمہ:۔شیخ اویس بن علی قرامانی نے کہا کہ مہدی نو سو کے قریب یا نو سو کی انتہا پر یقیناً آئیں گے۔

حضرت شاہ راجو قتال حسینیؒ جو حضرت سید محمد گیسو دراز بندہ نوازؒ کے والد محترم ہوتے ہیں انہوں نے صاف الفاظ میں اپنی تصنیف تحفۃ النصائح میں ظاہر کر دیا ہے کہ مہدی نوسو پانچ ہجری میں ظاہر ہوں گے۔ان کے اشعار یہ ہیں۔

فرزند من مہدی بود گفتہ پیمبرؐ ہمچنیں

پس زمن آید یقین برنہصد و پنج دِگر

مہدی بیاید بے شک وعدہ چوں دادہ مصطفی

تصدیق او فرض بداں انکار او باشد کفر

ترجمہ:۔میری اولاد سے مہدیؑ ہوگا پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ وہ میرا ہمسر ہے اور وہ نوسو پانچ ہجری پر یقیناً آئے گا۔مہدیؑ کا آنا یقینی ہے اس میں شک نہیں کیونکہ حضرت محمد مصطفیٰ ؐ نے وعدہ فرمایا ہے۔اے بھائی اس کی تصدیق فرض جان اور انکار ان کا کفر ہوگا۔

دربار اکبری میں لکھا ہے کہ دسویں صدی ہجری میں تمام علمائے ہندوستان ایک صاحب فرمان کے ظہور کے منتظر تھے اور وہ مہدی کی ذات ہے۔

امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے بارے میں جو اولیاء اللہ اور صحابہ کرام اور علمائے امت نے دسویں صدی ہجری سے متعلق کیا ہے یہ ان کی ذاتی رائے یا تخمیناً نہیں ہے بلکہ اس کا ماخذ حدیثیں ہیں۔

عبدالوہاب شعرانی نے الیوقیت والجواہر کے مبحث شصت و پنجم میں شیخ تقی الدین المتوفی ۷۰۲ھ کے عقیدہ کے حوالے سے یہ حدیث نقل کی ہے۔

ان صلحت امتی فلها یوم و ان فسدت فلها نصف یوم

یعنی اگر میری امت صلاح پائے تو اس کے لئے ایک یوم ہے اور اگر فساد ہو تو نصف یوم (الیواقیت والجواہر طبع مصر 1277ھ)

اسی طرح ابوداؤد نے یہ روایت کی ہے

عن سعد ابی وقاص عن النبی ﷺ قال اِنّی لا رجوان لا تُعجُز امتی عند ربھا ان یوخر ھم نصف یوم قیل لِسَعدو کم نصف یوم قال خمس مایة سنة

ترجمہ:۔سعد ابی وقاصؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تحقیق کہ میں ضرور امید رکھتا ہوں کہ عاجز نہ ہوگی میری امت اپنے پروردگار کے پاس اگر انہیں مہلت دی جائے نصف یوم کی۔سعد سے کہا گیا کہ نصف یوم کتنا ہے تو کہا کہ پانچ سو سال۔

صاحب کوکب منیر شرح جامع الصغیر نے مذکورہ حدیث کے ذیل میں سہیلی کے حوالہ سے یہ روایت درج کی ہے۔

ان احسنت امتی فبقاء ھا یوم من ایام الآخرۃ وذلک الف سنة وان اسـائـت فـنـصـف یـوم (کوکب منیر شرح جامع الصغیر جلد اول صفحہ 886 حدیث عربی نمبر 1213 اسٹیٹ سنٹرل لائبریری حیدرآباد)

ترجمہ:۔اگر میری امت نیکوکار رہی بس اس کی بقاء ایام آخرۃ کے ایک یوم کے اتنی ہوگی اور وہ ہزار برس ہے اور اگر بدی کی تو اس کی بقاء نصف یوم ہوگی۔

صاحب اشعۃ اللمعات نے حدیث انی لا ارجو یوم الی اخرہ کے ذیل میں یہ لکھا ہے

معـنـی حـدیث آن است که ایں اُمَّتْ را ایں مقدار قدرت ومکنت وقـرب ومـکـانـت نزد پروردگار تعالیٰ ھست که پانصد سال ایشاں رانگاه دارد وھلاک نه کند (**اشعة اللمعات جلد رابع صفحه ۷۵۴**)

ترجمہ:۔حدیث کے یہ معنی ہیں کہ اس امت کو اس قدر قدرت ومکنت اور قرب ومنزلت خداوند تعالیٰ کے نزدیک حاصل ہے کہ پانچ سو سال تک اس

کو محفوظ رکھے گا اور ہلاک نہیں کرے گا۔

جہاں امت کی بقاء زیادہ سے زیادہ ایک ہزار برس بیان کی گئی ہے اس سے بھی ہلاکت سے محفوظ رہنا مراد ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ

کیف تهلک امتی انا اولها والمهدی وسطها والمسیح آخرها

ترجمہ:۔ وہ امت کیسے ہلاک ہوگی جس کے اول میں ہوں مہدی اس کے وسط میں اور عیسیٰ اس کے آخر ہیں۔

ظاہر ہے کہ ایک ہزار برس کے اندر امت کو مہدی کے سوا کون ہلاکت سے بچا سکتا ہے یہ سردار عرب محمد رسول اللہ ﷺ نے ایک منفرد انداز میں مہدیؑ کے وقت بعثت کو ظاہر فرمایا ہے۔ اس طرح صاف اور شفاف اور بالکل آئینہ کی طرح آمد مہدی کی خبر دے رہے ہیں اور یہ ظاہر کر دیا ہے کہ مہدی کا آنا ایک ہزار سال کے اندر ہی ہے اور یہ شرط مہدیت بھی ہے اس کے بعد مہدی کا انتظار آیات قرآنیہ اور احادیث کا کھلا انکار کرنا ہے جو شان رسالت ﷺ میں گستاخی کے مترادف ہے۔

صاحب عقد الدرر فی علامات المهدی المنتظر نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے

اخرج نعیم بن حماد عن محمد بن الحنفیة قال کنا عند علیؓ فساله رجل عن المهدی فقال هیهات ثم عقد بیده تسعا فقال ذلک یخرج فی آخر الزمان

ترجمہ:۔ نعیم بن حماد نے محمد بن حنیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت علیؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص نے ان سے مہدی کی نسبت سوال کیا تو انہوں نے کہا ابھی بہت دور کی بات ہے اپنے ہاتھ سے نو کی صورت بنائی اور کہا کہ وہ آخر زمانہ میں ظاہر ہوگا۔

واضح ہو کہ حضرت علیؓ کا جواب یخرج فی آخر الزمان (مہدی آخر زمانہ میں ظاہر ہوں گے)اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ سائل نے زمان ظہور مہدی کے متعلق سوال کیا تھا حضرت علیؓ نے اپنے ہاتھ سے نو کی صورت بنائی اس طرح نو درجہ احاد وعشرات میں ہوگا یا مئیات (سوں)والوف (ہزاروں)میں ہوگا الف (ہزار) سے بڑھ کر عربی میں عدد کے لئے کوئی لفظ نہیں ہے۔لاکھ دولاکھ کہنا ہو تو دو عدد ملا کر کہتے ہیں۔مثلاً مایة الف یامائتا الف. ملیون کا لفظ جو آج کل مستعمل ہے اس زمانہ میں مستعمل نہ تھا کیونکہ یہ لفظ انگریزی زبان سے آیا ہے۔ احاد وعشرات تو مراد نہیں ہو سکتے اس لئے کہ حضرت علیؓ نے لفظ هیهات کہہ کر بُعدِ زمان کی طرف اشارہ کیا ہے الوف مراد نہیں ہو سکتے اس لئے کہ دین کی بقاء پانسو سال اور زیادہ سے زیادہ ایک ہزار سال قرار دی گئی ہے۔لہذا نو سے نوسو مراد ہوں گے حضرت علیؓ کے پیشین گوئی سے بھی صاف ہو جاتا ہے کہ مہدی کی بعثت ایک ہزار ہجری کے اندر نوسو سال میں ہوگی۔

ناظرین کرام یہاں یہ بات قابل ذکر اور بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ مہدیؑ کی مہدیت کے کچھ علامات معین کئے گئے ہیں جس طرح مہدیؑ کا اولاد فاطمہؓ سے ہونا شرط مہدیت ہے۔ اس طرح مہدی علیہ السلام کی بعثت دسویں صدی ہجری کے اندر ہونا بھی شرط مہدیت ہے ایک حدیث جس کا ذکر سرسری انداز میں گزر چکا ہے اس کو بھی من وعن یہاں پر لکھ دینا مناسب سمجھتا ہوں۔

عن ابی هریرةؓ قال فیما اعلم عن رسول الله ﷺ انه قال ان الله یبعث فی هذا الا مة علی رأس کل مائة سنة من یجد دلها دینها وقال ان المجدد فی المائة العاشرة هو المهدیؑ

ترجمہ:۔حضرت ابو ہریرۃ سے مروی ہے کہ کہا رسول اللہ ﷺ سے مجملہ

ان باتوں کے جن کو میں جانتا ہوں کہ یہ ہے کہ آپؐ نے فرمایا اللہ مبعوث کرے گا اس امت میں ہر صدی کے راس پر ایک ایسے شخص کو جو اس امت کے لئے اس کے دین کی تجدید کرے گا اور فرمایا مجدد دسویں صدی میں وہی مہدیؑ ہے۔

اس حدیث شریف کو حضرت بندگی میاں عبدالملک سجاوندی نے اپنی شہرہ آفاق کتاب سراج الابصار میں تنبیہ التحریر کے حوالہ سے بیان کیا ہے۔

اور علامہ جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب مرقاۃ السعود میں کتاب الملاحم کے ذیل میں جہاں اس حدیث کا ذکر کیا ہے اس طرح لکھا ہے کہ یعنی اس حدیث کی شرح میں، میں نے ایک مستقل رسالہ موسوم بہ **التنبیہ ممن یبعث اللہ علی راس کل مائة** تالیف کیا ہے اور اس کے فوائد کی یہاں تلخیص کرتا ہوں

(**مرقاۃ الصعود کتاب الملاحم** فَنِ حدیث نمبر 11 کتب خانہ سعیدہ حیدرآباد ماخوذ از مقدمہ سراج الابصار)

اس سے ظاہر ہے کہ سیوطی کے پاس یہ حدیث بالکل صحیح ہے اس حدیث کے متعلق ایک مستقل رسالہ تک لکھدیا ہے اسی لئے سیوطی نے بھی مہدی کی بعثت دسویں صدی میں ہونا ظاہر کیا ہے اسی طرح امام نووی نے مہدیؑ کا دسویں صدی ہجری میں ہونا بیان کیا ہے۔

اس کے علاوہ ابوداؤد شریف کی اس حدیث سے بھی ہمارے اس دعویٰ کو تقویت ملتی ہے کہ مہدیؑ کا وجود دسویں صدی کے اندر ہونا ضروری ہے۔ وہ حدیث یہ ہے کہ

عن زر بن عبد اللہ عن النبی ﷺ قال لو یبق من الدنیا الی یوم لطول اللہ ذالک الیوم حتی یبعث رجلاً من اھل بیتی یواطی اسمہ اسمی و اسم ابیہ اسم ابی

ترجمہ:۔ زر بن عبداللہ نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ اگر دنیا ختم ہونے ایک دن باقی رہ جائے گا تو اللہ اس دن کو اتنا دراز کردے گا کہ میری اہل بیت سے ایک شخص مبعوث ہوجائے جس کا نام میرا نام اور اسکے باپ کا نام میرے باپ کا نام کے مطابق ہوگا۔

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ مہدی علیہ السلام کی بعثت اسی یوم (دن) ہوگی اس دن میں مہدی کی بعثت اتنی ضروری ہے کہ فرضا وتقدیراً اگر دیر ہوجائے تو اللہ تعالیٰ اس دن کو اتنا دراز کردے گا کہ مہدیؑ کی بعثت عمل میں آجائے اس میں اس بات کا صاف اشارہ ملتا ہے کہ کوئی بھی مامور من اللہ ہمارے دنیوی ایام کے لحاظ سے مبعوث ہوکر ایک دن میں جو کام ان کے سپرد کیا جاتا ہے پورا تو نہیں کرسکتا۔ اور اللہ کا فرمان **ولن تجد لسنة الله تبديلا** اللہ کی جو سنت ہے وہ تبدیل ہونے والی تو نہیں ہے کیونکہ تمام انبیاء جو دنیا میں آئے ہر کسی کو چند سال کی مدت عطا فرمائی گئی ہمارے نبی محمد رسول اللہ ﷺ کو ترسٹھ سال کی حیات عنایت فرمائی اس میں کم وبیش تیئیس سال آپ تبلیغ فرمائے یہاں مہدی علیہ السلام کی وقت بعثت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو صاف ہے اور جو دلائل مافوق سے بھی اظہر من الشمس کی طرح واضح ہے یوم سے مراد ایک ہزار سال ہے ہمارے اس دعوئے کی تائید قرآن شریف سے بھی مکمل واضح ہوجاتی ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اليوم اكملت لكم دينكم و اتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الاسلام دينا

ترجمہ:۔ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لئے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کیا ہے۔

دین کامل کی نصرت وتائید کی عدم ضرورت کا ذکر کسی حدیث یا آیت قرآنی سے

ثابت نہیں ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ نے تفصیلی بشارات سے جو تواتر کی حد کو پہنچ گئی ہیں مہدی موعود کے وجود کو ثابت فرمایا ہے۔

دلائل مافوق کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آیت مذکور میں **الیوم** ایک ہزار سال پر محیط ہے ہماری دلیل آیات قرآنی ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

فی یوم کان مقدارہ الف سنة مما تعدون (سورہ السجدۃ آیت نمبر 5)

ترجمہ:۔ بے شک آپ کے رب کے پاس کا ایک دن تمہاری گنتی کے مطابق ایک ہزار برس کا ہوگا۔

ان یوماً عند ربک کالف سنة مما تعدون (سورہ الحج آیت نمبر 47)

ترجمہ:۔ بے شک آپ کے رب کے پاس کا ایک دن تمہاری گنتی کے ایک ہزار برس کے برابر ہے۔

اس سے صاف آئینہ کی طرح عیاں ہو جاتا ہے کہ آیت **الیوم اکملت لکم دینکم** میں **الیوم** مہدی علیہ السلام کی بعثت کے بعد ہی مکمل ہوگا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے امام مہدی علیہ السلام کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ آخر زمانہ میں دین کو قائم کریں گے جیسا کہ میں اول زمانہ میں اس کو قائم کیا ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں **یقوم بالدین فی آخر الزمان کما قمت به فی اول الزمان** اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ مہدیؑ سے دین کو ختم فرمائے گا۔ **قال رسول الله ﷺ المهدی منا یختم الله به الدین کما فتح بنا (عقد الدرر باب سابع)** رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مہدی ہمیں میں سے ہے اللہ تعالیٰ اس پر دین ختم کرے گا جس طرح کہ شروع کیا ہے اس کو ہم سے

حضرت امام مہدی علیہ السلام کا خاتم دین ہونا گویا خود رسول اللہ ﷺ کا خاتم دین ہونا ہے جیسا کہ حدیث مذکور میں ہے تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دین کی تکمیل باعتبار تنزیل مراد ہے اور دین کی تکمیت باعتبار تبین (بیان) ہے ورنہ رسول اللہ ﷺ یہ نہ فرماتے کہ اللہ تعالیٰ مہدیؑ پر دین ختم فرمادے گا کیونکہ مہدیؑ سے احسان کی تعلیم عام ہونا تھی جیسا کہ حدیث جبرئیل سے ظاہر ہے کہ دین کے تین ارکان ہیں اسلام' ایمان' احسان۔ اسلام اور ایمان پر زور دیا گیا۔فرائض وواجبات ایسے روشن کئے گئے کہ من حیث الظاہر شریعت کی تکمیل ہوگئی دور ثالث خاتم الادوار تھا احسان کا ہے احسان کے معنی شارح مشکوٰۃ نے یہ لکھے ہیں۔ اچھی طرح کرنا فعل کا بروجہ تکمیل وتجوید وایقان اور جیسا کہ چاہئے اس کو بجالانا (اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ 41) آج کل معاندین مہدویہ ان صاف وصریح اور واضح اشارات کو نعوذ باللہ مہمل کہنے کی بیجا جراءت کر کے توہین قرآن کرنے والوں کی صف میں کھڑے رہنے سے نہیں جھجکتے ہیں یہ اشارات ہرگز مخفی و مُستَتَر نہیں ہیں بلکہ اظہر من الشّمس ہیں اگر کسی کی نظر ان کے دیکھنے سے عاجز وقاصر ہے تو یہ خود اس کا قصور نظر ہے۔

گر نہ بیند بروز شپر چشم

چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

ان احکام باطنی کو بھی مجمل نہیں رکھا گیا بلکہ حضرت سرور کائنات ﷺ نے صحابہ میں سے حسب قابلیت واہلیت جن کو قابل جانا بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ بخاری شریف کے باب العلم میں ابو ہریرۃؓ سے جو روایت ہے اس سے اس کی تائید ہوتی ہے ابو ہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ

میں نے رسول اللہ ﷺ سے علم کے دو ظرف محفوظ رکھے ہیں ان میں سے ایک کو میں نے لوگوں میں پھیلا دیا لیکن دوسرے کو بھی اگر عام طور پر پھیلا دوں تو میرا حلق کاٹ دیا

جائے گا۔ارشادالساری شرح بخاری میں لکھا ہے کہ

اس سے علم اسرار مراد ہے جو غیروں سے محفوظ اور اہل عرفان مشاہدات علماء باللہ سے مخصوص ہے۔

بخاری شریف کی اس حدیث کی تائید تفسیر روح البیان مصنف علامہ شیخ اسماعیل حقی نے اپنی شہرہ آفاق تفسیر میں درج کی ہے اس سے بالکل واضح اور عیاں ہوجاتا ہے کہ خداوند قدوس نے حضور کو تین قسم کے علوم عطا فرمائے تھے ایک تو وہ علوم تھے کہ جنہیں امت کو بتادینا آپ پر فرض تھا جیسے تمام احکام اسلام وایمان دوسرے وہ علوم تھے جن کے بارے میں آپ کو خدائے تعالیٰ نے اختیار دیا تھا جس سے چاہیں بتائیں اور جس سے چاہیں چھپائیں جیسے بہت سے رموز واسرار اور عام امتیوں سے پوشیدہ رکھا تیسرے وہ علم تھے جن کا تمام امت سے چھپانا آپ پر فرض تھا چنانچہ یہ حدیث تفسیر روح البیان جلد3 صفحہ 180 پر درج ہے۔

فاورثنی علوم الاولین والاخرین وعلمنی ماشتی فعلم اخذ عهداً علٰی کتمه وهو علم لا یقدر حمله غیری وعلم خیّرنی فیه وعلم امرنی بتبلیغه الی الخاص والعام من امة

یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے اولین و آخرین کے علوم کا وارث بنایا اور مجھے چند قسم کے علوم عطا فرمائے ایک وہ کہ خدا نے ان کے چھپانے کا مجھ سے عہد لیا اور یہ وہ علوم تھے کہ جن کے اُٹھانے کی طاقت میرے سوا کسی میں نہیں تھی (سوائے مہدیؑ کے جس کو خضرؑ کے ذریعہ بار امانت کے طور پر حضرتؑ کو پہنچائی گئی)

اور ایک وہ علوم جن کے بتانے اور چھپانے کے بارے میں خدا نے مجھے اختیار دیا ہے اور ایک وہ علوم جن کے بارے میں خدا نے مجھے حکم دیا ہے میں ان علوم کو اپنی امت کے

ہر خاص وعام تک پہنچادوں۔

مزید علمائے متقدمین ومشاہیر اہل سنت جو اس بات کے قائل ہیں کہ امام مہدی علیہ السلام اور آپ کے اصحاب کو معانی ومطالب قرآن کے وہ حقائق منکشف ہوں گے جو ان سے پہلے لوگوں پر منکشف نہ ہوئے تھے۔اس سے یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ مہدئؑ اور اصحاب مہدئؑ کا مقام ومرتبہ تمام اہل سنت متقدمین اور اولیاءاللہ میں متفقہ طور پر کیا تھا۔ ہم یہاں پر چند اقوال درج کرتے ہیں تاکہ معاندین مہدویہ پر یہ واضح ہوجائے کہ مہدویت کیا ہے ہم نے جو کچھ لکھا قرآن اوراحادیث علمائے متقدمین اور اولیاء اللہ کے اقوال کے حوالوں سے لکھا ہے اس کے علاوہ اور سینکڑوں دلائل موجود ہیں جو ضرورتاً مزید لکھے جائیں گے۔ تفسیر تاویلات میں لکھا ہے۔

الم ذٰلک الکتاب الموعود ای صورة الکل المومیٰ الیه بکتاب الجفر والجامه المشتملة علٰی کل الشئی الموعود بانه یکون مع المهدی فی آخر الزمان لا یقرؤه کما هو بالحقیقة الا هو الخ

الم ذالک الکتاب یعنی وہ کتاب جس کا وعدہ کیا گیا ہے جس کی طرف کتاب جفر وجامعہ کا اشارہ کیا گیا ہے جو ہر موعود شئی پر مشتمل ہے۔اس طرح کہ آخر زمانہ میں وہ مہدئؑ کے ساتھ ہوگی جس کو ان کے سوا کوئی نہیں پڑھے گا جیسی کہ وہ حقیقت میں ہے۔

شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے عوارف المعارف میں ابن مسعودؓ کے سلسلۂ اسناد سے روایت کیا ہے کہ ''**مامن اٰیة الا ولها قوم سیعلمون بها**'' ہر آیت کی حقیقی طور پر جاننے والی ایک ایک خاص قوم ہے۔

عوارف کی شرح ''تعارف'' میں اس روایت کی شرح میں لکھا ہے۔

یفهم من ذالک ان بعض المعانی لم یخطر ببال الصحابة ویخطر فی قلوب بعض المشائخ سیماً من اصحاب المهدی انتها.

اس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ بعض معانی ومطالب کا صحابہ کے قلوب میں بھی خیال نہیں گزرا تھا۔اوروہ معانی بعض مشائخین خصوصاً اصحاب مہدی علیہ السلام کے قلوب میں منکشف ہوں گے۔

جبکہ صحابۂ مہدی علیہ السلام کی یہ شان ہے تو اسی پر سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ خود خلیفۃ اللہ امام مہدی علیہ السلام کی ذات اقدس کی وسعت معلومات کس قدر ارفع واعلیٰ ہوگی

چونکہ یہ احکام ولایت محمدیہ کے متعلقات سے ہیں ان کا **علی وجه الدعوة** بیان کرنا خاتم ولایت خاص محمدیہ کے ظہور پر موقوف ہے۔ اسی لئے حضرت خاتم النبین ﷺ نے ظہور خاتم الاولیاء وخاتم دین امام مہدی علیہ السلام کے ظہور یا بعثت کو ضروریات دین سے گردانا جیسا کہ ابوداؤد کی حدیث مذکور **لطول الله ذلک الیوم** سے ثابت ہے کہ آیت شریفہ (**الیوم اکملت لکم دینکم**) میں مہدیؑ کی بعثت تک الیوم کومحیط کردیا گیا ہے اور فرمایا اگر دنیا ایک دن بھی باقی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس قدر دراز کردے گا کہ میری اہل بیت سے ایک شخص مبعوث ہوجائے گا جس کا نام میرا نام ہوگا اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے مطابق ہوگا اور فرمایا مہدی علیہ السلام آخر زمانہ میں دین کو اس طرح قائم کریں گے جس طرح میں نے ابتدائے اسلام میں قائم کیا ہوں۔

اور آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس طرح ہم سے دین کی ابتداء کی ہے اسی طرح مہدی سے دین کو ختم کرے گا۔ان دلائل کی روشنی میں ثابت ہوتا ہے کہ الیوم ایک ہزار سال

پر محیط ہے اور اسی ہزار برس میں مہدیؑ کی بعثت ہوئی ان احکام سے مراد وہ حقائق ومعارف اور مسائل باطنی ہیں جو متعلقات ولایت سے ہیں اگر معاندین مہدویہ کا منشاء ان احکام وبیان کو مہمل بتانا ہے جیسا کہ ان کی عادت ہے تو اس میں مہدویہ کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ آیات قرآنی اور احادیث نبویؐ بلکہ اور علمائے متقدمین اہل سنت اور علماء طریقت وحقیقت یعنی صوفیائے محققین کو مورود لعن وطعن بنانا پڑے گا۔ جنہوں نے مقام مہدیؑ اور بعثت مہدیؑ از روائے قرآن اور حدیث دسویں صدی میں ہونے کی پیشین گوئی کی ہے اور مشرب صوفیہ رکھنے والے تمام لاکھوں کروڑوں برادران اسلام اس اعتراض کے مخاطب رہیں گے جو کھلی گمراہی کے سوا کچھ نہیں۔

ملنے کے پتے

1. بمکان مولف حضرت سید دلاور مخصوص الزمانی
مکان نمبر 1-7-441 ' زمستان پور' مشیر آباد' حیدر آباد
فون نمبر 9000943544

2. سان کمپیوٹر سنٹر'
16-4-685 ' صوبیدار علی خان روڈ
نئی سڑک ' چنچل گوڑہ' حیدر آباد 500024